اردو ترجمہ

تنبیہ الغافلین

حصہ اوّل

مصنف

الامام الفقیہ ابواللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوثوبان سید محمد اسداللہ اسد

تهديد اللعبين
تنبیہ الغافلین
جلد اوّل
مصنف
امام ابو الفقیہ ابو اللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم
ابو ثوبان سید محمد اسد اللہ اسد
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

نام کتاب ——— تنبیہ الغافلین (جلد اوّل)
مصنف ——— فقیہ ابواللیث ثمرقندی علیہ الرحمۃ
مترجم ——— ابوثوبان سیّد محمد اسد اللہ اسد
تعداد ——— 600
اشاعت ——— دسمبر ۲۰۰۵ء
مطبع ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر ——— شبیر برادرز لاہور
قیمت ———
قیمت ———

ملنے کے پتے

ادارہ پیغام القرآن
زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور

فہرست تنبیہ الغافلین

(جلد اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں اپنی کتاب مبین کی ہدایت سے سرفراز فرمایا اور اپنے محبوب مکرم سرورِ دوعالم ﷺ کے توسل سے تمام امتوں پہ فضیلت عطا فرمائی ہم اس کی اسی طرح خوبی بیان کرتے ہیں کہ جو اس کی رضا جو کہ ہمیں مرغوب ہے اس کے حصول کا سبب بن جائے۔ اس کی عطاؤں سے مخفی خزانوں کو طلب کر سکیں اور یہ کہ وہ ذات کبریا ہمیں اپنی نعمتوں پہ ہدیہ تشکر بجالانے والا بنا دے، اپنے اولیاء کرام اور انعامات کی معرفت نصیب فرمادے۔

اور درود وسلام ہو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں اور آپ کی آل پاک پر۔ آپ کے خاندان پر آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ساری امت پر۔

فقیہ زاہد، عالم نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جسے ادب میں معرفت اور علم میں حظ وافر نصیب فرمایا ہو اس کے لئے حکمتوں اور مواعظ میں غور وفکر کرنا، صالحین امت اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں جستجو کرنے والوں کی جستجو پہ واقفیت حاصل کرنا از حد ضروری ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ط (النحل:۱۲۵)

اے محبوب! بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے۔ "

اس حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بھلائی کی خاطر وقفے وقفے سے وعظ فرمایا کرتے تھے تا کہ دل ملول نہ ہو جائیں۔

میں نے اس کتاب میں موعظت وحکمت کے اعتبار سے ہر اس چیز کو جمع کر دیا ہے جو اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے کافی ہو۔اس کے لئے میری وصیت ہے کہ سب سے پہلے اپنے لئے غور وفکر کا اسے ذریعہ بنائیں پھر دوسروں کے لئے وعظ ونصیحت کے ساتھ اس کا محاسبہ کریں اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں یوں ہی حکم دیا ہے حدیث مبارکہ میں بھی یہی حکم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ (آل عمران:۷۹)

بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ تم دوسروں کو تعلیم دیتے رہتے تھے کتاب کی

بعض مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کو کتاب اللہ کی تعلیم دیتے ہو خود بھی اس پہ عامل بن جاؤ دوسری آیت طیبہ میں ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۸)

اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں۔

اپنے محبوب مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ (المدثر:۱،۲)

اے چادر لپیٹنے والے اٹھئے اور لوگوں کو ڈرایئے۔

ایک اور مقام پہ ارشاد فرمایا:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الذاریات:۵۵)

اور آپ سمجھاتے رہیے یقیناً سمجھانا اہل ایمان کے لئے فائدہ بخش ہے۔

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ۔

گھڑی بھر غور وفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

جو شخص حکم و نصائح اور سلف صالحین کی سیرت میں غور و فکر کرنے سے روگردانی کرتا ہے وہ دو خصلتوں میں سے کسی ایک کا شکار ضرور ہو گا۔

یا تو تھوڑے عمل پہ بھی اکتفا کرتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ بھلائی کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ہو گیا ہوں۔ یا پھر تھوڑی سی جدوجہد کر کے اپنی نگاہوں میں اسے بہت بڑا سمجھتا ہے اور اس قلیل سے مجاہدے سے خود کو اوروں پہ فضیلت دیتا پھرتا ہے جبکہ بنا بریں اس کی کوششیں رائیگاں اور اعمال بربادیوں کا شکار ہو جاتے ہیں جب حکمت و مواعظ پہ غور و فکر کرے گا تو عبادت پہ اور زیادہ حریص ہو جائے گا اور درجات میں اسلاف کے مرتبہ سے کوتاہی کا اعتراف کرے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اعمال کی پاکیزگی اور بہت بڑی برکتوں کی توفیق مانگتے ہیں بے شک وہ احسان فرمانے والا اور ہر شئی پر قادر ہے۔

باب ۱

اخلاص کا بیان

فقیہ ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ سرورِ کائنات، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

اخوف ما اخاف علیکم الشرك الاصغر۔ تمہارے معاملہ میں مجھے سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم "ما الشّرك الْاَصْغَرُ" کہ شرک اصغر کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الریا" کہ شرک اصغر ریا ہے۔ جس دن بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جاؤ ان سے جا کر جزا طلب کرو جن کے لئے تم دنیا میں عمل کیا کرتے تھے۔ ذرا غور کرو کہ کیا تم ان سے کوئی بھلائی یا خیر پا سکتے ہو جنہیں دکھانے کے لئے تم دنیا میں عمل کرتے ہو۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان ریاکاروں سے کہا جائے گا کہ ان کے عمل تو محض دھوکہ تھے دھوکہ دہی کی خاطر جو عمل کرتے تھے اسی دھوکہ کی بنا پر ہی آخرت میں ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء: ۱۴۲)

بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں۔

مطلب یہ ہے کہ انہیں دھوکے کی جزا دی جائے گی ان کا ثواب ضائع کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا کہ جاؤ ان کے پاس جن کے لئے تمہارے عمل تھے میرے پاس

تمہارے اعمال کا کوئی ثواب نہیں ہے کیونکہ تمہارے اعمال میں میری ذات کے لئے خلوص نہ تھا بندہ اسی وقت ثواب کا مستحق گردانا جاتا ہے جب اس کے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ کے لئے ہوں اور اگر کسی بھی عمل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو شریک کر لیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس عمل سے بری ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

یقول اللّٰہ تعالٰی انا اغنی الشرکاء عن الشرك انا غنی عن العمل الذی فیه شرکة لغیری فمن عمل عملا الشرك فیه غیری فانا منه بری ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میں دوسرے شرکاء کے مقابلے میں شرک سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ میں اس عمل سے بے نیاز ہوں جس میں میرے سوا کوئی اور شریک ہو۔ جس شخص نے کوئی نیک کام کیا اور اس میں میرے ساتھ اس نے کسی اور کو بھی شریک کیا تو میرا اس کے عمل سے کوئی تعلق نہیں میں اس کے عمل سے بے زار ہوں۔

یعنی میں اس عمل سے بیزار ہوں کیونکہ وہ عمل اس دوسرے کا حصہ ہے۔ جس کو میرے ساتھ اس نے شریک کیا۔

ایک قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب ہے کہ میں ایسے عمل کرنے والے سے بے زار ہوں۔

طلب دنیا کے لئے کیے جانیوالے اعمال ثواب سے خالی

مذکورہ حدیث طیبہ اس چیز کی شہادت دیتی ہے کہ جو اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے خالص نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان اعمال کو قبول نہیں فرماتا اور جو اعمال بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتے ان پہ کوئی جزا و ثواب نہیں ملتا بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کیے جانیوالے اعمال جہنم تک لے جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ یہ فرمان بطور دلیل موجود ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا (الاسراء:۱۸)

جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں "

یعنی جو شخص اپنے عملوں سے دنیا کا طالب ہو نہ کہ آخرت کا تو ہم اسے دنیاوی ساز و سامان سے جس قدر اور جو چاہتے ہیں عطا کر دیتے ہیں ہم ثواب آخرت کی طلب نہ رکھنے والے کے لئے ہلاکتوں کا ہی ارادہ کرتے ہیں۔

ایک دوسرا قول یہ ہے کہ ایسے شخص کو ہم اپنی چاہت کے مطابق جو دنیاوی سامان چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں خود اس کی چاہتوں کے مطابق عطا نہیں کرتے۔

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یعنی ہم اس کے لئے آخرت میں جہنم واجب کر دیتے ہیں

یَصْلٰاهَا: وہ اس جہنم میں داخل ہوگا۔

مَذْمُوْمًا: ایسے شخص کے لئے مذمت واجب ہو جائے گی خود اس کا نفس بھی اس کی مذمت کرے گا اور اس کے علاوہ دوسرے بھی اس کی مذمت کریں گے۔

مَّدْحُوْرًا: یعنی اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید کر دیا جائے گا دھتکار دیا جائے گا۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ: اور جو ثواب آخرت چاہے۔

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا: یعنی جس کے اعمال صالحہ ہوں، خالص رضائے الٰہی کی خاطر ہوں، اخروی ثواب کے لئے ہوں۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ: وہ اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ صاحب ایمان بھی ہو کیونکہ بے ایمان کے کسی عمل کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں ہوتا۔

فَاُولٰٓئِكَ: یعنی وہ لوگ جن کے اعمال ثواب آخرت طلب کرنے کے لئے ہوں نہ کہ دنیا کو دکھانے کے لئے۔

كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا: ان کے اعمال کی کوشش مقبول ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

(۱) بنی اسرائیل ۲۰

ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور

تمہارے ربّ کی عطا پر روک نہیں۔

كُلًّا نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ — یعنی دونوں گروہوں (مسلم و کافر) میں سے ہر ایک کو تیرے ربّ کا رزق عطا ہوتا رہتا ہے۔

وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا — یعنی تمہارے ربّ کا رزق کسی سے روکا نہیں جاتا خواہ وہ کافر ہو یا مومن، برا ہو یا بھلا۔

اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں واضح طور پر یہ ارشاد فرمادیا کہ جو شخص اپنے اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی ثواب نہیں ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوں وہ عمل بارگاہ الٰہ میں مقبول و منظور ہیں جب عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ ہوں تو ان عملوں سے سوائے مشقت و تھکاوٹ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث طیبہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

رب صائم ليس له حظ من صومه الا الجوع والعطش ورب قائم ليس له حظ من قيامه الا السهر والنصب — ”کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نصیب نہیں ہوتا اور کتنے ہی راتوں کو قیام کرنے والوں کو ان کے قیام سے سوائے جاگنے اور تھکاوٹ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا“

یعنی جب نماز روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ ہو اس کے لئے ثواب سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

بعض حکماء روایت کرتے ہیں کہ ایسا شخص جو لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لئے عبادت کرتا ہو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو جیب میں کنکریاں بھرے بازار کی طرف جاتا ہو لوگ اس کی بھری جیب کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ کس قدر اس کی جیب بھری ہوئی ہے حالانکہ اسے لوگوں کی باتوں کے سوا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور اگر ان کنکریوں سے خریدنا چاہے تو اسے کوئی چیز بھی نہیں مل سکے گی اسی طرح جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے اور

لوگوں کو سنانے کے لئے عمل کرتا ہے اسے اس کے عمل کے نتیجے میں لوگوں کی باتوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا آخرت میں ثواب کا ذرہ بھی نہیں ملتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰـهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان:۲۳)	"اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں"

یعنی وہ اعمال جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ کئے گئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کا ثواب باطل کردیا ہے اور ان کے اعمال خاک کے ذروں کی طرح ہواؤں میں اڑا دیئے ہیں۔

هَبَآءً مَّنْثُوْر سے مراد وہ گردو غبار کے ذرات ہیں جو سورج کی شعاؤں میں نظر آتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر خدمت ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں صدقہ دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا کا بھی متلاشی ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے لئے خیر کے کلمات کہیں جائیں تو قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکہف ۱۱۰)	تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے

یعنی جو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور یہ بھی مذکور ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے فقط ثواب آخرت کا طالب ہو اسے چاہیے وہ اپنے اعمال خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے کرے۔

سات عمل سات چیزوں کے بغیر بے کار ہیں

کسی دانا کا کہنا ہے کہ جو شخص سات اعمال بجالاتے وقت سات چیزوں کو مدنظر نہیں رکھتا اسے ان عملوں کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

۱-خوف ہو لیکن احتیاط نہ ہو

ایک شخص یوں تو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف زدہ ہوں لیکن گناہوں سے بچنے میں احتیاط نہیں کرتا تو اسے اس کا یہ کہنا کوئی نفع نہیں دیتا۔

۲-بغیر طلب کے امید

یہ تو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں لیکن اعمال صالحہ کے ذریعے ثواب طلب کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اسے اس کا ایسا کہنا بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

۳-فقط نیت ہو ارادہ نہ ہو

یہ کہ دل سے کسی نیکی کرنے کی اور امور اطاعت بجالانے کی نیت تو کرے لیکن اسے عملی طور پر کرنے کا ارادہ نہ کرے ایسی نیت بھی اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

۴-دعا ہو عملی کوشش نہ ہو

کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا تو کرے کہ اسے عمل خیر کی توفیق مل جائے لیکن عمل خیر کے لئے جدوجہد سے گریزاں و ترساں رہے ایسی دعا بھی اس کے لیے سودمند ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ کوشش کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے عمل صالح بجالانے کی توفیق سے بھی بہرہ ور فرما دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ؕ (العنکبوت:۶۹)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

یعنی جو ہماری اطاعت بجالانے میں اور ہمارے دین میں کوششیں کرتے ہیں ہم ضرور انہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

۵: استغفار ہو ندامت نہ ہو

یہ کہ یوں کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں لیکن استغفار پہ ندامت نہ ہو تو استغفار بلا ندامت بھی انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

٦: ظاہری اعمال کی اصلاح ہو لیکن باطنی اصلاح سے محروم

یعنی ظاہری اصلاح میں تو کمی نہ چھوڑے لیکن باطنی اصلاح اعمال رضائے الٰہی کے حصول کے لئے نہ ہوں بغیر خلوص کے کئے جانیوالے اعمال بھی انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے ان سے نفس کو دھوکہ دینے کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اعمال میں تو کوشش کرے لیکن خلوص سے خالی ہو اعمال واطاعت کی ادائیگی میں تو سر توڑ کوشش کرے لیکن اعمال رضائے الٰہی کے حصول کے لئے نہ ہوں بغیر خلوص کے کیے جانے والے اعمال بھی انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے۔ ان سے نفس کو دھوکہ دینے کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

یخرج فی آخر الزمان اقوام لا جتلاب الدنیا مثل الحلب ۔ ایک دوسرے مقام میں یوں ارشاد ہے کہ دنیا کو دین کے عوض ہڑپ کریں گے

ایک اور روایت میں الفاظ یوں ہیں ''یَجْتَلِبُوْنَ الدُّنْیَا'' کہ وہ دنیا کو حاصل کریں گے ان کے لباس اون کی طرح ان کی زبانیں شکر کی طرح میٹھی اور ان کے دل بھیڑیے کے سے ہوں گے''

اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا ''اَبِیْ تَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلٰی تَجْتَرِئُوْنَ''

کیا تم میرے ساتھ دھوکے میں مبتلا رہے یا مجھ پر جرأت کرتے تھے

اجتراء سے مراد یہ ہے کہ بلا سوچے سمجھے اور بن دیکھے خود کو جرأت مند سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے قسم ہے میں تمہیں ضرور ضرور ایسے فتنوں میں ڈال دوں گا کہ جن پر بڑے بڑے صاحبان خرد و دانش بھی سرگرداں اور انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

نیکی کر دریا میں ڈال

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں اپنے عمل کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن لوگ پھر بھی اس پر مطلع ہو جاتے ہیں میں اس پر خوشی محسوس کرتا ہوں تو کیا اس پر مجھے اجر ملے گا؟ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشادفرمایا کہ تیرے لئے تو اس میں دو اجر ہیں ایک عمل کو خفیہ رکھنے کا اجر اور دوسرا عمل کے ظاہر ہو جانے کا اجر۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا عمل پہ مطلع ہو کر اس کی پیروی کرنے کی صورت میں صاحب عمل کے لئے دو اجر ہوں گے۔ ایک تو خود اس کے عمل کرنے کا اجر اور دوسرا لوگ جو اس عمل کی پیروی کریں گے تو لوگوں کے عمل کی پیروی کی وجہ سے بھی اسے اجر سے مالا مال کیا جائے گا۔

اس کی تصدیق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان سے ہوتی ہے کہ

''جس نے کسی احسن طریقے کو رائج کیا تو اس کے لئے اس احسن عمل کا اجر بھی ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کرے گا اس کا بھی اجر اسے ملے گا اسی طرح جس نے کسی برے طریقے کو رائج کیا تو اس برے طریقہ کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہے اور جو اس کو اپنائے گا قیامت تک اس کے گناہوں کا بوجھ بھی اسی کی گردن پر ہوگا''

ہاں البتہ جو اس بات پر خوش ہو کہ لوگ اس کے عمل پر مطلع ہوں اور لوگوں میں اس کا چرچا ہو یہ نیت نہ ہو کہ لوگ اس عمل کی پیروی کریں تو اس کے اجر کے ضائع ہو جانے کا خدشہ بہر صورت موجود ہے۔

للّٰہیت سے خالی اعمال کا انجام

حضرت ابو حبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے نامدار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ملائکہ کسی بندے کے اعمال لے کر آسمان کی بلندیوں کی طرف محو پرواز ہوتے ہیں وہ اعمال کثیر اور بظاہر صاف ستھرے بھی ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے مقام چاہت کے قریب پہنچ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو! تم میرے بندے کے عملوں کے محافظ تھے جبکہ میں تو اس کے دل کا نگہبان تھا میرا یہ بندہ اپنے اعمال کو خالص میرے لئے نہ کرتا رہا چونکہ اس کے اعمال میں للّٰہیت نہیں ہے لہٰذا انہیں اٹھا کے سِجّین میں پھینک دو جبکہ اس کے برعکس حقیر و قلیل اعمال کو لے کر فرشتے اللہ تعالیٰ کے مقام چاہت کے قریب پہنچتے ہیں تو فرشتوں کو حکم الٰہی ہوتا ہے کہ تم میرے بندے کے عملوں کے محافظ تھے

جبکہ میں تو اس کے دل کا نگہبان تھا گو یہ اعمال قلیل وحقیر ہیں لیکن خالصتاً اس کے یہ اعمال میری ذات کے لئے ہیں لہٰذا اسے علیین میں سجا کے رکھ دو۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ رضائے الٰہی سے بہرہ ور قلیل عمل اس کثیر عمل سے حد درجہ بہتر ہے جو رضائے الٰہی سے خالی ہو کیونکہ عمل قلیل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل وکرم سے کئی گنا کر دیتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ (النساء۴۰)

اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے

جبکہ کثیر عمل جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نہ ہو اس پر کوئی ثواب و جزا نہیں ہے بلکہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ریا کاروں کی حالت زار

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے فقہاء کی ایک جماعت نے اپنی سند سے شمیر اصبحی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ طیبہ گیا تو وہاں ایک شخص کے ارد گرد لوگوں کا اجتماع دیکھا میں نے دریافت کیا کہ یہ شخصیت کون ہیں جو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں میں قریب ہوا تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو حدیث رسول بیان فرما رہے ہیں۔ حدیث طیبہ بیان فرما چکے اور لوگوں کا اجتماع ختم ہوا تو میں نے عرض کی کہ حضرت میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ مجھے وہ حدیث مبارکہ سنائیں جسے آپ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کیا ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ بیٹھ جائیں میں آپ کو وہ حدیث سناتا ہوں جو میں نے ایسے وقت میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے جب کہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا پھر آپ رضی اللہ عنہ رونے میں سسکیاں لینے لگے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے کچھ دیر کی بے ہوشی کے بعد افاقہ ہوا تو اپنے چہرے کو صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں تمہیں ضرور وہ حدیث سناتا ہوں جو میں نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے پھر آپ سسکیاں لینے لگے اور سسکیاں لیتے لیتے بے ہوش ہو گئے کافی دیر بے ہوش رہنے کے بعد

ہوش آیا تو فرمانے لگے کہ میں ضرور تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو میں نے حضور ﷺ سے سنی ہے۔ حدیث سنانے لگے تو تیسری مرتبہ پھر وہی کیفیت ہوگئی افاقہ ہوا تو اپنے چہرے کو صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ حضور اکرم سرورِ دوعالم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب میدان حشر میں مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوگا ہر امت زانو کے بل کھڑی ہوگی سب سے پہلے جس شخص کو حساب و کتاب کے لئے بلایا جائے گا وہ ہوگا جس کے سینے میں قرآن ہوگا ایک دوسرا شخص وہ ہوگا جو راہ خدا میں شہید ہوا ہوگا ایک اور شخص وہ جو سخی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے قاری سے فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھے اس کتاب کے علم سے بہرہ ور نہ کیا تھا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی وہ عرض کرے گا کہ بے شک تو نے مجھے اسی علم سے نوازا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے کس حد تک اس پر عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ آہ سحر گاہی اور شب و روز کے معمولات پر میں کمر بستہ رہا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے فرشتے بھی شہادت دیں گے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے بلکہ تو تو یہ چاہتا تھا کہ تجھے لوگ قاری کہیں سو تجھے کہا جا چکا۔ پھر اللہ تعالیٰ سخی سے ارشاد فرمائے گا کہ ہمارے دیئے ہوئے رزق کو تو نے ہماری راہ میں کس حد تک خرچ کیا وہ کہے گا کہ میں اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا رہا اس سے صدقہ و خیرات کرتا رہا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو تو یہ چاہتا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں آدمی بڑا سخی ہے سو تیری چاہت پوری ہوگئی لوگوں کی زبان پہ تیرے چرچے تیری خواہش کے مطابق ہو چکے پھر راہ خدا میں مارے جانے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو کس لئے شہید ہوا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ میں قتل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو بھی جھوٹ بکتا ہے فرشتے کہیں گے کہ تو جھوٹ بکتا ہے تو تو اس لئے لڑتا رہا کہ لوگوں میں تیری بہادری کے چرچے زبان زد عام ہوں سو لوگوں میں تیرے چرچے ہو چکے۔

پھر سرکارِ دوعالم ﷺ نے میرے کندھے پہ اپنا دست مبارک مارتے ہوئے فرمایا کہ اے ابوہریرہ! مخلوق خدا میں یہی پہلے تین شخص ہوں گے جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

یہی حدیث مبارکہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ بڑا روئے فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے پھر آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ہود:۱۵،۱۶)

جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔ یہ ہیں وہ جن کیلئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

حضرت عبداللہ بن حنیف انطا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب بندہ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ سے اپنے عمل کے اجر کا سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ارشاد فرمائے گا کہ کیا میں نے دنیا میں تجھے تیرا ثواب عطا نہ کر دیا تھا؟ کیا تیرے لئے میں نے مجلسوں کو وسیع نہ کر دیا تھا؟ کیا دنیا میں تیرے سر پر عزت کا تاج نہ سجا دیا تھا؟ کیا تیری تجارت کو وسیع پیمانے پہ پھیلا نہ دیا تھا؟ اور تجھے کیا کیا نعمتوں سے میں نے دنیا میں نواز نہ دیا تھا؟ اب اجر کاہے کا؟

اخلاص کیا ہے؟

کسی دانشمند سے پوچھا گیا کہ مخلص کسے کہتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو بھی ایسے ہی صیغہ راز میں رکھے جس طرح گناہوں کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض دوسرے حکماء سے پوچھا گیا کہ اخلاص کی انتہا کہاں ہوتی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب انسان لوگوں کے تعریف کرنے کو پسند کرنا چھوڑ دے

اللہ کے محبوبوں کی پہچان

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا کہ انسان کب جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی صف میں شامل ہو چکا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چار چیزوں سے برگزیدگی کی پہچان کی جا سکتی ہے۔

۱-ترک راحت ۲-سب کچھ راہ خدا میں لٹادینے کا جذبہ

۳-مرتبے کے سقوط کو پسند کرنا ۴-تعریف ومذمت کو برابر سمجھنا

یعنی جوراحت وسکون کو خیر آباد کہہ دے، قلیل سی چیز کا مالک ہونے کے باوجود وہ بھی خرچ کرڈالے، مرتبہ کے چھن جانے کو محبوب سمجھے اوراس کی نگاہ میں تعریف اور مذمت ایک ہی حیثیت رکھتے ہوں۔

جھوٹے عاجز جنت سے محروم

حضرت عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ حضوراکرم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کچھ لوگوں کو قیامت کے دن جنت کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت کے قریب پہنچ کر جنت کی خوشبو کو محسوس کرنے، جنت کے محلات کو دیکھنے اور صاحب جنت کے لئے تیار کی جانیوالی مہمانی کو دیکھنے لگیں گے تو انہیں ندادی جائے گی کہ انہیں واپس لے آؤان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے، وہ حسرت وندامت سے یوں واپس پلٹ آئیں گے جس طرح کہ ان جیسے ان سے پہلے اور بعد میں لوٹیں گے۔

وہ عرض کریں گے یاالٰہ العالمین! اگر یہ مناظر اوراپنے محبوب بندوں کے لئے تیار کی جانیوالی مہمانی کو دکھانے سے پہلے ہی تو ہمیں جہنم میں داخل کر دیتا (تو کہیں بہتر تھا)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تمہارے لئے یہ اس لئے پسند کیا کہ تمہاری جلوتوں اور خلوتوں میں بڑا تفاوت تھا تم خلوتوں میں ہوتے تو میرا سامنا بڑے کبیرہ گناہوں سے کیا کرتے تھے۔ جلوتوں میں ہوتے تو لوگوں کے سامنے معصوم اور عجز وانکساری کا پیکر بن جاتے تھے لوگوں کے سامنے تمہارے اعمال تمہاری خلوتوں کی کرتوتوں کے برعکس ہوتے تھے لوگوں کے سامنے تم اپنے اعمال کی ریا کاری کرتے تھے۔ جبکہ تمہارے دلوں کو غفلت کے پردوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ لوگوں کے طعنوں سے تم خوف زدہ تھے جبکہ میری ہیبت وجلال سے بے پرواہ، لوگوں کا جلال تو تم پہ چھایا رہتا تھا جبکہ میرے جلال کی تمہیں پرواہ نہ تھی۔ لوگوں کے ڈر سے تم گناہ کو چھوڑتے تھے لیکن میرے لئے تم نے گناہ

نہ چھوڑا۔ آج میں تمہیں دردناک عذاب کے مزے چکھاؤں گا اور ساتھ ہی ثواب جزیل سے تمہیں محروم بھی کردوں گا۔

تین آدمیوں پر جنت حرام ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں وہ نعمتیں پیدا فرمائیں جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال کھٹکا، پھر جنت سے کہا کہ میرے ساتھ کلام کر

جنت نے کہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (المومنون ۱)

جنت نے تین مرتبہ یہی کہا پھر کہا کہ میں ہر بخیل، منافق اور ریاکار کے لئے حرام ہوں۔

ریاکار کی علامت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریاکار کی چار علامتیں ہیں۔

۱۔ جب تنہا ہوتا ہے تو عبادت میں سستی کرتا ہے۔

۲۔ لوگوں کے سامنے ہو تو ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس کی تعریف کی جائے تو عبادت میں مستعد ہو جاتا ہے۔

۴۔ اگر اس کی مذمت کی جائے تو عبادت کم کر دیتا ہے۔

بہترین اعمال

حضرت شقیق بن ابراہیم الزاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہترین اعمال تین چیزیں ہیں۔

۱۔ ہر عمل کرنے والا یہ سمجھے کہ یہ عمل اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے ہے تا کہ خودستائی کا بت پاش پاش ہو جائے۔

۲- عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہوتا کہ خواہشات کا قلع قمع ہو سکے۔

۳- یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عمل کے ثواب کا طالب رہے تا کہ طمع اور ریا کی کمر ٹوٹ سکے انہی تین اشیاء سے اعمال میں خلوص پیدا ہوتا ہے

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمل کو جانے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ ہی ہے جس نے اسے اس عمل کی توفیق بخشی ہے کیونکہ جب یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی اسے عمل کی سعادت نصیب ہوئی ہے تو اس کے شکر کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے گا جس سے خودستائی کے عمل سے محفوظ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطلوب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس عمل میں غور کرے اگر تو عمل اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی شامل حال ہے تو اسے بجا لائے اور اگر علم ہو جائے کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل نہیں ہے تو اس عمل سے کنارہ کش ہو جائے تا کہ عمل نفس کی خواہش کے مطابق نہ ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (یوسف:۵۳) یعنی نفس خواہشات اور برائی کا حکم دیتا ہے

''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عمل کے ثواب کا طالب ہو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عمل کرے۔ لوگوں کی باتوں اور ان کے طعن و تشنیع کے تیروں کی قطعاً پرواہ نہ کرے جیسا کہ کسی دانا سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عامل کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے عمل میں ادب چرواہے سے سیکھے ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیسے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک چرواہا جب اپنی بکریوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریزی کر رہا ہوتا ہے تو وہ اپنی نماز پہ بکریوں کی طرف سے تعریف کا طالب نہیں ہوتا اسی طرح ایک عامل کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ لوگوں کی توجہ کی بالکل پرواہ نہ کرے اس کا عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جلوت و خلوت اس کے نزدیک ایک ہی حیثیت رکھتے ہوں اپنے عمل پہ لوگوں کی تعریف کا طالب نہ ہو۔

عمل کی سلامتی

بعض حکماء فرماتے ہیں کہ عمل کی سلامتی کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں

علم، نیت، صبر، اخلاص

۱-علم

کسی بھی عمل کوشروع کرنے سے پہلے اس عمل کا علم ضروری ہے کیونکہ کوئی بھی عمل بغیر علم کے درست نہیں ہوسکتا۔ جب عمل بغیر علم کے ہوتو وہ اکثر وبیشتر درست ہونے کی بجائے فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔

۲-نیت

کسی بھی عمل کو بجالانے سے پہلے نیت بہت ضروری ہے کیونکہ نیت کی درستی کے بغیر بھی عمل درست نہیں ہوتا جیسا کہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی — اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے بے شک ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جملہ عبادات نیت کے بغیر کبھی بھی مقاصد تکمیل حاصل نہیں کرسکتیں لہٰذا عمل سے قبل نیت بہت ضروری ہے تاکہ عمل درست ہوسکے۔

۳-صبر

عمل کے دوران صبر کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے تاکہ اطمینان وسکون اور وقار کے ساتھ عمل کی ادائیگی ہوسکے۔

۴-اخلاص

صدق دل اور خلوص نیت سے کیا جانیوالا عمل کبھی رائیگاں نہیں ہوتا جبکہ بغیر اخلاص کے کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ جب تمہارا عمل مخلصانہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے قبول بھی فرما لے گا اور بندوں کے دلوں کو تیری طرف متوجہ بھی فرمادے گا۔

حضرت ھرم بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ بندہ جب خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دل اسی بندے کی طرف متوجہ فرمادیتا ہے یہاں تک کہ بندوں کی محبتوں اور شفقتوں سے حظ وافر اسے عطا فرمادیتا ہے۔

محبوبوں کے چرچے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رحمت عالمیاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل امین سے فرماتا ہے کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں میں منادی فرما دیتا ہے کہ تمہارا ربّ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ آسمان والے اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں پھر زمین میں اس بندے کی قبولیت کو پھیلا دیا جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دشمنی فرماتا ہے تو اس سے بھی ایسا ہی کرتا ہے۔

صالح کی پہچان

حضرت شقیق بن ابراہیم زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ لوگ مجھے صالح کہتے ہیں مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں صالح ہوں یا کہ نہیں؟ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اپنے باطن کو صالحین کے سامنے ظاہر کر دو اگر تو وہ تمہاری باطنی کیفیت پہ راضی ہو جائیں تو جان لو کہ تم صالح ہو اور اگر راضی نہ ہو تو تم غیر صالح۔

دوسری کسوٹی یہ کہ اپنے دل پہ دنیا کو پیش کرو۔ اگر دل دنیا کو مسترد کر دے تو تم صالح ہو۔

تیسری کسوٹی یہ ہے کہ اپنے آپ پہ موت کو پیش کرو اگر تو تمہارا نفس موت کی تمنا کرے تو تم صالح ہو ورنہ نہیں۔ اگر تجھ میں یہ تینوں اوصاف جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور خوب آہ و زاری کرو تا کہ ریا کا قلع قمع ہو سکے اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارے اعمال فساد و ہلاکت کی نظر ہو جائینگے۔

مومن کی پہچان

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُؤْمِنُ۔ کیا تم جانتے ہو کہ مومن کون ہے؟

صحابہ نے عرض کی اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن وہ ہے کہ جسے اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ اس کے کانوں کو اس کی پسندیدہ چیزوں سے نہ بھر دے اگرچہ کوئی آدمی اطاعت الٰہی کی بجا آوری کے لئے ستر مکانوں میں چھپ کے ہی کیوں نہ عمل کرے اور ہر مکان پہ لوہے کا دروازہ ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کی چادر اس کو پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ اس کے چرچے زبان زد عام ہو جاتے ہیں (اور وہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کی عملی تفسیر بن جاتا ہے) عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کے چرچوں میں اضافہ کس طرح ہوتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن اسی کو پسند کرتا ہے جو اس کے عمل میں اضافہ کرے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ فاجر کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فاجر اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کے کانوں کو ناپسندیدہ باتوں سے نہ بھر دے اگر کوئی بندہ لوہے کے دروازوں کے ستر کمروں میں چھپ کر ہی کیوں نہ معصیت و نافرمانی کا داغ اپنی جبین پہ سجائے اللہ تعالیٰ اس کے عمل کی چادر اس کو پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کی باتیں کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں عرض کیا گیا حضور خوب کیسے کرتے ہیں فرمایا کہ فاجر اسی چیز کو پسند کرتا ہے جو اس کے فجور میں اضافہ کر دے۔

نیک لوگوں کے تین کلمات

حضرت عوف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل خیر ایک دوسرے کو تین کلمات لکھتے ہیں

(۱) جو شخص اپنی آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی امور کی کفایت خود فرماتا ہے۔

(۲) جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اپنے معاملات کو درست فرما لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کو درست فرما دیتا ہے۔

(۳) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی درست فرما دیتا ہے۔

حامد للفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی ہلاکت کا ارادہ فرمالے تو اسے تین چیزوں کی سزا میں مبتلا فرمادیتا ہے۔

۱- اسے علم کی دولت سے مالا مال کر کے صاحبان علم کے سے عمل سے محروم فرمادیتا ہے۔

۲- نیک لوگوں کی صحبت کی توفیق تو دیتا ہے لیکن ان کے حقوق کی معرفت اس سے روک دیتا ہے۔

۳- ایسے شخص پہ اطاعت کا دروازہ تو کھول دیتا ہے لیکن عمل خالص کی دولت اس سے چھین لیتا ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خبیث نیت اور بد باطنی کا نتیجہ ہے کیونکہ اگر نیت کا قبلہ درست ہو تو اللہ تعالیٰ نفع علم سے حظ وافر، عمل خالص کی توفیق اور صالحین کی عزت واحترام کی پہچان ضرور عطا فرمادیتا ہے۔

ریا کار کے چار نام

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ثقہ راویوں نے اپنی اسناد کے ساتھ جبلہ تحصبی سے روایت کرتے ہوئے مجھے خبر دی کہ کہ ہم ایک جنگ میں عبدالملک بن مروان کے ساتھ شریک سفر تھے ہمارے ساتھ ایک شب زندہ دار شخص بھی موجود تھا۔ وہ شخص رات کو بہت کم آرام کرتا کئی دن تک وہ ہمارے ساتھ رہا لیکن ہم اسے پہچان نہ سکے پھر ہمیں پتہ چلا کہ یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انہوں نے ہمیں بیان کیا کہ کسی مسلمان نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کل بروز حشر نجات کس طرح ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہ دے اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے حبیب ہم اللہ تعالیٰ کو کس طرح دھوکہ دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرو لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا نہ چاہو۔

ریا سے بچو کیونکہ یہ بھی شرک ہے ریا کار کو میدان قیامت میں لوگوں کے سامنے چار

طرح پکارا جائے گا۔ کہا جائے گا او کافر، او فاسق، او دھوکہ باز اور خسارہ اٹھانے والے تیرے عمل ضائع اور تیرا اجر بے کار گیا آج تیرے لئے رحمت الٰہی سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اے دھوکہ باز، جا اپنا اجر ان سے جا کے ڈھونڈ جن کے لئے تو عمل کرتا رہا۔

جبلہ یحصبی کہتے ہیں کہ میں نے ان صحابی رسول ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو اس ذات کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے خود یہ حدیث رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جو معبود برحق ہے میں نے خود رسول کائنات ﷺ سے اسی طرح سنا ہے مگر ممکن ہے مجھ سے کوئی کمی رہ گئی ہو۔ پھر انہوں نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت کی۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ (النساء: ۱۴۲)

بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا

عمل کی حفاظت اس کے بجالانے سے زیادہ مشکل ہے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو آخرت میں اپنے عمل کی جزا کا طالب ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے عمل میں خلوص پیدا کرے ریا کا شائبہ تک نہ ہو عمل بجالانے کے بعد اسے بھول جائے تاکہ خودستائی اور عجب اس عمل کو باطل نہ کردے اسی لئے کہا جاتا ہے حِفْظُ الطَّاعَۃِ اَشَدُّ مِنْ فِعْلِھَا عبادت کی حفاظت کرنا اس کو کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبادت کو محفوظ رکھنا عبادت کرنے سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ اس کی مثال اس شیشے کی سی ہے جس کی کرچیاں ٹوٹ ٹوٹ کر بہت جلد بکھر جاتی ہیں اور وہ شیشہ تھوڑی سی بھی سختی قبول نہیں کرتا۔ یہی صورتحال اعمال کی ہے جونہی ریا اور عجب خود پسندی کی ضرب اس پہ لگتی ہے عمل شیشے کے ریزوں کی طرح بکھر کر ہواؤں میں تحلیل ہو جاتا ہے۔

کوشش کرتے جائیں

جب کوئی شخص کسی عمل کو بجالانے کا ارادہ کرے اور اسے اپنے آپ پہ ریا کا خدشہ ہو تو

ہر ممکن دل سے ریا کو نکالنے کی کوشش کرے اور عمل کو بجالائے اور اگر ریا سے چھٹکارا ممکن نہ ہو تب بھی ریا کے ڈر سے عمل کو ترک نہ کرے بلکہ ممکنہ حد تک عمل کی بجا آوری میں کوشاں رہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت طلب کرتا رہے شاید اللہ تعالیٰ کثرت استغفار اور عمل میں کوشاں رہنے کی برکت سے دوسرے عمل میں اخلاص کی توفیق نصیب فرمادے۔

ایک مثال بیان کی جاتی ہے کہ اِنَّ الدنیا خربت مندمات المُرأوُنَ ریا کار مر جائیں تو دنیا کا نظام ہی خراب ہو جائے۔ کیونکہ فقراء کے لئے مکانات کی تعمیر، پل، بلند و بالا عمارتیں اور مسجدوں کی تعمیر کے سے نیک اعمال ریا کار کرتے ہیں جبکہ ان میں لوگوں کی منفعت ہے گو کہ یہ سب ریا کے لئے ہوں لیکن پھر بھی کسی مسلمان کی دعا تو اسے نفع دیتی ہی ہوگی۔

جیسا کہ بعض متقدمین سے روایت کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے فقراء کے لئے سرائے تعمیر کی اپنے دل میں یہ کہا کرتا تھا نہ جانے میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یا نہیں خواب میں کسی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس نے کہا اگر تیرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہے اس سرائے میں ٹھہرنے والے مسلمان جو تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں وہ دعائیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہ شخص یہ بات سن کر خوشیوں سے جھوم اٹھا۔

ایک شخص حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا کہنے لگا۔

اللهم باهلك المنافقين ۔ اے اللہ منافقوں کو ہلاک کردے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر منافق ہلاک ہو گئے تو تم اپنے دشمنوں سے نصف بھی نہ رہو گے یعنی منافقین غزوات میں جاتے اور دشمنوں سے برسرپیکار ہوتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ منافقوں کی طاقت سے مومنوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور مومنوں کی دعاؤں سے منافقوں کی مدد فرماتا ہے۔

فقیہ علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: فرائض کے معاملات میں لوگوں نے کلام کیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ فرائض میں ریا کا کوئی عمل دخل نہیں ہے فرائض کی ادائیگی تو ساری خلقت پہ فرض

ہے لہٰذا جب اس پہ فرض عبادت کو اس نے ادا کیا تو ریا کے دخل کی کوئی صورت نہیں ہے جبکہ بعض کا نظریہ یہ ہے کہ فرائض وغیرہ میں بھی ریا کا عمل دخل ممکن ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں اگر تو فرائض کی ادائیگی لوگوں کے دکھلاوے کے لئے ہے اگر لوگوں کو دکھلانا نہ ہوتا تو اس کو ادا ہی نہ کرتا ایسا شخص پکا منافق ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ (النساء:۱۴۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں

یعنی ھاویہ (جہنم) میں آل فرعون کے ساتھ ہوگا کیونکہ اگر اس پہ توحید کا رنگ صحیح و درست ہوتا تو ریا اسے فرائض کی ادائیگی سے نہ روک سکتی۔

اور اگر فرائض ادا تو کرتا ہے مگر لوگوں کی موجودگی میں تو کامل و اکمل اور بڑے احسن انداز میں جب تنہا ہوتا ہے تو انہی فرائض کو ناقص طریقہ سے ادا کرتا ہے تو ایسے شخص کے لئے ناقص ادائیگی فرض پہ ثواب و اجر بھی ناقص ہوگا اور لوگوں کی موجودگی میں اچھے انداز میں کئے جانیوالے اعمال کا کوئی ثواب نہ ہوگا بلکہ اس ریا کاری کی بابت اس سے پوچھا جائے گا اور اس کا محاسبہ ہوگا۔ واللہ اعلم

باب۲

موت کی شدت اور اس کی ہولناکی

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

من احب لقاءَ اللّٰہ احب اللّٰہ لقاءَ ہٗ ومن کرہ لقاءَ اللّٰہ کرہ اللّٰہُ لِقاءَ ہٗ	جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے ملنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا

اس کی محبت سے مراد یہ ہے کہ مومن کو حالت نزع میں جبکہ اس وقت ایمان لایا جانا بھی قابل قبول نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اسے موت زندگی سے بھی زیادہ محبوب ہو جاتی ہے۔

''اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مومن ومحب پر اپنے فضل و کرم اور عطائے کثیرہ کی برکھا برسا دیتا ہے (محبت کی تفسیر جو میلان نفس سے کی جاتی ہے وہ یہاں مراد نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہے لہٰذا محبت کو اس کے انتہائے کرم پہ محمول کیا جائے گا)

''وَمَنْ کَرِہُ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ'' سے مراد یہ ہے کہ کافر کے لئے جن سزاؤں اور عذاب کو تیار کیا گیا ہے حالت نزع میں جب وہ ان کو دیکھتا ہے تو اپنی گمراہی پہ روتا اور موت کو ناپسند کرتا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اس سے رخ پھیر لیتی ہے۔ اس بندے سے اللہ تعالیٰ کے ملنے کی ناپسندیدگی کا مطلب ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی

رحمت کو اس سے دور کر کے اس کے لئے عذاب کا ارادہ فرمالیتا ہے نہ کہ کراہت و ناپسندیدگی سے مراد مشقت ہے کیونکہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے شایان شان نہیں ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث پاک کا مطلب یہ نہیں کہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے اور لوگوں کو ناپسند کرنا اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کا سبب ہے بلکہ غرض بیان وصف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان بندوں سے ملنا پسند فرماتا ہے تو لوگ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے متمنی ہو جاتے ہیں محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے بندے کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع اور اس سے منعکس ہے جس طرح کہ پانی کا عکس دیوار پر ظاہر ہوتا ہے اس کی تائید سرکار دو عالم نورِ مجسم ﷺ کی اس حدیث طیبہ سے بھی ہوتی ہے کہ

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا شَغَلَہٗ بِہٖ۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس بندے کو اپنی جانب مشغول فرما لیتا ہے قرآن مجید میں بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یُحِبُّھُمْ کو یُحِبُّوْنَہٗ پر مقدم بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے تصدق سے اپنی محبت کی چاشنی سے بہرہ ور فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم موت کی شدت کو تو ہم بھی ناپسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کراہت مراد نہیں ہے بلکہ مومن پر جب وقت نزع آتا ہے تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوشخبری سنانے والا آتا ہے یہ خوشخبری لے کر اس سے بہتر انعامات کی طرف لوٹ آ۔ اس وقت بندے کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی شئی پیاری نہیں لگتی پس اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتا ہے اور کافر یا فاسق پر جب وقت نزع آتا ہے تو ڈرانے والا ایک فرشتہ عذاب کی سختیوں کی وعید لے کر آتا ہے جس کی وجہ سے وہ کافر اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔

شدت موت کے اثرات

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ التحیۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں وہ ایسی قوم تھی کہ ان سے بڑے عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے پھر سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مرتبہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایک قبرستان میں آیا انہوں نے آپس میں طے کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریزی کر کے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس قبرستان سے کسی مردے کو زندہ فرمادے تاکہ ہم اس سے موت کی کیفیت بارے آگاہی حاصل کرسکیں انہوں نے ادائیگی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تب ایک بوسیدہ اور پرانی سی قبر سے ایک سر ظاہر ہوا اس نے کہا اے لوگو! تم کیا چاہتے ہو مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کے عزت وجلال کی کہ مجھے مرے ہوئے نوے سال بیت چکے ہیں لیکن میں ابھی تک موت کی سختی اور شدت کو محسوس کررہا ہوں حتیٰ کہ مجھے یوں لگتا ہے جیسے ابھی مجھ پر موت نے شکنجہ گاڑھا ہو لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو کہ مجھے اسی حالت پر لوٹا دے جس پر میں پہلے تھا حالانکہ اس کی آنکھوں کے درمیان اس کی جبین پر سجدوں کا نشان تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن پر موت کی شدت، کرب اور تلخی اس قدر ہوتی ہے جس طرح کسی شخص پہ تلوار کی تین سو ضربیں لگائی جائیں۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے موت کا یقین کامل ہے اور جو جانتا ہے کہ بہر صورت موت کا نقارہ بج کے رہے گا اسے چاہئے کہ حتی المقدور اپنی استعداد کے مطابق گندے اعمال سے اجتناب برتے اور اعمال صالحہ کو اختیار کرے کیونکہ کوئی پتا نہیں موت کب اپنے پنجے آ گاڑھے۔ حضور اکرم رحمت عالمیاں ﷺ نے موت کی شدت اور اس کی تلخی امت کی خیر خواہی کے لئے بیان کی ہے تاکہ امتی اپنی استعداد کے مطابق دنیاوی کلفتوں پہ صبر کرے کیونکہ دنیاوی مصائب پر صبر موت کی تلخی کو آسان کردیتا ہے کیونکہ موت کی شدت آخرت کے عذاب سے ہے جبکہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے کہیں زیادہ شدید اور سخت ہے۔

عجیب وغریب تعلیم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی خدمت میں

عجیب وغریب علم سیکھنے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے رأس العلم کے بارے کیا کیا؟

اس نے عرض کی: رأس العلم کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ کیا تو نے اپنے ربّ کی معرفت حاصل کر لی۔

اس شخص نے عرض کی: جی ہاں

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے حق بندگی ادا کر لئے

اس نے عرض کی: جس قدر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی میں نے حق بندگی کی ادائیگی کی کوشش کی۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے موت کو پہچان لیا

اس نے عرض کی: کی جی ہاں میں نے موت کو پہچان لیا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے موت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟

اس نے عرض کی: جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کے مطابق میں نے تیاری کر لی

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جا انہی پہ پختگی اختیار کر پھر آنا میں تمہیں عجیب و غریب علم سکھا دوں گا۔

جب کچھ سالوں بعد وہ واپس آیا تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ضع یدك علیٰ قلبك فما لا ترضی لنفسك لا ترضاه لاخیك المسلم وما رضیته لنفسك فارضیه لاخیك المسلم۔

اپنا ہاتھ اپنے دل پہ رکھ یہ کہ جو چیز تو اپنے لئے پسند نہ کرے وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے گا اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کر۔

یہی عجیب وغریب نبی کائنات ﷺ نے بیان فرما دیا کہ حتی المقدور موت کی تیاری رأس العلم ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اسی میں مشغول ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا (الانعام:۱۲۵)

اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے

پھر ارشاد فرمایا کہ جب اسلام کا نور دل میں داخل ہوتا ہے تو انشراح صدر نصیب ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ اس کی علامت کیا ہے؟ حضور اکرم سرورِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دھوکہ وغرور کے گھر سے پہلوتہی ہمیشہ کے گھر کی طرف متوجہ ہونا اور موت سے آشنائے راز ہونے سے پہلے پہلے موت کی تیاری کرنا۔

پانچ چیزوں کو غنیمت جانو

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو

۱- بڑھاپے سے پہلے جوانی کو

۲- بیماری سے پہلے تندرستی کو

۳- مصروفیت سے پہلے فراغت کو

۴- فقر ومحتاجی سے پہلے خوشحالی ومالداری کو

۵- موت سے پہلے زندگی کو

شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پانچ باتوں میں بہت بڑا علم جمع فرما دیا ہے کیونکہ آدمی جوانی کے عالم میں جو اعمال کا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے وہ بڑھاپے میں کرنے کی قدرت نہیں رکھتا جوانی میں گناہوں کا عادی ہو جانے پر بڑھاپے میں اس عادت سے چھٹکارا پانا بڑا مشکل ہے لہٰذا نوجوان کے لئے ضروری ہے کہ حالت شباب میں اعمال صالح کی عادت ڈال لے تاکہ بڑھاپے میں اعمال صالح کی بجا آوری آسان ہو سکے۔ صِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ۔ کہ بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ تندرست وتوانا اور صحیح وسلامت انسان اپنے مال اور اپنے بدن میں اپنی مرضی کے مطابق احکام نافذ کر سکتا ہے تندرست آدمی کے لئے مناسب راہ یہی ہے کہ وہ تندرستی کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے

مالی اور بدنی حوالے سے اعمال صالحہ کی سرتوڑ کوشش کرے کیونکہ جب انسان بیمار ہو جائے تو اس کا بدن اطاعت سے کمزور ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک تہائی مال ہی بچتا ہے۔

فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ۔ مصروفیت سے پہلے فراغت کو غنیمت جاننے سے مراد یہ ہے کہ دن کو انسان معاش کے سلسلہ میں مصروف ہوتا ہے جبکہ رات کو فراغت کی نعمت اسے مل جاتی ہے لہٰذا بندے کے لئے ضروری ہے کہ رات کی فراغت کو غنیمت جانتے ہوئے نوافل ادا کرے بالخصوص سردیوں میں دن کی مشغولیت میں روزہ رکھے۔ جیسا کہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

الشتاءُ غنيمة المومن طال ليلهٗ فقامه و قصر نهارهٗ فصامهٗ ۔

موسم سرما مومن کے لئے غنیمت ہے اس کی راتیں لمبی اور دن مختصر ہوتے ہیں راتوں کو قیام اور دن کو آسانی سے روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

ایک دوسری حدیث طیبہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

الليل طويل فلا تقصره بمنامك والنهار مضئٌ فلا تكدرهٗ بآثامك ۔

(موسم سرما) کی لمبی رات کو اپنی نیند سے چھوٹا نہ کرو اور چمکتے ہوئے دنوں کو گناہوں کی نجاستوں سے گدلا نہ کرو

وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ: کہ فقر محتاجی سے پہلے خوشحالی اور مالداری کو غنیمت سمجھو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تو رزاق کائنات کی طرف سے عطا کیے ہوئے رزق پہ راضی ہے تو اسے غنیمت جان لوگوں کے مال و دولت اور ان کے رزق کو لالچی نگاہوں سے نہ دیکھ۔

وحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ: کہ موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جان اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہے اعمال بجالانے کی طاقت و قدرت رکھتا ہے جب نصاب زندگی مکمل کر کے دار آخرت سدھار جائے تو عملوں کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لہٰذا بندہ مومن کے لئے مناسب و ضروری ہے کہ وہ فانی دنوں کو ضائع نہ کرے بلکہ زندگی کے بقیہ ایام کو غنیمت جانتے ہوئے اعمال صالحہ کی دولت اکٹھی کر لے۔

کسی دانشمند نے فارسی میں کہا ہے "یکودکی بازی بجوانی مستی، بپیری سستی خدارا کی

برستی'' کہ جس کا بچپن کھیل کود، جوانی مستی اور بڑھاپا سستی کی نظر ہو گیا اس نے خدائے عزوجل تک کب رسائی حاصل کی یعنی جب بچپن تھا تو بچوں کے ساتھ کھیل کود میں گزار دیا، جوان ہوا تو لہو ولعب کی مستی نے غفلت میں ڈال دیا بوڑھا ہوا تو ضعیب و ناتواں ہو گیا اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کی کب فرصت ملی جبکہ مرنے کے بعد تو عبادت الٰہی کی قدرت و توفیق ہی نہ ہو گی لہٰذا زندگی کے ایام میں ہی اعمال کرنے کی کوشش کر۔ ہمت و طاقت تجھ میں موجود ہے ملک الموت کے آنے سے پہلے پہلے آخرت کی تیاری کر لے ہر وقت اسے یاد کرتا رہ کیونکہ ملک الموت تو تجھ سے کبھی بھی غافل نہیں ہے۔

مومن کے لئے ملک الموت کی نرمی

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت کو ایک انصاری کے سرہانے کھڑے دیکھا تو اسے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابی پر نرمی برتنا کیونکہ یہ صاحب ایمان شخص ہے ملک الموت نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں تو ہر صاحب ایمان کے لئے نرمی ہی برتتا ہوں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اللہ تعالیٰ کے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں کسی آدمی کی روح قبض کرتا ہوں اس کے گھر والے اس پر آہ وزاری اور گریہ کناں ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ گریہ کیسا؟ خدا کی قسم نہ تو ہم نے اس پر ظلم کیا ہے، نہ ہی اسے موت دینے میں جلدی کی اور نہ ہی اس کے مقدر میں لکھی ہوئی موت پہ ہم نے سبقت کی ہے اور نہ ہی اس کی روح قبضہ میں لے کر ہم نے کوئی گناہ کیا ہے۔ اگر تو تم اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر راضی برضا رہو گے تو تمہیں اجر وثواب سے مالا مال کیا جائے گا اور اگر ناراضی اور بے صبری کا مظاہرہ کرو گے، جزع فزع کو شعار بنا لو گے تو گنہگار بھی ٹھہرو گے اور گناہوں کے بوجھ سے تمہاری کمر بھی شکستہ ہو گی ہمارے ہاں تمہاری ناراضی کی کوئی اہمیت نہیں ہم پھر تم سے ملیں گے محتاط رہو محتاط رہو ہم پھر لوٹ کر آئیں گے۔ بحر و بر میں ذرات و نباتات تک بسنے والوں میں سے ہر ایک کے چہرے کو میں روزانہ پانچ مرتبہ دیکھتا ہوں۔ ان کے چھوٹے بڑے میری شناسائی کی گرفت میں ہیں بلکہ خود ان سے بڑھ کر میں انہیں پہچانتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں

اپنی مرضی و طاقت سے ایک مچھر کی روح قبض کرنے کا بھی ارادہ نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس روح کو قبض کرنے کا مجھے حکم ہوتا ہے میں اسی روح کو قبض کرتا ہوں۔

موت لذتوں کو مٹانے والی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کائنات سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ اگر تم لذتوں کو مٹا دینے والی (موت) کو کثرت سے یاد کرتے تو تمہیں اس چیز سے باز رکھتی جس میں مصروف میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا

اَکْثِرُوْا ذِکْرَھَا ذمّ اللذّات۔

کہ لذتوں کو مٹا دینے والی (موت) کو کثرت سے یاد کرو

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّن رِیاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حضرۃٌ مِنْ حضر النّیرانِ

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

موت کی کیفیت

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے کعب! ہمیں موت کی کیفیت تو بتائیں؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ موت کانٹوں سے بھرے ایک درخت کی طرح ہے جسے کسی انسان کے پیٹ میں داخل کر دیا جائے پھر ہر کانٹا انسان کی رگوں میں پیوست ہو جائے پھر کوئی تندرست و توانا اور طاقت ور آدمی اسے کھینچے کچھ تو رگوں میں پیوست رہے اور کچھ رگوں کو چیرتا ہوا باہر نکل آئے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے بارے مذکور ہے کہ جب کبھی ان کے پاس موت کا ذکر کیا جاتا تو کئی دن تک آپ سرگرداں و پشیمان رہتے دنیاوی نعمتوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھاتے کسی چیز کے بارے پوچھا جاتا تو فرماتے مجھے کوئی علم نہیں، مجھے کوئی علم نہیں۔

کسی دانشور کا کہنا ہے کہ عقلمند کو تین چیزیں کبھی فراموش نہ کرنا چاہئیں

۱- دنیا کے فنا ہونے اور اس کے حالات کے دگرگوں ہونے کو

۲- موت کی دیوی کے رقص کو اور اس کے شکنجے کو
۳- آفات کہ جن سے امن کی کوئی صورت نہیں

قدر وقیمت والی چار چیزیں

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار چیزوں کی قدر چار آدمی ہی جانتے ہیں
جوانی کی قدر بوڑھا
آرام وسکون کی قدر رنج والم میں مبتلا
صحت وتندرستی کی قدر بیمار
زندگی کی قدر مردہ

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ذکر کردہ بیان اسی حدیث طیبہ کے موافق ہے جس میں پانچ غنیمت شدہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

موت کی کہانی موت سے ہمکنار ہونے والی کی زبانی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایسے شخص پر تعجب ہوتا ہے جان کنی کے وقت جس کے ہوش قائم ہوں لیکن وہ موت کی کیفیت کو بیان نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ وقت آیا کہ میرے والد موت وزندگی کی کشمکش میں مبتلا تھے ان کی زبان وعقل بھی سلامت تھی میں نے کہا کہ آپ تو کہا کرتے تھے کہ زبان وعقل کی سلامتی بھی ہو اور موت و زندگی کی کشمکش بھی ایسے عالم میں انسان موت کی کیفیت کو کیوں بیان نہیں کرتا؟ تو وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے موت بیان سے بڑھ کر ہے لیکن کچھ نہ کچھ کیفیت بیان کرتا ہوں قسم بخدا مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ رضوی پہاڑ میرے کندھوں پر ہے، میری جان سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے، کانٹے دار درخت کے کانٹے میرے پیٹ میں ہیں، آسمان وزمین پیوست ہو چکے ہیں اور میں ان کے درمیان پس رہا ہوں، پھر فرمانے لگے بیٹا مجھ پر تین احوال بیتے ہیں۔

ا- پہلی حالت تو یہ تھی کہ (معاذ اللہ) میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے پہ لوگوں سے

سب سے زیادہ حریص تھا ہائے افسوس اگر میں اس وقت مرجاتا (تو جہنم رسید ہوجاتا)

۲- پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اسلام کی دولت سے مالا مال کیا تو محبوبِ خدا ﷺ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہوگئے مجھے کئی لشکروں کی امارت حضور اکرم ﷺ کے قدموں کے طفیل نصیب ہوئی۔ کاش میں اس وقت لقمہ اجل بن جاتا رحمت عالم ﷺ میری نماز جنازہ ادا فرماتے میں حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں سے بہرہ ور ہوتا۔

۳- پھر اس کے بعد میں دنیاوی امور میں مشغول ہوگیا اب مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میری کیا حالت ہوگی؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ابھی ان کے پاس بیٹھا ہوا ہی تھا کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

شفیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت بھری باتیں

حضرت شفیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی باتوں سے تو چار باتوں میں میری موافقت کرتے ہیں لیکن عملاً میری مخالفت کرتے ہیں۔

۱- اپنی زبان سے تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور غلامی کا طوق ہمارے گلے میں ہے لیکن عمل آزاد لوگوں جیسے کرتے ہیں۔

۲- زبان سے تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کا کفیل اور ذمہ دار ہے لیکن حصول دنیا میں سرگرداں ہوئے بغیر ان کے دل مطمئن نہیں ہوتے۔

۳- زبان سے تو کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن ذخیرہ اعمال کی بجائے دنیا کے لئے ذخیرہ مال جمع کرتے ہیں۔

۴- کہتے تو ہیں کہ موت کا نقارہ بج کے رہے گا لیکن عمل ایسے کرتے ہیں جیسے کبھی مرنا ہی نہیں ہے۔

تین لمحات فکریہ

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ بعض جگہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور بعض جگہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن مشہور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی ہے، فرماتے ہیں کہ تین

چیزوں پہ مجھے حیرت ہوتی ہے یہاں تک کہ مجھے ہنسی آجاتی ہے اور تین چیزوں پہ اتنا رنجیدہ خاطر ہوتا ہے کہ میں رو پڑتا ہوں۔

وہ تین چیزیں جن پہ مجھے ہنسی آتی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱- دنیا کی امیدوں میں مستغرق جبکہ موت اس کے تعاقب میں ہے یعنی انسان کی دنیا کی امیدیں طویل ہو چکی ہیں لیکن موت کی اسے فکر نہیں۔

۲- انسان خود تو غافل ہے لیکن اس سے غفلت نہیں برتی جارہی خود تو موت سے غافل ہوا بیٹھا ہے جبکہ قیامت سامنے ہے۔

۳- خود جی بھر کے ہنستا ہے لیکن نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض

جو باتیں مجھے رنجیدہ خاطر کرتی ہوئی رلا ڈالتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱- محبوب ہستیوں کی فرقت و جدائی یعنی حضور اکرم سرورِ دو عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دنیا سے پردہ فرما جانا۔

۲- موت کی شدت اور اس کی ہولناکی۔

۳- اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا اور مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں جانے کا حکم دیتا ہے یا کہ دوزخ میں۔

حضور اکرم سرورِ دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اے لوگو اگر تمہاری طرح چوپائے بھی موت سے واقف ہوتے تو تمہیں کسی فربہ جانور کا گوشت کھانے کو نہ ملتا۔

حضرت ابو حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے اسے تین چیزوں کے ذریعے عزت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

۱-توبہ میں عجلت ۲-رزق میں قناعت ۳-عبادت میں بشاشت

جو شخص موت کو بھول جاتا ہے اسے تین سزاؤں کا انجام دیکھنا پڑتا ہے

۱-توبہ میں ٹال مٹول ۲-گزارے لائق رزق پہ عدم رضا ۳-عبادت میں سستی

سکرات موت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے مذکور ہے کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے

مردوں کوزندہ فرماتے تھے کچھ کافر آپ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ ان مردوں کو زندہ فرماتے ہیں جنہیں مرے ہوئے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا ہوتا ہے ممکن ہے جسے آپ زندہ کرتے ہیں وہ مرا ہی نہ ہو لہٰذا کسی ایسے شخص کو زندہ فرمائیں جو گزشتہ زمانہ میں فوت ہوا ہو۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جسے چاہو منتخب کرلو کافروں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ سام بن نوح کو زندہ کردیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی قبر پہ تشریف لے آئے۔ وہاں آپ علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اللہ تعالیٰ نے سام بن نوح کو زندہ فرما دیا جب وہ قبر سے برآمد ہوئے تو ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے ان سے پوچھا گیا کہ یہ بڑھاپا کیسا؟ حالانکہ آپ کے زمانہ میں تو بڑھاپا نہ تھا سام کہنے لگے کہ جب میں نے آواز سنی تو مجھے یوں لگا جیسے قیامت بپا ہوگئی ہے، قیامت کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں مرے ہوئے کتنا عرصہ بیت گیا ہے؟ اس نے کہا کہ چار ہزار سال گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک سکرات موت کو محسوس کر رہا ہوں۔

مذکور ہے کہ جب کسی مومن کو موت آتی ہے تو موت آنے کے بعد اس پہ زندگی اور دنیا کی طرف لوٹ آنے کو دوبارہ پیش کیا جاتا ہے لیکن شہید کے سوا موت کی شدت کے ڈر سے کوئی اسے قبول نہیں کرتا کیونکہ شہید کو موت کی سختی سے ہمکنار نہیں کیا جاتا شہید دنیا میں دوبارہ لوٹ آنے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ پھر میدان جہاد میں اتر کر راہ خدا میں جام شہادت نوش کرسکیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی مصروفیت

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہا جاتا ہے کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ ہمارے پاس تشریف رکھیں تاکہ آپ کے مواعظ حسنہ سے ہم بھی مستفید ہوسکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میں چار چیزوں میں مصروف ہوں اگر مجھے ان سے فراغت ملے تو میں تمہارے ساتھ بھی بیٹھ جاؤں گا۔ عرض کیا گیا کہ حضرت وہ کون سی چار چیزیں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے

۱- میں اسی فکر میں مبتلا ہوں کہ جب یوم میثاق میں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے عہد لیا تھا تو اللہ تعالیٰ جلّ اسماءہٗ نے فرمایا تھا ''کہ یہ جنتی ہیں مجھے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں یہ جہنمی ہیں مجھے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں'' مجھے کچھ علم نہیں کہ میں کس گروہ میں ہوں بس اسی فکر میں مصروف ہوں۔

۲- جب اللہ تعالیٰ کسی بچے کی اس کی ماں کے پیٹ میں تخلیق فرماتا ہے اور اس میں روح پھونکتا ہے جس فرشتے کے ذمہ اس بچے کی نگہداشت لگائی جاتی ہے وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ یا الٰہ العالمین کیا یہ بچہ سعادت مند ہے یا بدبخت؟ مجھے یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ نہ جانے اسی وقت میرے بارے میں کیا جواب صادر ہوا ہوگا۔

۳- جب ملک الموت میری روح قبض کرنے کے ارادے سے آئے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ الٰہ العالمین کیا اس کا حشر مسلمانوں کے ساتھ کروں یا کافروں کے ساتھ؟ میں اسی فکر میں مبتلا ہوں کہ میرے بارے اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرمائے گا۔

۴- میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی فکر میں مبتلا ہوں۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰسین:۵۹)

اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو

مجھے نہیں معلوم کہ مجھے کس گروہ میں رکھا جائے گا۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوش بخت ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کی دولت فراواں، غفلت سے بیداری اور خاتمہ بالخیر کے لئے غور و فکر کی توفیق عطا فرمائی ہے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین بجاہِ طٰہٰ و یٰسین

بوقت وصال مومن کے لئے بشارت

اللہ تعالیٰ بوقت وصال مومن کو بشارت و خوشخبری دیتا ہے ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا — بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا — پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں

وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۔ (حم السجدہ ۳۰) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر ایمان لائے اور پھر ایمان پر ثابت قدم رہے

''ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا'' سے مراد ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ فرائض کی بجا آوری اور محارم سے اجتناب پر عمل پیرا رہے۔ حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اہل ایمان اپنے اقوال پر ثابت قدم رہے اسی طرح اپنے افعال پر بھی ثابت قدم رہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ سنت و جماعت پر ثابت قدمی مراد ہے۔

تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ۔ صاحب ایمان اور ایمان پہ ثابت قدم لوگوں پہ بوقت وصال ملائکہ بشارتیں لے کر نازل ہوتے ہیں۔

اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا۔

ملائکہ بوقت وصال یہ کہتے ہوئے خوشخبری دیتے ہیں کہ دنیاوی معاملات میں سے جو کچھ تمہارے سامنے ہے اس پر رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ۔

یعنی اس جنت کی خوشخبری دیدو جس کا وعدہ اللہ جل مجدہٗ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے کیا ہے

بوقت وصال بشارت کی پانچ صورتیں

کہا جاتا ہے کہ موت کے وقت دی جانیوالی بشارت پانچ وجوہات پر مبنی ہیں۔

۱۔ عام مومنوں کے لئے: کہ انہیں کہا جاتا ہے ''لَا تَخَافُوۡا'' تم ہمیشہ کے عذاب سے بے خوف ہو جاؤ یعنی تمہیں ہمیشہ ہی عذاب کی اذیتوں سے دوچار نہ کیا جائے گا بلکہ انبیائے کرام اور صالحین تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت فرمائیں گے۔

''وَلَا تَحۡزَنُوۡا'' اور ثواب کے ضائع ہو جانے کا غم نہ کرو۔

''وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ'' یعنی تمہارا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔

۲- مخلصین کے لئے: کہ انہیں بوقت وصال یہ کہا جاتا ہے ''لَا تَخَافُوْا'' اپنے اعمال کے مسترد ہو جانے کا خوف نہ کرو بلکہ تمہارے اعمال بارگاہ الٰہی میں مقبول ہیں ''وَلَا تَحْزَنُوْا'' ثواب کے ضائع ہو جانے کا غم نہ کرنا تمہارے لئے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کئی گنا ثواب ہے اور جو کچھ تم نے توبہ کے بعد کیا اس پہ بھی غمگین نہ ہونا۔

۳- توبہ واستغفار کرنے والوں کے لئے: تائب لوگوں کو بوقت وصال یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ ''لَا تَخَافُوْا'' اپنے گناہوں کا خوف دل سے نکال دو کیونکہ تمہارے لئے بخشش ومغفرت کے دروازے کھل چکے ہیں ''لَا تَحْزَنُوْا'' توبہ واستغفار کے بعد جو اعمال تم نے کئے ہیں ان پہ ثواب کے ضائع ہو جانے کا غم نہ کرنا۔

۴- زاہدوں کے لئے: زاہدوں کو بوقت وصال یہ خوشخبری دی جاتی ہے ''لَا تَخَافُوْا'' کہ حشر ونشر اور حساب وکتاب کا خوف نہ کرنا ''لَا تَحْزَنُوْا'' اعمال پہ کئی گناہ ثواب نہ ملنے پہ رنجیدہ خاطر نہ ہو جانا ''وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ'' بغیر حساب وکتاب اور بغیر کسی عذاب کے تمہیں دخول جنت کی خوشخبری ہے۔

۵- ان باعمل علماء کے لئے جو مخلوق خدا کو بھلائی اور خیر کی تعلیم سے آشنائے راز کرتے ہیں۔ ایسے قسمت کے دھنی لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ دنیا کا نصاب مکمل کر کے جانے والو ''لَا تَخَافُوْا'' قیامت کی ہولناکیوں کو دل میں جگہ نہ دینا ''وَلَا تَحْزَنُوْا'' اور غم نہ کرنا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں پہ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے گا ''وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ'' تمہیں اور تمہاری اقتدا کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری ہے۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے معاملات کی انتہا اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت پہ ہوتی ہے یہ خوش قسمتی اس شخص کا مقدر ہے جو صاحب ایمان بھی ہو اور اپنے اعمال میں حسن نیت کا روادار بھی ایسے ہی لوگوں کے پاس جب خوبصورت شکل وصورت میں فرشتے تشریف لاتے ہیں تو یہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو؟ ہم نے کبھی تم جیسے حسین دیکھے ہیں اور نہ ہی تم سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والے؟ فرشتے کہتے ہیں اے بندہ خدا! ہم

تمہارے دوست ہیں دنیاوی زندگی میں تمہارے اعمال کو ضبط تحریر میں لا کر ہم ان کی حفاظت کرتے تھے اور آخرت میں ہم تمہارے ساتھ دوستی کا حق ادا کریں گے۔

لہٰذا عقلمند کے لئے مناسب راہ یہی ہے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائے

خواب غفلت سے بیداری کی چار علامتیں

چار چیزیں خواب غفلت سے بیدار شخص کی علامات ہیں

۱۔ دنیاوی امور کی تدبیر قناعت اور پورے اختیار سے کرتا ہے

۲۔ اخروی امور کی تدبیر حرص اور مسابقت سے کرتا ہے

۳۔ دینی امور کی تدبیر علم واجتہاد سے کرتا ہے

۴۔ مخلوق خدا سے متعلقہ امور کی تدبیر خیر خواہی اور خاطر و مدارت سے کرتا ہے

افضل انسان

لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جس میں پانچ عادتیں پائی جاتی ہوں

۱۔ اپنے ربّ قدیر کی بندگی و عبادت کی طرف متوجہ ہو۔

۲۔ مخلوق کے لئے اس کی نفع رسائی ظاہر وعیاں ہو۔

۳۔ مخلوق خدا اس کے شر و ضرر سے مامون و بے خوف ہو۔

۴۔ لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے وہ بے نیاز اور لاپرواہ ہو۔

۵۔ آغوش موت میں آنے کے لئے ہمہ وقت تیار و مستعد ہو۔

موت ایک اٹل حقیقت ہے

اے میرے بھائی اس بات کو بغور جان لو کہ ہم مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس سے فرار کی کوئی صورت نہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر:۳۰)

بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا

قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ (الاحزاب:۱۶)
تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو۔

لہٰذا ہر صاحب ایمان مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ موت کے شکنجہ میں کسے جانے سے پہلے پہلے موت کی تیاری کرلے ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ وَلَنْ یَّتَمَنَّوْہُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ ط (البقرہ:۹۴)
تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمادیا کہ سچے لوگ تو موت کے آرزومند رہتے ہیں جبکہ جھوٹے اپنی بدعملیوں اور کرتوتوں کی وجہ سے موت سے راہ فرار اختیار کرنے میں کوشاں رہتے ہیں کیونکہ سچے صاحب ایمان موت کی تیاری کر چکے ہوتے ہیں اور وہ بے چین ہوتے ہیں کہ کب موت کے پل سے گزر کر دیدار الٰہی کے اشتیاق کی آگ ٹھنڈی کریں جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں فقر و احتیاج پسند کرتا ہوں تاکہ اپنے رب کے حضور سراپائے عجز و انکسار بنا رہوں، بیماری کو پسند کرتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہوں کا کفارہ بنی رہے اور اپنے اللہ سے اشتیاق ملاقات پورا کرنے کی خاطر موت کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ کوئی بھی نفس خواہ وہ بدکار ہو یا نیکوکار موت اس کے لئے بہر حال بہتر ہے اگر تو وہ نیکوکار ہے تو ارشاد خداوندی ہے

وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۔ (آل عمران ۱۹۸)
اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے سب سے بھلا

اور اگر بدکار ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَّلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۔ (آل عمران ۱۷۸)
ہم تو اسی لئے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اکرم سرورِ دوعالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ
اَلْمَوْتُ رَاحَۃُ الْمُؤْمِنِ۔ موت اہل ایمان کے لئے راحت وآرام ہے

دانا مومن کی علامت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ کون سا مومن سب سے زیادہ افضل ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا اخلاق سب سے زیادہ اچھا ہو پھر عرض کیا گیا کہ کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو موت کو کثرت سے یاد کرتا ہو اور خوب اس کی تیاری کرتا ہو۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل رکھے اور موت کے بعد کے لئے اعمال کو تیار کرے فاسق وفاجر ہے وہ شخص جو اپنے نفس کی پیروی بھی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش کی امید بھی رکھتا ہو۔

باب نمبر ۳

قبر کا عذاب اور اس کی شدت

اہل ایمان کا سفر آخرت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک انصاری کے جنازہ میں شرکت کے لئے گئے ہم ایک قبر کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے جو کہ ابھی تیار نہ ہوئی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی قبر کے پاس تشریف فرما ہو گئے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد سرنگوں ہو کر یوں بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھڑی لے کے زمین کریدنے لگے تھوڑی دیر بعد سر اقدس اٹھا کر ہماری جانب متوجہ ہوئے ارشاد فرمانے لگے "اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" کہ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔" دو یا تین مرتبہ آپ نے یہی کلمات ارشاد فرمائے پھر فرمانے لگے کہ ایک مومن جب دنیا سے ناطہ توڑ کر سفر آخرت پہ چلنے لگتا ہے تو اس کے پاس سورج کی طرح چمکدار چہروں والے فرشتے جنتی کفن اور جنتی حنوط لے کر آتے ہیں تا حد نگاہ فرشتوں کی قطاریں نظر آ رہی ہوتی ہیں پھر ملک الموت اس مومن کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے

اے نفس مطمئنہ! اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت اور اس کی رضا و خوشنودی کی جانب چل پڑ۔

حضور اکرم رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کی روح ایسے نکلتی ہے جیسے پانی کے قطرے مشک کے منہ سے ٹپکتے ہیں۔ فرشتے پلک جھپکنے کی سی مقدار بھی مومن کی روح کو ملک الموت کے پاس نہیں رہنے دیتے بلکہ اس سے لے کر اسے جنتی کفن اور جنتی حنوط میں محفوظ کر

لیتے ہیں کستوری سے بھی زیادہ بہتر خوشبو کی لپٹوں میں اسے لے کر آسمانوں کی رفعتوں کی طرف محو پرواز ہو جاتے ہیں یہ ملائکہ جب دوسرے فرشتوں کی قطاروں کے پاس سے گزرتے ہیں تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کس خوش قسمت کی پاکیزہ روح ہے؟ تو روح کو لے جانے والے فرشتے اچھے اچھے ناموں سے ملقب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچ کر فرشتے دروازہ کھولنے کے لئے کہتے ہیں آسمان دنیا پر معمور فرشتے دروازہ بھی کھولتے ہیں اور مومن کی روح کا پرتپاک استقبال بھی کرتے ہیں اسی طرح ہر آسمان کے ملائکہ مقربین ساتویں آسمان تک رخصت کرنے کے لئے ہمراہ جاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس کی لکھت کو علیین میں رکھ دو، اسے واپس زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ اسے میں نے وہیں سے پیدا کیا تھا اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور پھر وہیں سے دوبارہ انہیں نکالوں گا حکم الٰہی کے مطابق پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ دو فرشتے اس کے پاس آ کر اس سے سوال و جواب کرتے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ

مَنْ رَّبُّكَ۔ تمہارا ربّ کون ہے؟

مومن کہتا ہے اَللّٰهُ رَبِّیْ میرا ربّ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے

دونوں فرشتے کہتے ہیں ما دینُكَ؟ تمہارا دین کیا ہے؟

مومن کہتا ہے کہ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے

پھر فرشتے تیسرا سوال کرتے ہیں۔

مَا تَقُوْلُ فِی هٰذَا الرجلِ الَّذِیْ بَعَثَ فِیکم؟ اس ہستی کے بارے میں تو کیا کہتا ہے جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا؟

مومن کہتا ہے: هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ ہیں

فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ جوابات تو نے کہاں سے سیکھے مومن کہتا ہے میں نے قرآن پاک پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی پھر ایک منادی ندا دیتا ہے کہ میرے بندے نے سچ فرمایا اسے جنتی بچھونا بچھا دو اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو تا کہ جنتی خوشبو اور جنتی ہواؤں سے بہرہ ور ہوتا رہے، اس کی قبر کو تا حد نگاہ کھلا کر دو۔ ایک معطر و معنبر

اور خوبصورت شکل وصورت والا انسان اس کے پاس آ کر کہتا ہے اس خوشیوں بھرے دن کی تجھے مبارک ہو یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ مومن اس خوبرو انسان سے پوچھتا ہے کہ خوشخبری سنانے والے تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل صالح ہوں مومن پھر اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتا ہے کہ الٰہ العالمین قیامت قائم فرمادے تاکہ میں اپنے اہل خانہ اور خدام کی طرف لوٹ جاؤں۔

کافر کا سفرِ آخرت

حضور اکرم سرورِ دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا میں منہمک اور آخرت سے بے پرواہ کافر کا سفر آخرت شروع ہوتا ہے تو کالے سیاہ چہروں والے فرشتے کھردرے سے ٹاٹ لے کر آسمان سے اترتے ہیں۔ جہاں تک نگاہ جاتی ہے وہی تک براجمان ہو جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آ کے کافر کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس خبیثہ! اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے قہر کی طرف نکل پھر اس کے جسم کے سارے اعضا سے روح اس طرح کھینچتا ہے جیسے گیلی اون سے سیخ کھینچی جاتی ہے ایسے سخت انداز سے کافر کی رگیں، پٹھے شکستہ ہو جاتے ہیں ملک الموت اس کی روح کو جونہی پکڑتا ہے تو کالے سیاہ اور خوفناک شکلوں والے فرشتے فوراً اس کی روح کو اپنی گرفت میں لے کر اسے کھردرے ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اس روح سے مردار کی بو آ رہی ہوتی ہے فرشتے اسے لے کر جب آسمان کی طرف محو پرواز ہوتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کس خبیث کی روح ہے؟ روح کو لے جانے والے سیاہ رخ فرشتے اسے برے برے ناموں سے پکارتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح خبیثہ ہے۔ یہاں تک کہ جب آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں تو ان کے لئے آسمان کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ط (الاعراف:۴۰)	ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک سوئی کے ناکے اونٹ داخل نہ ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کی لکھت (اعمال نامہ) کو سجین میں لکھ دو پھر اس کی

روح کو پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (الحج:۳۱)

اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔

پھر اس کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے دو فرشتے اسے اٹھا کے بٹھا لیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟

وہ کہتا ہے کہ ہائے افسوس مجھے نہیں معلوم

فرشتے پھر پوچھتے ہیں مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

وہ کہتا ہے هَاه لَا اَدْرِىْ ہائے افسوس مجھے نہیں معلوم

فرشتے تیسرا سوال کرتے ہیں:

مَا تَقُوْلُ فِىْ هٰذَا الرَّجُل ۔ اس ہستی کے بارے تمہارا کیا عقیدہ ہے جنہیں تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا گیا کافر کا پھر وہی جواب ہوتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم۔

پھر ایک منادی ندا دیتا ہے کہ یہ بندہ جھوٹ بکتا ہے اس کے لئے جہنم کا بچھونا بچھا دو اس کی قبر کا دروازہ جہنم کی طرف کھول دو، جہنم کی بدبو اور اس کی تپش سے اس کی قبر کو بھر دو بدبو اور تپش سے اس کی قبر کو بھر کے اسے اتنا تنگ کر دیا جاتا ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف اور دوسری طرف کی پسلیاں اس طرف پیوست ہو جاتی ہیں۔ پھر ایک بدصورت پراگندہ لباس اور بدبو سے بھرا ہوا شخص آ کے اسے کہتا ہے اس برے دن کی تمہیں خوشخبری ہو یہی وہ دن تھا جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کافر پوچھتا ہے اے بدشکل تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں تمہارا برا عمل ہوں پھر کافر پکار پکار کر کہتا ہے۔ اے مولا! تو قیامت قائم نہ کرنا تو قیامت قائم نہ کر (کیونکہ میدان حشر میں میری رسوائی ہوگی)

مومن کی روح کے نکالے جانے کی کیفیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اہل ایمان پر وقت وصال آتا ہے تو فرشتے اس کے لئے مشک و عنبر لے کر آتے ہیں اور اس

روح کواتنی نرمی سے نکال لیتے ہیں جیسے مکھن سے بال نکالا جا رہا ہو اور اسے کہا جاتا ہے۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۔ (الفجر ٢٧-٢٨)

اے اطمینان والی جان اپنے ربّ کی طرف واپس ہو۔ یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۔

روح نکال لینے کے بعد اسے مشک وعنبر سے معطر کر کے ریشمی ملبوسات میں لپیٹ لیا جاتا ہے اور ملائکہ بڑے احترام سے اسے علیین تک پہنچادیتے ہیں۔

کافر کی جان کنی کی کیفیت

جب کافر کی جان نکالے جانے کا وقت آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس بالوں سے بنا ہوا انگاروں سے بھرا ہوا ٹاٹ لے کر آتے ہیں بڑی شدت اور اذیت سے اس کافر کی روح نکالتے ہیں اور کہتے ہیں اے نفس خبیث! نکل اللہ تعالیٰ کی ناراضی، اس کی طرف سے رسوائی اور ذلت تیرا مقدر ٹھہر چکا۔ جب روح نکال لی جاتی ہے تو اسے آگ کے انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے تو اس سے یوں آوازیں نکلتی ہیں جس طرح ہنڈیا کے جوش میں آنے کے وقت آواز نکلتی ہے اسے کھردرے ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین میں پھینک دیا جاتا ہے۔

مومن وکافر پہ قبر کی کیفیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب مومن کو قبر میں اتارا جاتا ہے تو ستر گز تک اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے پھر اس کی قبر میں ریشمی بچھونا بچھا کر اس پر خوشبو کا چھڑکاؤ کر دیا جاتا ہے اگر تو اس کے ساتھ قرآن پاک کی امانت بطور حفظ موجود ہو تو قرآن پاک کا نور ہی اس کی قبر کو روشن کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے اور اگر قرآن پاک اسے یاد نہ ہو تو تب بھی اس کی قبر میں سورج کی روشنی کی سی چمک پیدا کر دی جاتی ہے۔

اس مومن کی مثال اس محو استراحت دلہن کی سی ہوتی ہے جسے اس کے پیار کرنے والے شوہر کے سوا اسے کوئی بیدار نہیں کرتا اور وہ دلہن ابھی جی بھر کے سوئی بھی نہیں ہوتی۔

جبکہ کافر پر قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں اس کے پیٹ میں پیوست ہو جاتی ہیں اونٹوں کی گردنوں جیسے اژدھے اس کی قبر میں بھیج دیئے جاتے ہیں وہ اس کے گوشت

کو یوں نوچتے ہیں کہ ہڈیوں کے سوا گوشت کا ذرہ بھی باقی نہیں رہتا پھر عذاب کے فرشتے بہرے، گونگے اور اندھے اس پہ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جن کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں وہ ان گرزوں سے کافر کو اس طرح پیٹتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ بہرے ہونے کی وجہ سے نہ توان کی آواز سنتے ہیں جس وجہ سے انہیں رحم آجائے اندھے ہونے کی وجہ سے نہ توان کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں، صبح وشام پھر اس کافر پہ جہنم کی آگ کو پیش کیا جاتا ہے۔

قبر میں تسکین کیسے ممکن ہے؟

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عذاب قبر سے نجات چاہتا ہو اور چاہتا ہو کہ اسے قبر میں تسکین اور آرام میسر ہو اسے چاہئے کہ وہ چار چیزوں کو خود پہ لازم کرلے اور چار چیزوں سے کنارہ کش ہو جائے۔ وہ چار چیزیں جن پر عملداری عذاب قبر سے نجات کا سبب ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱-نماز کی محافظت ۲-صدقہ ۳-قرآن پاک کی تلاوت ۴-اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی کثرت

بلاشبہ یہ چیزیں قبر کی نورانیت اور وسعت کا سبب بنتی ہیں

بہر حال وہ چیزیں جن سے اجتناب ضروری ہے وہ درج ذیل ہیں

۱-جھوٹ ۲-خیانت ۳-چغلی ۴-پیشاب کے چھینٹے

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچتے رہو کیونکہ عام طور پر قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی چار ناپسندیدہ چیزیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری چار چیزیں ناپسندیدہ ہیں

۱-نماز میں عبث حرکات ۲-روزہ کی حالت میں فحش کلامی

۳-قرآن پاک کی تلاوت کے دوران لغویات بکنا ۴-قبرستان میں ہنسنا

محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ قبرستان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ان قبروں کا سکوت تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے بڑے مغموم یہاں مدفون ہیں قبروں کی یکسانیت بھی تمہیں دھوکہ میں نہ مبتلا کر دے کیونکہ حقیقت میں ان میں بڑا تفاوت ہے۔

لہٰذا ایک عقلمند کے لئے مناسب وضروری ہے کہ وہ قبر میں جانے سے پہلے پہلے قبر کو کثرت سے یاد کرے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو قبر کو کثرت سے یاد کرتا ہے تو قبر اس کے لئے باغیچہ جنت بن جاتی ہے اور جو غفلت برتتا ہے اس کے لئے جہنم کا گڑھا ثابت ہوتی ہے۔

شیر خدا کرم اللہ وجہہ کا فکر انگیز خطبہ

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اے اللہ کے بندو! موت، موت جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں اگر تو تم کھڑے رہے تو تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گی اور اگر موت سے بھاگنے کی کوشش کی تو تب بھی تمہیں اپنے شکنجے میں کس لے گی۔ موت کا ٹھپہ تمہاری جبینوں پہ ثبت ہو چکا ہے نجات کی راہ ڈھونڈ لو، نجات کی راہ ڈھونڈ لو۔ تمہارے تعاقب میں ایک اور چیز بڑی تیزی سے تمہاری تلاش میں ہے اور وہ قبر ہے۔ خبردار! قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بھی ہے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بھی۔

خبردار ہو جاؤ! قبر روزانہ تم سے تین مرتبہ کلام کرتی ہے اور کہتی ہے، اَنَا بَيْتُ الظُّلْمَةِ اَنَا بَيْتُ الْوَحْشَةِ، اَنَا بَيْتُ الدِّيدانِ کہ میں تاریکیوں کا گھر ہوں، میں وحشتوں کا گھر ہوں میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔

خبردار! اس کے پیچھے ایک بڑا شدید ترین دن ہے جس کی شدت بچوں کو بوڑھا اور بوڑھوں کو یوں کر دے گا گویا کہ وہ نشوں میں مست و بے ہوش ہیں۔

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۔

(الحج ۲)

(اس دن) غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لخت جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرا دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو اور تجھے نظر آئیں گے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست ہوں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہوگا

اس دن کے پیچھے ایسی آگ ہے جس کی گرمی بڑی شدید، جس کی گہرائی بڑی ہی گہری، جس کی کڑیاں لوہے کی اور جس کا پانی پیپ اور خون سے ملا ہوا اور وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تصور بھی نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فکر انگیز خطاب کو سن کر مسلمان آہیں بھرنے لگے اور بڑا روئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ان کے بعد جنت ہے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو متقین کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے ہمیں دردناک عذاب سے محفوظ رکھے اور نعمتوں سے مالا مال جنت نصیب فرمائے (آمین)

قبر کی گفتگو

اسید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب مومن اپنا نصاب زندگی مکمل کر کے دار آخرت کی جانب کوچ کرتا ہے اس کے جنازے کو اٹھایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری تکفین و تدفین میں جلدی کرو جب اسے لحد میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہتی ہے میں تجھ سے پیار کرتی ہوں کبھی تو میری پشت پہ چلا کرتا تھا اب میرے بطن میں آنے کے بعد تو مجھے اور پیارا ہو گیا ہے۔

اسی طرح جب کافر کے مر جانے کے بعد اسے لے جایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے واپس لوٹا لو اور جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے کہ جب تو میری پشت پر چلتا تھا اس وقت بھی میں تجھ پر برہم رہتی تھی اب کہیں بڑھ کر تجھ پر برہم ہوں۔

قبر دار آخرت کا مشکل مرحلہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہو کر بڑا روئے عرض کیا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ کرتے ہوئے تو نہیں روتے قبر پر کھڑے ہو کر اتنا کیوں روتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ ارشاد فرمانے لگے ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد والی ساری منزلیں آسان ہو جائیں گی اور اگر یہیں سے نجات نہ ملی تو بعد والی ہر منزل مشکل سے مشکل تر ہوتی جائے گی۔

خیانت اور ملاوٹ کرنے والوں پر قبر کا عذاب

حضرت عبدالحمید بن محمود مغولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں لوگوں کا ایک گروہ آ گیا انہوں نے کہا کہ ہم حج کی ادائیگی کے لئے آ رہے تھے یہاں تک کہ ہم ایک پتھریلے علاقے میں پہنچ گئے تو وہیں ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا ہم نے لحد کی شکل میں قبر کھودی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑے اژدھے نے قبر کو اپنا مسکن بنایا ہوا ہے ہم نے قبر کو وہیں چھوڑا اور دوسری جگہ پر قبر کھودنے لگے وہاں بھی یہی صورتحال تھی کہ بہت بڑا اژدھا وہاں ڈیرے جمائے ہوئے تھا۔ ہم نے اسے بھی چھوڑا اور تیسری جگہ قبر کھودنے لگے وہاں بھی یہی صورتحال تھی لہٰذا ہم اسے وہیں چھوڑ کے آپ کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے یہ اس کی بدعملی کا نتیجہ ہے جو وہ دنیا میں کرتا ہے چلو اس کے کچھ حصے کو ہی دفن کر دو اللہ کی قسم اگر تم ساری زمین کو بھی کھود ڈالو تو اس کے لئے قبر اژدھوں بھری ہی پاؤ گے۔ اس واقعہ سے اس کی قوم قبیلے کو بھی مطلع کر دو۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم چل پڑے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ہدایت کے مطابق اس کے کچھ حصے کو دفن کر دیا جب ہم واپس پلٹے تو اس کا سامان لے کر اس کے اہل خانہ کے پاس آئے اس کی بیوی سے ہم نے پوچھا کہ وہ کیا عمل کرتا تھا؟ کہنے لگی کہ وہ گندم بیچتا تھا گندم سے روزانہ ضرورت کے مطابق نکال کر اپنے استعمال میں لے آتا پھر اسی قدر اس میں بھوسہ ڈال کر اسے پورا کر دیتا۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں دلیل پائی جاتی ہے کہ خیانت بھی عذاب قبر کا سبب ہے یہ روایت زندہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت ہے تاکہ وہ خیانت سے باز آ جائیں۔

زمین کی پکار

زمین روزانہ پانچ مرتبہ پکار پکار کر کہتی ہے اور پانچوں مرتبہ اس کی ندا مختلف ہوتی ہے۔

پہلی ندا: اے ابن آدم! تو میری پشت پہ چلتا ہے جبکہ تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہے۔

دوسری ندا: اے ابن آدم! تو رنگ برنگی ڈشیں ہڑپ کرتا ہے جبکہ میرے اندر تجھے

کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔

تیسری ندا: اے ابن آدم! میری پشت پہ تو ہنستا ہے جبکہ میرے اندر آ کر روئے گا

چوتھی ندا: اے ابن آدم! میری پشت پہ تو خوشیاں مناتا ہے میرے اندر تجھے غموں سے پالا پڑے گا۔

پانچویں ندا: اے ابن آدم! میری پشت پہ تو گناہوں کی گنگا میں بہہ رہا ہے میرے اندر آ کر تجھے عذاب سہنا پڑے گا۔

ناقص طہارت اور چغلی کی وجہ سے قبر کا عذاب

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص کی بہن مدینہ طیبہ کے ایک کونے میں رہا کرتی تھی ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئی تو یہ شخص اس کی عیادت کے لئے گیا پھر وہ بیمار بہن مرگئی۔ بھائی نے تجہیز و تکفین کی اسے دفن کر کے جب واپس پلٹے تو اس مرنے والی عورت کے بھائی کو یاد آیا کہ اس کی روپوں کی تھیلی تدفین کے وقت اس کی قبر میں بھول گئی ہے۔ کسی دوست کو ساتھ لے کر وہ قبر کی طرف چل پڑا قبر سے مٹی ہٹائی تو اسے اس کے روپوں کی تھیلی مل گئی پھر وہ اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ تم ایک طرف ہٹ جاؤ تا کہ لحد اکھیڑ کے دیکھ لوں کہ میری بہن کس حالت میں ہے۔ اس نے لحد سے کچھ مٹی ہٹائی تو دیکھا کہ اس کی قبر آگ کے شعلوں سے بھڑک رہی ہے۔ وہ فوراً پیچھے ہٹا اس نے قبر پہ مٹی ڈال کے اسے برابر کیا۔ اپنی ماں کے پاس آیا اور اسے کہا کہ مجھے بتاؤ میری بہن کیا کرتی رہی؟ ماں نے کہا کہ وہ تو مرچکی ہے تم کیوں اس کے بارے پوچھتے ہو؟ جب بھائی کا اصرار بڑھا تو ماں کہنے لگی کہ تمہاری بہن نماز میں تاخیر کرتی تھی، ناقص طہارت سے نماز ادا کرتی تھی جب لوگوں کے سونے کا وقت ہوتا تو ہمسائیوں کے دروازوں پہ جا کر کان لگا لگا کر باتیں سنتی تا کہ دوسروں کے سامنے چغلی کر سکے۔ یہی اس کے بداعمال اس کے قبر کے عذاب کا سبب بنے ہیں۔

جو شخص عذاب قبر سے نجات چاہتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ چغلی اور دیگر گناہوں سے کلی طور پر اجتناب کرے تا کہ قبر کے عذاب سے نجات مل سکے اور منکر نکیر کے سوالات اس پہ آسان ہو جائیں۔

ثابت قدمی سے کیا مراد ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابراھیم : ۲۸)

اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوالات کئے جاتے ہیں تو وہ شہادت دیتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں"

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ"

میں ثابت قدمی ایک مومن، مخلص اور اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار کے لئے تین حالتوں میں ہوتی ہے۔

۱- ملک الموت سے ملاقات کے وقت

۲- منکر نکیر کے سوالات کے وقت

۳- میدان حشر میں حساب و کتاب اور سوال و جواب کے وقت

ملک الموت سے ملاقات کے وقت ثابت قدمی

ملک الموت سے ثابت قدمی تین وجوہ پر مشتمل ہوتی ہے

۱- کفر سے بچاؤ، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پہ استقامت کی توفیق اس طرح کہ بندہ مومن کی روح حالت اسلام پہ نکلتی ہے۔

۲- ملائکہ کی جانب سے رحمت الٰہی کی بشارت

۳- ملک الموت کے روح نکالنے سے قبل وہ جنت الفردوس میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے

قبر میں ثابت قدمی

قبر میں ثابت قدمی بھی تین وجوہ پر ہی مشتمل ہے۔

۱- اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو منکر نکیر کے سوالات کے درست جوابات دینے کی تلقین فرما دیتا ہے اور بندہ رضائے الٰہی کے مطابق جواب دیتا ہے۔

۲- بندے سے خوف، مصیبت اور وحشت و دہشت زائل کر دی جاتی ہے۔

۳- جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے گویا کہ اس کی قبر باغیچہ جنت بن جاتی ہے۔

حساب و کتاب کے وقت ثابت قدمی

۱- حساب و کتاب کے وقت پوچھے جانے والے سوالات کے درست جوابات کی تلقین اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو جاتی ہے۔

۲- حساب و کتاب کو اس کے لئے سہل اور آسان کر دیا جاتا ہے۔

۳- اس کی کمی کوتاہی اور اس کی خطاؤں سے صرف نظر کر دیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ثابت قدمی چار حالتوں میں کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

۱-موت کے وقت ۲-قبر میں حتیٰ کہ بلا خوف و خطر سوال و جواب کا مرحلہ طے ہو جائے ۳-میدان حشر میں حساب و کتاب ۴-پل صراط سے گزرتے وقت کہ بجلی کی سی تیزی سے گزر جائے۔

سوال

قبر میں سوالات کی کیفیت کیا ہوگی؟

علمائے کرام علیہم الرحمہ کی اس بارے مختلف روایات ہیں

۱- صرف روح سے سوال ہوگا روح انسانی جسم میں سینے تک داخل کر دی جاتی ہے۔

۲- سوال تو صرف روح سے ہوگا لیکن روح جسم اور کفن کے درمیان ہوتی ہے۔

اس بارے کئی ایک احادیث طیبہ بھی مروی ہیں۔

اہل علم کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ انسان قبر کے سوالات کا اقرار و یقین رکھے۔اس کی

کیفیت کیا ہے۔ اس میں مشغول ہونے کی کوشش نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ اس کیفیت کو اللہ جل شانہ ہی بہتر جانتا ہے جب ہم قبر میں جائیں گے تو اس کا مشاہدہ بھی کر لیں گے۔

جب کوئی شخص منکر نکیر کے سوالات کا انکار کرتا ہے تو اس کا انکار دو وجوہات پر مبنی ہوگا۔

۱- ایک تو یہ کہ عقلی طور پر یہ محال و ناجائز ہے کیونکہ یہ خلاف طبیعت ہے۔

۲- دوسرا یہ کہ عقلی طور پر یہ ممکن و جائز تو ہے لیکن یہ ثابت نہیں

اگر تو منکر نکیر کے سوالات کا انکار اس بنا پر کرتا ہے کہ عقلاً اس کا ماننا محال ہے تو اس کے اس قول سے معجزہ کے باطل ہونے اور نبوت کے معطل ہونے کی راہ کھلتی ہے کیونکہ رسول بھی تو انسانوں میں سے ہیں ان کی طبیعت بھی انسانوں کی سی ہے حالانکہ انہوں نے ملائکہ کو دیکھا، ان پر وحی نازل ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا نے راستے بنا دیئے، ان کا عصا بہت بڑا اژدھا بن گیا۔ یہ ساری چیزیں بھی تو عقل کی دنیا سے ماورا ہیں ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اگر اس کے انکار کی دوسری وجہ ہو کہ عقلاً تو جائز و ممکن ہے لیکن اس کا ثبوت کہیں نہیں تو اس بارے عرض ہے کہ ہم نے اس قدر روایات ذکر کر دی ہیں کہ سننے والے کے لئے کافی و وافی ہیں بطور دلیل قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ کافی ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ:۱۲۴)

اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے

مفسرین کرام کی ایک جماعت کے نزدیک ''والمعیشۃ الضّنک'' سے مراد قبر میں سوالات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (ابراھیم : ۲۸)

اور ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

مردہ زندوں کے قدموں کی آہٹ بھی سنتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"جب بندہ مومن کو سپرد قبر کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس قبر کے دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوالات کرتے ہیں تو قبر میں موجود مومن ان لوگوں کے قدموں کی آہٹ بھی سن رہا ہوتا ہے جو اس کی تدفین کر کے واپس جا رہے ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ؟ مَا دِيْنُكَ؟ مَنْ نَبِيُّكَ؟

تمہارا ربّ کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارے نبی کون ہیں؟

بندہ مومن جواب دیتا ہے کہ اَللّٰهُ رَبِّیْ اَلْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَ مُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ صلّی اللّٰهُ علیه و آله وسلم۔

میرا ربّ اللہ تعالیٰ، میرا دین اسلام اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

فرشتے یہ جواب سن کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے ثابت قدمی عطا فرمائے تسکین چشم کے ساتھ محو استراحت ہو جاؤ۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابراھیم : ۲۸)

یعنی اللہ تعالیٰ صاحب ایمان کو حق بات پہ ثابت قدمی عطا فرماتا ہے اور ظالموں (کافروں) کو حق بات کی توفیق ہی عطا نہیں فرماتا۔

قبر میں کافر کی حالت زار

جب کافر یا منافق کو قبر میں ڈالا جاتا ہے تو دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ

تمہارا ربّ کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارے نبی کون ہیں؟

وہ جواب دیتا ہے مجھے معلوم نہیں، فرشتے کہیں گے تجھے نہیں معلوم پھر اسے گرز مارتے ہیں اس کو مارنے کی آواز جن وانس کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے۔

منکر نکیر کی شکل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! جب دو فرشتے منکر نکیر تیرے پاس آئیں گے اس وقت تیری کیا حالت ہوگی؟ ان دونوں کی آنکھیں نیلی، چہرہ سیاہ ہوگا اپنے ناخنوں سے زمین کو کریدتے ہوئے، اپنے بالوں میں لپٹے ہوئے بجلی کی کڑک کی سی آواز اور بجلی کی سی چمک جیسی آنکھوں کے ساتھ آئیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا اس وقت میری عقل سلامت اور میں آج کی طرح ہوش وحواس کے ساتھ ہوں گا؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی تب تو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کو کفایت کر جاؤں گا۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمر کو توفیق مل گئی۔

اعمال صالحہ کی برکات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت کی آغوش میں جاتے وقت انسان ایک ایسی آواز نکالتا ہے جسے انسانوں کے سوا ہر جاندار سنتا ہے اگر انسان سن لیں تو ان پر آواز کی گرج سے غشی طاری ہو جائے پھر جب اسے قبر کی طرف لے جایا جا رہا ہوتا ہے تو اگر وہ صالح اور نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجھے قبر میں جلدی پہنچا دو۔ اگر تم میرے لئے موجود اگلی بھلائیوں کو جانتے ہوتے تو تم مجھے بہت جلدی اگلے سفر پر بھیج دیتے۔ اور اگر مرنے والا بدکار ہو تو وہ کہتا ہے کہ مجھے دفن کرنے میں جلدی نہ کرو اگر تم میرے لئے شر اور برائی کو جان لو تو تم کبھی بھی میرے لئے جلدی نہ کرو۔ جب صالح مرد کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو سیاہ رو اور نیلی آنکھوں والے دو فرشتے اس کے سر کی جانب سے قبر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس جانب سے نماز منکر نکیر کو روکتے ہوئے کہتی ہے کہ میری جانب سے آنے کے لئے تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ اسی ٹھکانے کے ڈر سے تو کتنی ہی راتیں اس نے جاگ کر گزار دی ہیں۔ پھر پاؤں والی جانب سے بھی داخلے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ اسی ڈر سے محفوظ رہنے کے لئے تو یہ والدین کے ساتھ حسن سلوک میں مستعد رہا، پھر دائیں جانب سے آنے کی کوشش کرتا ہے تو صدقہ کہتا ہے کہ میری جانب سے داخل ہونے کا راستہ مسدود ہو چکا ہے اسی ٹھکانہ کے ڈر سے تو یہ میرے ساتھ صدقہ کرتا رہا، بائیں جانب سے داخل ہونے کی کوشش کریں تو روزہ آڑے آ کر کہتا ہے اسی ٹھکانے کے ڈر سے یہ بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرتا رہا لہٰذا میری جانب سے داخلے کی کوئی صورت نہ ہے۔ پھر اس شخص کو نیند سے بیدار کئے جانے والے شخص کی طرح بیدار کر دیا جاتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ اس ہستی کے بارے تیری کیا رائے ہے جو وہ ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ پوچھے گا کہ

کس ہستی کے بارے پوچھتے ہو۔ فرشتے کہیں گے "محمد عربی ﷺ" وہ انسان کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ اے بندہ خدا! تو نے مومنوں کی سی زندگی گزاری اور مومنوں کی سی موت پائی پھر اس کے لئے قبر کو تا حد نگاہ فراخ کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشیت الٰہیہ کے مطابق اس کے لئے کرامت و عزت کی برکھا برسا دی جاتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے حضور ملتجی ہیں کہ وہ ہمیں اپنی توفیق و عصمت سے مالا مال کرے اور گمراہ کن خواہشات اور غفلتوں سے اپنی پناہ میں رکھے اور عذاب قبر سے محفوظ و مامون رکھے۔ حضور اکرم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے اسی چیز کی پناہ مانگتے تھے۔

عذاب قبر سے پناہ مانگو

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں عذاب قبر سے ناواقف تھی حتیٰ کہ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اس نے مجھ سے کچھ خیرات مانگی میں نے اسے خیرات دی تو وہ کہنے لگی اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ میں نے سمجھا کہ شاید اس کا یہ قول بھی یہودیوں کے باطل اقوال میں سے ہے یہاں تک حضور ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہودیہ کے اس قول کو ذکر کیا تو آقا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور قبر میں جانے سے پہلے پہلے اعمال صالحہ سے قبر کے لئے تیاری کر لے جب تک دنیا میں ہے اس وقت تک یہ معاملہ آسان ہے قبر کی تیاری بھی ممکن ہے۔ جب انسان قبر میں چلا جاتا ہے تو وہ آرزو کرتا ہے کہ کاش اسے ایک نیکی کرنے کی اجازت مل جائے لیکن اس کے لئے اجازت کی راہیں مسدود ہو چکی ہوتی ہیں اس کے پاس حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں ہوتا لہٰذا ایک عقل مند کے لئے موزوں و مناسب ہے کہ وہ موت کے معاملات بارے غور و فکر کرے کیونکہ مرنے والے اس بات کے آرزو مند رہتے ہیں کہ انہیں دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے یا انہیں اتنی ہی اجازت مل جائے کہ وہ ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کہہ لیں یا انہیں ایک تسبیح کی اجازت مل جائے لیکن ان کے لئے اجازت کے دروازے بند ہو چکے ہوتے ہیں پھر وہ زندوں

پہ تعجب کرتے ہیں کہ کس طرح غفلت اور بے کاری کے ساتھ اپنے دنوں کو ضائع کئے جا رہے ہیں۔

اے میرے بھائی! اپنی زندگی کو ضائع مت کرو کیونکہ زندگی کی بہاریں تمہارا راس المال ہے جب تک تو اپنے راس المال پر قادر ہے تب تک تو نفع پا لینے پر بھی قادر ہے کیونکہ آخرت کا سامان تمہاری زندگی میں بڑا سستا ہے لہٰذا اس سستے وقت میں آخرت کے مال کا ذخیرہ کر لے ایک دن ایسا آئیگا کہ یہ سامان بڑا گراں اور مہنگا ہو گا تو اس مہنگے دن کے لئے سستے دن میں کثرت سے اخروی مال سمیٹ لے اس مہنگے دن میں پھر اسے تلاش کرنے پر بھی تو قادر نہ ہو گا۔

ہم اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتے ہیں کہ وہ اس فقر و حاجت والے دن کی تیاری کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ شرم سے پانی پانی ہو جانے والوں میں سے ہمیں نہ بنائے جو اس دن واپس آنے کی طلب کریں گے اس دن نہ تو ان کی فریاد سنی جائے گی اور نہ ہی ان کی کوئی خواہش پوری ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہم پہ موت کی سختی اور قبر کی شدت آسان فرمائے اور جملہ اہل اسلام کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔

آمین یا ربّ العالمین فانه ارحم الراحمین وهو حسبنا
و نعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

باب ۴

قیامت کی ہولناکیاں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے محبوب خالق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا میدان حشر میں کوئی دوست اپنے دوست کو یاد رکھے گا؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین مقام پہ تو کسی کو، کسی کی یاد نہیں رہے گی۔

۱- ایک تو میزان عمل کے وقت کسی کو کسی کی یاد نہیں رہے گی یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے کہ میزان عمل کا پلڑا بھاری ہے یا ہلکا۔

۲- دوسرا جب اعمال نامے کھولے جائیں گے یہاں تک کہ دائیں یا بائیں ہاتھ میں تھما دیئے جائیں۔

۳- تیسرا جب آگ سے ایک گردن آزاد ہوگی آگ سب کو اپنی لپیٹ میں لے کر کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے۔

(۱) ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کی بھی پوجا کرتے تھے۔

(۲) ہر وہ شخص جو حق کی مخالفت کرتا اور سرکشی کرتا تھا۔

(۳) ہر وہ شخص جو حساب و کتاب کے دن پر ایمان و یقین نہ رکھتا تھا۔

پھر آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر جہنم کی ہولناکیوں اور شدتوں میں اٹھا پھینکے گی جہنم پہ ایک پل ہوگا جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگا۔ اس پر مڑے ہوئے سرکی سلاخیں اور کانٹوں بھرے پورے ہوں گے کچھ لوگ تو چمکتی ہوئی بجلی کی طرح اور تند و تیز ہوا کی طرح گزر جائیں گے۔ مسلمان تو نجات پالیں گے اور کچھ چھدے ہوئے چہرے والے

جنہیں اوندے منہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

صور اور اس کے پھونکے جانے کی کیفیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو نفخوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہے پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک مخصوص قسم کا پانی مردوں کی منی جیسا نازل فرمائے گا اس پانی سے لوگ یوں زمین سے نکلیں گے جیسا سبزہ اگتا ہے''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی تخلیق فرما چکا تو اس نے صور کو پیدا فرمایا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے سپرد کر دیا حضرت اسرافیل علیہ السلام اسے اپنے منہ میں لئے عرش کی طرف نگاہ اٹھائے انتظار میں کھڑے ہیں کہ کب اسے پھونکنے کا حکم دیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم صور کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صور نور کا ایک سینگ ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور! وہ کیسا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک بہت بڑا، قسم ہے اس ذات کی جس نے ختم نبوت کا تاج پہنا کر حق کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا کہ اس کی وسعت آسمان و زمین کی چوڑائی جتنی ہے۔

ایک روایت کے مطابق تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور بعض روایت کے مطابق دو مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ ایک ہر شئی کی ہلاکت کے لئے اور دوسرا ہر چیز کے زندہ کر دینے کے لئے

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق دو مرتبہ صور پھونکا جائے گا جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا پہلی دفعہ گھبراہٹ پیدا کرنے کے لئے دوسری مرتبہ غشی طاری کرنے کے لئے اور تیسری مرتبہ دوبارہ زندہ اٹھانے کے لئے۔

پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا تو اس کے

پھونکتے ہی آسمان و زمین کی مخلوق گھبراہٹ کا شکار ہو جائے گی قرآن پاک کی اس آیت طیبہ میں اس کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔ (النمل ۸۷)

اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرا جائے گا ہر کوئی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جنہیں خدا نے چاہا (وہ نہیں گھبرائیں گے)

زمین میں زلزلے بپا ہو جائیں گے ہر دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے لخت جگر سے غافل ہو جائے گی، ہر حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی اور تجھے نظر آئیں گے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست ہیں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہو گا سورۃ حج کی ابتدائی آیات میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ ۔

(الحج ۲،۱)

اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار (کی ناراضگی) سے بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے جس روز تم (اسکی ہولناکیوں) کو دیکھو گے تو غافل ہو جائیگی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لخت جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرا دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو اور تجھے نظر آئینگے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست ہوں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہونگے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہو گا

جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں محفوظ رکھے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل کو حکم دے گا تو اسرافیل علیہ اسلام موت والا صور پھونکے گا آسمان و زمین میں بسنے والی ساری مخلوق آغوش موت میں چلی جائے گی سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهِ

اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں مگر جسے اللہ چاہے۔

آیت طیبہ میں اِلَّا سے جن مقدس ہستیوں کا استثناء ان سے مراد شہدائے عظام کی ارواح ہیں۔

ایک دوسرے قول کے مطابق ان سے مراد حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت حضرت عزرائیل علیہم الصلوات ہیں۔

اللہ تعالیٰ ملک الموت سے ارشاد فرمائے گا کہ میری مخلوق سے کون بچا ہے حالانکہ وہ علیم وبصیر ذات خود سب کچھ جانتی ہے ملک الموت عرض کرے گا یاالٰہ العالمین! تیری ذات کبریا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ زندہ و قائم رہے گی، جبرائیل و میکائیل، اسرافیل علیہم الصلوات، حاملین عرش اور میں تیری مخلوق سے زندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا اے ملک الموت ان کی روح بھی قبض کر لے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یوں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے سب مرجائیں پھر ملک الموت سے ارشاد فرمائے گا اے ملک الموت اب میری مخلوق میں سے کون باقی زندہ ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا الٰہ العالمین تیری ذات حی لا یموت ہے فقط ملک الموت تیرا عاجز وضعیف بندہ ہی باقی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ملک الموت کیا تو نے سن نہیں رکھا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ (آل عمران:۱۸۵)

تو بھی میری مخلوق میں سے ہے لہٰذا تو بھی مرجا ملک الموت بھی مرجائے گا

ملک الموت کی چیخ اور اللہ تعالیٰ کی ہی بادشاہت

اللہ تعالیٰ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ تم خود اپنی روح بھی قبض کرلو ملک الموت جنت ودوزخ کے درمیان ایک مقام پہ آ کر اپنی روح قبض کرتے وقت ایسی چیخ ماریں گے کہ اگر ساری مخلوق اپنی زندگی میں اس چیخ کو سن لیتی تو چیخ کی

دہشت سے مر جاتی اور ملک الموت کہے گا کہ اگر مجھے علم ہوتا کہ موت کی شدت اور سختی اس قدر ہے تو میں مومنوں کی روح قبض کرنے پر انتہائی شفقت کرتا پھر ملک الموت بھی مر جائے گا اور مخلوق میں سے کچھ بھی نہ بچے گا تب اللہ عزوجل گھٹیا دنیا سے مخاطب ہو کر فرمائے گا

کہاں ہیں بادشاہ؟ کہاں ہیں بادشاہوں کے لخت جگر؟ کہاں ہیں جابر و سرکش؟ اور کہاں ہیں سرکشوں کے بیٹے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو نعمتیں میری کھاتے رہے اور پرستش میرے غیروں کی کرتے رہے؟ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ (المومن ۱۶) آج کس کی بادشاہی ہے۔

کوئی جواب نہ دے گا پھر خود ہی اللہ تعالیٰ جواب دے گا۔

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (غافر:۱۶) ایک اللہ سب پر غالب کی

پھر اللہ تعالیٰ آسمان کو برسنے کا حکم دے گا آسمان چالیس دن تک مرد کی منی کی طرح کا پانی برسائے گا حتیٰ کہ ہر چیز پر بارہ ہاتھ تک پانی بلند ہو جائے گا پھر اللہ تعالیٰ اس پانی سے مخلوق کو گھاس کے اگنے کی طرح اگائے گا یہاں تک کہ جسم مکمل ہو کر اپنی پہلی صورت پہ لوٹ آئیں گے۔

ملائکہ مقربین کو زندہ ہو جانے کا حکم

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام اور عرش اٹھانے والے فرشتوں کو زندہ ہونے کا حکم دے گا۔ وہ باذنِ الٰہی زندہ ہو جائیں گے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ صور اپنے منہ میں لے لو پھر جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کو زندہ ہونے کا حکم الٰہی ہوگا وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہوں گے پھر روحوں کو بلا کر صور میں جمع کر دیا جائے گا۔

محبوبِ خدا ﷺ سب سے پہلے تشریف لائیں گے

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دوبارہ زندہ فرما کر حکم دے گا کہ صور پھونکو تا کہ سب مرے ہوئے جی اٹھیں اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکتے ہی شہد کی مکھیوں کی طرح روحیں نکلیں گی آسمان و زمین کے درمیان خلا پر ہو جائے گا۔ روحیں زمین میں اپنے

اپنے جسموں میں داخل ہو جائیں گی زمین پھٹے گی۔

حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں سب سے پہلے میرے لئے زمین پھٹے گی۔

ایک اور حدیث طیبہ میں ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہما السلام کو زندہ فرمائے گا تو وہ حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی طرف آئیں گے ان کے ساتھ براق اور جنتی پوشاک ہوگی روضہ انور کی زمین شق ہوگی آقا نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھیں گے۔ اور پوچھیں گے اے جبرائیل! یہ کون سا دن ہے؟ جبرائیل عرض کریں گے کہ یہ یوم قیامت ہے۔ یہ یوم حاقہ (برپا ہو کر رہنے والی) ہے یہ دل ہلا دینے والی کڑک کا دن ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے کہ میری امت کا کیا حال ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے سرکار آپ کو خوشخبری ہو آپ ہی پہلی وہ عالی مرتبت ہستی ہیں جن کے لئے زمین کو شق کیا گیا ہے۔

مخلوق کے جی اٹھنے کا حکم

پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ صور پھونکو، بحکم ربی حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو سب لوگ اٹھ کھڑے ہو جائیں گے، ارد گرد دیکھیں گے اور دوڑتے ہوئے اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو جائیں گے یعنی ننگے جسم، ننگے پاؤں قبروں سے نکلیں گے اور ستر سال تک ایک ہی جگہ پر کھڑے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کی طرف نہ نظر فرمائے گا اور نہ ہی ان کے بارے کوئی فیصلہ کیا جائے گا وہ مسلسل آہ و بکا کرتے رہیں گے حتیٰ کہ آنسو خشک ہو جائیں گے پھر خون کے آنسو روئیں گے پسینے سے شرابور ہوں گے کسی کے تو منہ تک اور کسی کے ٹھوڑی تک پسینہ ہوگا پھر انہیں میدان حشر میں بلایا جائے گا۔

میدان حشر کا منظر

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ (القمر: ۸) ڈرتے ڈرتے بھاگے جا رہے ہوں گے بلانے والے کی طرف

یعنی نگاہیں جمائے ہوئے تیزی کے ساتھ بھاگے جارہے ہوں گے جب جن وانس وغیرہ جمع ہو جائیں گے اسی دوران کہ کھڑے ہوں گے تو ایسا ہولناک اور شدید ترین شور آسمان سے سنیں گے جس سے آسمان پھٹ جائے گا آسمان دنیا کے فرشتے زمین پہ نازل ہو کر زمینی فرشتوں کی طرح صف درصف کھڑے ہو جائیں گے لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے کیا ہمارے اللہ نے تمہیں حساب کا حکم دیا ہے؟ فرشتے کہیں گے نہیں حساب وکتاب کے حکم کے ساتھ تو ابھی آئیں گے پھر دوسرے آسمان کے فرشتے زمین پہ اتر کر آسمان دنیا کے فرشتوں کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہو جائیں گے پھر تیسرے آسمان پھر چوتھے حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے کئی گنا تعداد میں اتر کر اہل دنیا کے اردگرد کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کو حکم دے گا کہ پھٹ جا آسمان دنیا بحکم الٰہی پھٹ جائے گا آسمان دنیا کے فرشتے زمین پہ اتر کر زمین اور اہل زمین کو گھیر لیں گے پھر دوسرے، پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے حتیٰ کہ ساتویں آسمان کے فرشتے اتر کر سات صفیں بنالیں گے اہل زمین جدھر بھی جائیں گے فرشتوں کی صفوں کو موجود پائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ (الرحمٰن: ۳۳)

اے گروہ جن وانس! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے تو نکل کر بھاگ جاؤ (سنو) تم نہیں نکل سکتے بجز سلطان کے (اور وہ تم میں مفقود ہے)

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰئِكَةُ تَنْزِيلًا۔ (الفرقان ۲۵)

اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے اور فرشتے اتارے جائیں گے پوری طرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ گروہ جن وانس سے ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تمہارے ساتھ خیر خواہی کی تمہارے اعمال تمہارے صحیفوں میں محفوظ ہیں تو جو کوئی بھلائی پائے اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور جو بھلائی نہ پائے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے آپ پہ ہی ملامت کرے پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دے گا وہاں سے گردن لمبی کیے، سر اٹھائے ایک تاریکی نکلے گی اور وہ کلام کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o وَاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ o وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ط اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ o هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ o (یٰسین ۶۰)

کیا میں نے تمہیں یہ تاکیدی حکم نہیں دیا تھا اے اولاد آدم! کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے (بایں ہمہ) گمراہ کر دیا شیطان نے تم میں سے بہت لوگوں کو کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس کی آگ تاپو اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔

لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ط كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ط (الجاثیہ ۲۸)

اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہر گروہ کو بلایا جائے گا اس کے صحیفہ (عمل) کی طرف۔

پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ شروع فرمائے گا۔ چوپاؤں، وحشیوں کے درمیان فیصلہ ہوگا یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی سے بدلہ لے دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ چوپاؤں وغیرہ کو حکم دے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ تب کافر پکاریں گے کاش ہم مٹی ہو جاتے پھر بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

ہے قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے جسم بھاگتے ہوئے آئیں گے جیسے دنیا میں آنکھ کھولتے ہوئے پیدائش کے وقت ننگے پاؤں اور ننگے بدن تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو عرض کرنے لگیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا مرد وعورت اکٹھے ہوں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی۔ ہائے افسوس وہ تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ حضور اکرم نورِ مجسم رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا اے ابن ابی قحافہ کی بیٹی! لوگ اس دن اپنی آنکھیں آسمان کی طرف جمائے ایک دوسرے سے بے نیاز، بغیر کھائے پیئے چالیس دن تک کھڑے رہیں گے وہ اپنی پشیمانی میں پشیمان ہوں گے کچھ تو اپنے قدموں تک پسینے میں شرابور، کچھ پنڈلیوں تک، کچھ کے پیٹ تک پسینہ اور کسی کے کھڑے کھڑے منہ تک پسینہ پہنچ جائے گا۔ وہ پسینہ میں منہ تک ڈوبا ہوا یوں لگے گا جیسے اسے پسینے کی لگام دی گئی ہو پھر عرش کے اردگرد حلقہ بنائے فرشتے کھڑے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ایک ندا دینے والے کو حکم دے گا کہ آواز دو فلاں بن فلانہ کہاں ہے؟ لوگ اس آواز پہ اپنے سروں کو اٹھالیں گے، جسے ندا دی جائے گی وہ میدان حشر اللہ تعالیٰ کے حضور آ کر کھڑا ہو جائے گا۔ کہا جائے گا کہ جن پہ ظلم ہوا وہ لوگ کہاں ہیں؟ فرداً فرداً ایک مظلوم کو بلایا جائے گا اور اس ظالم کی نیکیاں اس دن مظلوم کے ظلم کا ازالہ کرنے کے لئے اس کے پلڑے میں ڈال دی جائیں گی اس دن دینار رو درہم تو ہوگا نہیں لہٰذا ظالم کی نیکیاں لے کر اس کے ظلم کا ازالہ کیا جائے گا اور مظلوم کے گناہ ظالم کے پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ مسلسل ظالم کی نیکیاں لی جاتی رہیں گی اور مظلوم کی حق رسی ہوتی رہے گی حتیٰ کہ ایک نیکی بھی زیادتی کرنے والے کے پاس باقی نہ بچے گی پھر اس کے حق کو پورا کرنے کے لئے مظلوم کے گناہ ظالم کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے جب وہ نیکی سے خالی ہو جائے گا تو اسے کہا جائے گا کہ اب دہکتی ہوئی آگ کی طرف لوٹ جاؤ وہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ (المومن ۱۷)

آج کسی پر زیادتی نہیں بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

یعنی بہت جلد بدلہ چکا دیا جائے گا۔

اس دن ملائکہ مقربین، انبیائے کرام، رسولان معظم اور شہدائے عظام جب حساب و کتاب کی شدت کو دیکھیں گے تو یہی گمان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ جسے اپنی رحمت سے محفوظ رکھے گا وہی نجات پائے گا۔

چار چیزوں کی فکر کرو

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضور اکرم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص بھی اس وقت تک اپنے قدم نہ اٹھا سکے گا جب تک چار چیزوں کا جواب نہ دے لے

(۱) زندگی کہ کیسے بسر کی (۲) جسم کو کن کاموں میں مشغول رکھا

(۳) علم پہ کس حد تک عمل کیا (۴) مال کیسے کمایا کہاں خرچ کیا

خونی رشتوں کا جواب

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میدان حشر میں ایک والد اپنے بیٹے کو پکڑ کے کہے گا اے میرے لخت جگر! میں دنیا میں تیرا باپ تھا بیٹا اس پہ باپ کی تعریف کرے گا پھر باپ کہے گا بیٹا مجھے تیری نیکیوں میں ذرہ بھر نیکی کی اشد ضرورت ہے تو دیکھ رہا ہے کہ ممکن ہے میری نجات ہو جائے۔ بیٹا کہے گا کہ میں ذرہ بھر نیکی بھی نہیں دے سکتا کیونکہ مجھ پر بھی خوف کا ابر اسی طرح چھایا ہوا ہے جس طرح تم پر پھر وہ شخص اپنی بیوی کو پکڑ کر کہے گا اے فلانہ! میں دنیا میں تمہارا شوہر تھا۔ بیوی کلمات خیر سے یاد کرے گی بیوی سے کہے گا کہ میں تجھ سے ایک نیکی مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ شاید تمہاری اس نیکی سے میری نجات ہو جائے۔ بیوی کہے گی کہ میں تمہیں ایک نیکی بھی نہیں دے سکتی کیونکہ میں بھی تمہاری طرح حساب و کتاب کے خوف میں مبتلا ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى

(فاطر:۱۸)

اور اگر بلائے گا پشت پر بوجھ اٹھانے والا (کسی کو) اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے تو
نہ اٹھائی جا سکے گی اس کے بوجھ سے کوئی شی اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو۔
یعنی گناہوں کے بوجھ میں سے کوئی بھی ہلکا کرنے والا نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میدان حشر کی طوالت کی وجہ سے کافر کا پسینہ لگام کی طرح اس کے منہ تک پہنچ چکا ہوگا حتیٰ کہ وہ پکارنے گا اے میرے ربّ مجھ پہ رحم فرما یہاں سے مجھے چھٹکارا دے دے اگرچہ مجھے جہنم میں ہی ڈال دے۔

سنتے ہیں کہ محشر میں بس ان کی رسائی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی آخر الزمان، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص ومقبول دعا عطا کی تھی انہوں نے جلدی کی اور دنیا میں ہی اس دعا کو استعمال کرلیا جبکہ میں نے اپنی امت کی شفاعت کی خاطر قیامت کے لئے اس دعا کو چھپا رکھا ہے۔

سن لو! میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پہ کوئی فخر نہیں، میرے لئے ہی سب سے پہلے زمین شق ہوگی اس پہ کوئی فخر نہیں، قیامت کے دن لوائے حمد میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد آدم ہوں گے اس پہ کوئی فخر نہیں، پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں اس دن کی شدت اور کرب و بلا انتہا پہ ہوگا لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے حضور حاضر ہوکر فریاد کریں گے اے ابوالبشر! اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تا کہ وہ ہمارے درمیان کوئی فیصلہ سنادے حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تو شفاعت نہیں کرسکتا کیونکہ میں خود اپنی ایک لغزش کی بناپر جنت سے نکال دیا گیا تھا۔ میں تو خود اسی وجہ سے پشیمان ہوں لہٰذا تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اوّل المرسلین ہیں لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور آکر کہیں گے کہ اپنے اللہ کے حضور ہماری سفارش کیجئے تا کہ وہ ہمارے لئے کوئی فیصلہ فرمادے۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں تو یہ نہیں کرسکتا کیونکہ میں نے قوم کے بارے بددعا کی

جس سے روئے زمین پہ بسنے والے سارے غرق ہو گئے میں خود آج اس پہ نادم ہوں لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقام خلت سے نوازا تھا لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ اپنے اللہ کے حضور ہماری سفارش کیجئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی جواب دیں گے کہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ میں نے دانستہ تین خلاف واقعہ باتیں کی تھیں۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر وہ تین خلاف واقعہ باتیں یہ تھیں۔

۱- جب قوم نے میلے میں شرکت کے لئے اصرار کیا تو آپ علیہ السلام نے ستاروں کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ٥ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ (الصافات:۸۸،۸۹)

جب قوم نے واپس آ کر بتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو پوچھنے پہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

۲- بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا (الانبیاء:۶۳)

بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا

۳- اپنی زوجہ کے بارے آپ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ یہ میری (دینی) بہن ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تو خود اس بات پر پریشان ہوں لہٰذا تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے کہ آپ اپنے ربّ سے ہماری سفارش کریں تاکہ وہ ہمارے درمیان کوئی فیصلہ فرما دے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جواب دیں گے کہ میں نے ناحق ایک شخص کو مار دیا تھا میں تو اسی غم میں پریشان ہوں تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جنہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے اعزازات سے نوازا گیا لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آ کر عرض کریں گے کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کیجئے کہ وہ ہمارے حق میں کوئی فیصلہ فرما دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ

میرے لئے یہ ناممکن ہے کیونکہ مجھے اور میری والدہ کو لوگوں نے معبود بنا کر پرستش شروع کر دی۔ میں تو لوگوں کے اس عمل پہ نادم وشرمسار ہوں، ہاں البتہ مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی کے پاس مہر شدہ پونجی ہو اور اس نے وہ اپنی جیب میں محفوظ کر رکھی ہو کیا کوئی مہر توڑے بغیر اس دولت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے؟ لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ بے شک محمد رسول اللہ ﷺ ہی خاتم الانبیاء ہیں انہی کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کی بخشش فرما دی ہے۔ لوگو! انہی کے پاس چلے جاؤ۔ حضور اکرم رحمت عالمیاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لوگ میرے پاس آ کر فریاد کریں گے تو میں کہوں گا اَنَـا لَهَا ، اَنَـا لَهَـا میں ہی گنہگاروں کی شفاعت کے لئے ہوں، میں ہی تمہیں کملی میں چھپاؤں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اجازت عطا فرما دے گا کہ جسے چاہوں اسے پسند و انتخاب کر لوں، جب تک اللہ چاہے گا، حضور اکرم ﷺ انتظار فرمائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمانے کا ارادہ کرے گا تو ایک منادی ندا دے گا۔ اَیۡنَ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ؟ سرورِ عالم، محبوب کبریا ﷺ اور ان کی امت کہاں ہے؟ ہم بعثت کے اعتبار سے سب سے آخر اور قیامت کے دن حساب و کتاب میں سب سے پہلے ہوں گے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے لئے میں اور میری امت کھڑے ہوں گے دوسری امتیں ہمارے لئے راہیں کشادہ کر دیں گی۔ ہم خراماں خراماں چلیں گے وضو کے آثار سے ہمارے اعضا چمک رہے ہوں گے، ہمیں دیکھ کر میدان حشر میں لوگ کہیں گے یہ امت تو انبیاء کی جماعت معلوم ہوتی ہے۔ پھر جنت کے دروازے کی طرف آ کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، آواز آئے گی کون ہے؟ میں کہوں گا کہ میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا میں جنت میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثناء بیان کروں گا کہ مجھ سے قبل کسی نے ایسی حمد وثناء بیان نہ کی ہو گی اور نہ ہی میرے بعد کوئی ایسی حمد وثناء بیان کرے گا مجھے فرمایا جائے گا۔

ارفع راسك وقل تسمع وسل تعط واشفع تشفع

اپنا سر اٹھائیں آپ جو کہیں آپ کی شنوائی ہو گی، آپ سوال کریں آپ کو عطا فرمایا

جائے گا آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اس شخص کے لئے بھی شفاعت کروں گا جس کے دل میں جو کے ذرہ جتنا بھی ایمان ہو گا یعنی جس نے ایمان ویقین سے ایک مرتبہ بھی اس بات کی شہادت دی ہوگی کہ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَنَّ مُحَـمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو میں اس کی بھی شفاعت کروں گا۔

محشر میں جہنم کی چنگھاڑ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے وہیں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے کعب! ہمیں کوئی خوف دلانے والی باتیں سنائیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم کچھ ملائکہ تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کے لئے اس دن سے قیام کی حالت میں کھڑے ہیں جس دن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے ابھی تک ان کی کمر بھی نہیں جھکی، اور کچھ اس دن سے سجدوں میں پڑے ہیں تا حال انہوں نے سر نہیں اٹھائے۔ یہاں تک کہ جب صور پھونکا جائے گا تو سب پکار اٹھیں گے کہ اے اللہ! ہر عیب سے پاک تو ہی ہے ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کر سکے اور نہ ہی تیرے شایان شان تیرا حق بندگی ادا کر سکے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جہنم قیامت کے دن قریب کر دی جائے گی اس کی چنگھاڑ اپنے عروج پر ہوگی جب قریب ہو کر جہنم چنگھاڑے گی تو ہر نبی اور شہید گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے ہر نبی، صدیق اور شہید یہی کہیں گے الٰہ العالمین ہم تجھ سے اپنی بابت ہی سوال کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کو بھی بھول جائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ یا ربّ العالمین! میں تیرا خلیل ابراہیم ہوں۔

اے ابن خطاب! اس دن اگر تیرے پاس ستر نبیوں جتنے بھی عمل ہوئے تو تو یہی سمجھے گا کہ تیری نجات نہیں ہوگی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے خطاب کو سن کر لوگ رو رو کر غم واندوہ سے

نڈھال ہونے لگے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بدحالی کو دیکھا تو فرمانے لگے اے کعب! ہمیں خوشخبری کی باتیں سناؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تین سو تیرہ شریعتیں دنیا میں بھیجیں ہیں میدان حشر میں کوئی آدمی ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی کلمہ اخلاص کے ساتھ آئے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں داخل فرمادے گا اللہ کی قسم اگر تم رحمت الٰہی کی حقیقت کو جان لو تو تم اعمال میں سست ہو جاؤ۔ اے میرے بھائی! گناہوں سے اجتناب واحتراز اور اعمال صالحہ کے ساتھ اس دن کی تیاری کر روز حشر بڑا قریب ہے جسے تو بہت جلد دیکھ لے گا اور اپنے بے کار بیتے دنوں پر نادم و شرمسار ہوگا۔

مرتے ہی قیامت شروع

جان لو! مرتے ہی انسان پہ قیامت شروع ہو جاتی ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم قیامت قیامت کہتے ہو حالانکہ مرنے کے بعد ہی قیامت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے آپ رضی اللہ عنہ کسی آدمی کے جنازہ میں شریک ہوئے تدفین کے بعد آپ رضی اللہ عنہ قبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اس پر تو قیامت قائم ہوگئی کیونکہ انسان جب مر جاتا ہے تو اسے میدان حشر کے معاملات کا مشاہدہ کرا دیا جاتا ہے جنت، دوزخ اور ملائکہ کو وہ دیکھ لیتا ہے اس کے لئے یہ مقام بمنزلہ قیامت ہوتا ہے۔ وہ کوئی عمل کرنے پر طاقت وقدرت نہیں رکھتا۔ موت سے اعمال ختم ہو جاتے ہیں ایسے شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔

انسان کی تین حالتیں

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کی تین حالتیں ہیں۔

۱-زندگی کی حالت ۲-موت کے وقت کی حالت ۳-میدان حشر کی حالت

زندگی کی حالت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی گزار دی جائے یہی دولت حیات ہے۔

موت کی حالت ودولت سے مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت اوراشہدان لا الٰہ الا اللہ کے ترانے آلاپتی ہوئی روح قفس عنصری سے پرواز کرے۔

دولت و حالت صحیحہ میدان حشر کی حالت ہے وہ یہ کہ جب قبر سے اٹھیں تو جنت کی بشارت سنانے والا فرشتہ سرہانہ قبر پر کھڑا ہو۔

محشر کے وفد

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے مذکور ہے کہ ان کی مجلس میں قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت کی گئی۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ○ (مریم:۸۶،۸۵)

ان کے ایام زندگی کو اچھی طرح (ہم گن رہے ہیں) وہ دن جب ہم اکٹھا کریں گے پرہیز گاروں کو رحمٰن کے حضور میں (معزز و مکرم مہمان بنا کر) اور اس روز ہانک کر لائیں گے (پیاسے اور پیدل) مجرموں کو جہنم کی طرف۔

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو کل قیامت کے دن میدان حشر میں تمہیں جمع کیا جائے گا تم چاروں طرف سے فوج در فوج آؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ایک ایک کر کے کھڑے ہو گے اور تم سے حرف بحرف پوچھا جائے گا اس بارے جو تم دنیا میں کرتے رہے۔ پرہیز گار اور اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کے حضور اکٹھا کیا جائے گا اور نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف پیاسے اور پیدل ہانک کر لایا جائے گا اور وفود کی صورت میں جہنم میں دھکیل دیا جائے گا یہ سارا معاملہ اس دن ہوگا جب

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ○ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۔ (الفجر۲۱،۲۲)

یقیناً جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور جب آپ کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرشتے قطار در قطار حاضر ہوں گے۔

اوراس دن دوزخ کو ہلاکت کا گڑھا بنا کر لایا جائے گا "

قیامت کا شدید ترین دن

اے میرے بھائیو! قیامت کا دن بہت بڑی ہلاکت کا دن ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے وہ تھر تھر کانپنے کا دن ہے بڑی جلدی سے آنیوالا دن ہے۔ حسرت وندامت والا دن اور بہت بڑا دن ہے جس دن لوگ کائنات عالم کے پالنہار کے حضور کھڑے ہوں گے یہ دن سختی سے حساب وکتاب کی تفصیل لینے کا دن ہے۔ زلزلہ وگھبراہٹ کا، چیخ وپکار کا، قائم ہوکر رہنے کا، دل ہلا دینے والی کڑک کا، اور اعمال ناموں کے کھولے جانے والا دن ہے یہ دن اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو ملاحظہ کرنے کا اور نقصان والا دن ہے اس دن پلٹ کر آئیں گے لوگ گروہ در گروہ تاکہ انہیں دکھائیں ان کے اعمال اس دن جبکہ روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی منہ، اس روز کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئیگا اور اس دن کہ نہ بدلہ دے سکے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اور نہ ہی بیٹا بدلہ دے سکے گا اپنے باپ کی جانب سے کچھ بھی۔

يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا۔ (الدھر ۷)

اس دن کا شر ہر سو پھیلا ہوگا

اس روز نفع نہ دے گا ظالموں کو ان کی عذرخواہی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے لئے دوزخ کا بدترین گھر ہوگا۔

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا۔ (النحل ۱۱۱)

جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی آئے گی

يَوْمَ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۔ (الحج ۲)

جس روز تم اس (کی ہولناکیوں) کو دیکھ لوگے تو غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لخت جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرا دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو اور تجھے نظر آئیں گے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست

ہوں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قیامت کے دن مخلوق پسینے میں غرق سو سال تک یوں کھڑی رہے گی کہ گویا انہیں پسینے کی لگام دی گئی ہے۔ سو سال تک تاریکیوں میں حیرت زدہ کھڑے رہیں گے اور سو سال تک مضطرب و پریشان بے ترتیب اللہ تعالیٰ کے پاس کھڑے جھگڑیں گے، قیامت کا دن دنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہے لیکن مومن مخلص پہ پلک جھپکتے ہی گزر جائے گا۔

اے عقلمند! تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں دنیا کی مصیبتوں مشقتوں کو برداشت کرتا کہ تجھ پر روز قیامت کی مصیبتیں آسان ہو جائیں۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ۔

باب ۵

جہنم اور اہل جہنم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک ہزار سال تک جہنم کو بھڑکایا گیا تو وہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا تو سفید ہوگئی، پھر ہزار سال تک بھڑکایا گیا تو سیاہ ہوگئی یہ سیاہی شب دیجور کی طرح ہے۔

حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ ہمیشہ روتے رہتے تھے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ سے مسلسل روئے جانے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے وعدہ فرماتا کہ تمہیں گناہ کرنے کی پاداش میں حمام میں بند کر دیا جائے گا تو تب بھی مجھ پر لازم تھا کہ میرے آنسوؤں کا سلسلہ بند نہ ہوتا اب تو اس نے مجھے جہنم میں ڈالے جانے کی وعید سنائی ہے جسے تین ہزار سال تک بھڑکنے کے لئے مشتعل کئے رکھا میرے آنسو کیسے تھمیں؟

جہنم کے بچھو اور سانپ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم کے کچھ طبقات میں بختی اونٹوں کی گردن کے سے اژدھے اور کالے سیاہ خچروں کے سے بچھو ہیں جہنمی جہنم میں بھاگتے ہوئے ان سانپوں کی طرف آئیں گے تو وہ سانپ انہیں اپنے ہونٹوں میں دبوچ لیں گے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک جہنمیوں کی کھال ادھیڑ دیں گے جہنمیوں کو جہنم میں جلنے مرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جہنم میں سانپ اونٹوں کی گردنوں

کی طرح ہیں جب وہ کسی جہنمی کو ڈسیں گے تو اس کا زہر چالیس سال تک انسان کو تڑپاتا رہے گا اور جہنم کے بچھو خچروں کی طرح کے ہوں گے وہ بھی جب کسی جہنمی کو ڈسیں گے تو چالیس سال تک اس کا زہر انسان کے لئے کرب واذیت کا باعث بنا رہے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگو تمہاری دنیا کی آگ سے جہنم کی آگ ستر گنا زیادہ شدت والی ہے اور اگر دنیا کی آگ کو دو مرتبہ بحر رحمت میں غوطہ نہ دیا جاتا تو تم اس سے نفع ہی نہ اٹھا سکتے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔

جہنم کا ہلکا ترین عذاب

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جہنمیوں کے لئے ہلکا ترین عذاب ان کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہوں گے جن سے ان کا دماغ ہنڈیا کے جوش مارنے کی طرح کھولے گا ان کے کان اور داڑھیں آگ کے انگارے برسا رہیں ہوں گی پلکیں آگ کے شعلوں کا منظر پیش کریں گی۔ ان کے پیٹ کی آنتیں پاؤں سے نکلی دکھائی دیں گی وہ سمجھے گا کہ جہنمیوں میں سے شدید ترین عذاب مجھے دیا جا رہا ہے حالانکہ اسے جہنم کا ہلکا ترین عذاب دیا جا رہا ہوگا۔

جہنم کا عذاب

حضرت عمرو بن العاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ جہنمی مالک جہنم کو پکار پکار کر آوازیں دیں گے لیکن چالیس سال تک انہیں کوئی جواب نہ ملے گا چالیس سال مالک جہنم انہیں کہے گا اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ کہ تم درد والم سہنے کے لئے جہنم میں ٹھہرے رہو پھر اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ (المومنون ۱۰۷)

اے ہمارے مالک! (ایک بار) ہمیں نکال اس سے پھر اگر ہم نافرمانی کی طرف رجوع کریں تو یقیناً پھر ہم ظالم ہوں گے

لیکن انہیں دنیا میں گزاری ہوئی مدت سے دوگنی مدت تک جواب نہ ملے گا پھر جو

جواب ملے گا تو انہیں کہا جائے گا۔

اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ۔ (المومنون ۱۰۸)

پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اس میں اور مت بولو میرے ساتھ

راوی کہتے ہیں کہ قسم بخدا اس کے بعد جہنمی چیخ و پکار کے سوا ایک کلمہ بھی نہ بول سکیں گے ان کی چیخ و پکار کی آواز گدھوں کے رینکنے کی طرح ہوگی۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! کہ تمہارے لئے اس سے چھٹکارے اور اس پہ صبر کرنے کی ہمت ہے؟ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری تم پہ بڑی آسان ہے لہٰذا اطاعت و فرمانبرداری کرو مذکور ہے کہ جہنمی ایک ہزار سال تک آہ و بکا اور جزع فزع کریں گے لیکن بے سود پھر کہیں گے کہ اگر ہم دنیا میں اطاعت الٰہی پر صبر کرتے تو آج ہمارے لئے راہیں کشادہ ہو جاتیں وہ ہزار سال تک جہنم کی تکلیفوں پر صبر کریں گے لیکن ذرہ بھر بھی ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی کہیں گے۔

سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ (ابراہیم:۲۱)

یکساں ہے ہمارے لئے خواہ ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے لئے (آج) کوئی راہ فرار نہیں

پھر اللہ تعالیٰ سے شدت عذاب اور شدت پیاس کی وجہ سے بارش مانگیں گے تاکہ ان شدتوں سے کچھ سکون ملے جب گڑگڑانے کی انتہا کر دیں گے اور ہزار سال تک گڑگڑاتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھے گا کہ یہ کیا مانگتے ہیں؟ جبرائیل امین عرض کریں گے الٰہ العالمین! تو خوب جانتا ہے یہ تجھ سے بارش مانگ رہے ہیں پھر ان پہ رنگ کے بادل ظاہر ہوں گے وہ سمجھیں گے کہ بارش برسا ہی چاہتی ہے لیکن ان بادلوں سے خچروں کے سے بچھو برسیں گے وہ جب ڈسیں گے تو ایک ہزار سال تک ان سے درد کی شدت زائل نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ سے ہزار سال تک بارش مانگتے رہیں گے ان پر کالے سیاہ بادل ظاہر ہوں گے تو وہ سمجھیں گے کہ بارش آیا ہی چاہتی ہے لیکن جب ابر برسے گا تو

اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ گریں گے جب وہ ڈسیں گے تو ہزار ہزار سال تک ان کے ڈسنے کی وجہ سے اذیت اور تکلیف سے چھٹکارا نہ ملے گا۔

یہی مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ

زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (النحل:۸۸)

ہم نے بڑھا دیا اور عذاب ان کے پہلے عذاب پر اس وجہ سے کہ وہ فتنہ وفساد برپا کیا کرتے تھے

یعنی ان کے کفر اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے سزا پہ سزا دی جاتی رہے گی۔ لہٰذا جو شخص عذاب الٰہی سے نجات چاہتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر وثواب کا خواہاں ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اطاعت الٰہی میں دنیا کی مصیبتوں پر صبر کرے۔ گناہوں سے اجتناب اور دنیا کی شہوتوں سے گریزاں وترساں رہے کیونکہ جنت کو شدائد وآلام نے اور جہنم کو شہوتوں نے گھیر رکھا ہے۔ جیسا کہ حدیث طیبہ میں مذکور ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

وفی الشیب ما ینهی الحلیم عن الصبا

اذا استوقدت نیرانهٗ فی عذارهٖ

بڑھاپے کی آگ جب رخساروں میں چمک اٹھتی ہے تو بڑھاپے میں ایک فکر ہے جو اسے بچپن کی غفلتوں سے روکتا ہے۔

اری امرأ یرجو العیش غبطة

اذا اصفرّ عودٗا لزّرع بعد اخضرارهٖ

میں دیکھتا ہوں ایک شخص کو کہ وہ سرسبز وشادابی کے بعد بڑھاپے کی زردی کے آنے پہ بھی قابل رشک زندگی کی امید رکھتا ہے۔

تجنب لخدن السّوءِ واحذُر وصَالهٗ

وانْ لَمْ تطق عنهٗ محیصاً فدارهٗ

برے ساتھی سے کنارہ کش ہو جا اور اس سے میل ملاپ سے گریزاں رہ اگر اس سے چھٹکارے کی طاقت نہ ہو تو اس کی خاطر ومدارت کر

وجاور قرين الصدق واحذر مرارهٗ

تنل منهٗ صفو الودّ مالم تمارهٗ

سچے دوست کا پڑوس ڈھونڈ اور اس سے جھگڑنے سے پرہیز کر جب تک تو جھگڑے سے گریز کرے گا تو تو محبت کی صفائی اس سے پائے گا

وجاور اذا جاورت حرًّا وامرأ

كريماً كريم الجدِّ تعلو بجاره

جب تو پڑوس ڈھونڈے تو آزاد، کریم النفس اور شریف الطبع کا پڑوس ڈھونڈ جس کی ہمسائیگی تجھے بلندیوں سے آشنا کردے گی

فمن يصنع المعروف مع غير اهله

يجدهٗ وراء البحر اوفى قراره

جو نا اہل سے نیکی کرتا ہے تو اس کا صلہ سمندر کی تہہ میں یا اس کی گہرائی میں ہی پائے گا

ولله في عرض السّموات جنّة

ولكنّها محفوفة بالمكاره

اللہ تعالیٰ کی جنت کی چوڑائی آسمانوں جتنی ہے لیکن وہ مشکلات کے پردوں میں گھری ہوئی ہے

جنت مشکلات کے پردوں میں اور دوزخ شہوات کے پردوں میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ جنت کی طرف جاؤ اور جنت کی ان نعمتوں کو دیکھو جنہیں میں نے اہل جنت کے لئے تیار کیا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام جنتی نعمتوں کو دیکھ کر واپس تشریف لائے تو عرض کرنے لگے الٰہ العالمین! تیرے عزت وجلال کی قسم ان نعمتوں کی بابت جو بھی سنے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا پھر جنت کے گرد مشکلات کا احاطہ کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اب پھر جاؤ اور دیکھ کر آؤ جب جبرائیل علیہ السلام لوٹے تو عرض کرنے لگے تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب اس میں

کوئی بھی داخل نہ ہو پائے گا۔

پھر جہنم کی طرف بھیجا فرمایا کہ جاؤ اور جہنم کو دیکھ کر آؤ جو میں نے اہل جہنم کے لئے تیار کی ہے جبرائیل لوٹے تو عرض کی کہ مولا! تیری عزت کی قسم جو اسے سنے گا وہ اس میں داخل نہ ہو گا پھر جہنم کے گرداگرد شہوات کا احاطہ کر دیا گیا فرمایا دوبارہ جاؤ اور اسے جا کر دیکھو جبرائیل دیکھ کر لوٹے تو عرض کرنے لگے کہ مولا تیرے عزت وجلال کی قسم کہ اس میں داخل ہونے سے شاید ہی کوئی بچ پائے۔

حضور اکرم سرورِ دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو چاہو جہنم کے بارے ذکر کرو تم جو بھی ذکر کرو گے جہنم اس سے بھی زیادہ شدید ہوگی۔

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (الحجر:۴۳)

اور بے شک ان سب کے لئے جہنم کا وعدہ ہے۔

تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور بھاگ کھڑے ہوئے تین دن تک یہی کیفیت رہی پھر کہیں جا کر انہیں واپس لایا گیا۔

جہنم کی آتش اور جبرائیل علیہ السلام کا رنگ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ایسے وقت میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جس وقت عام طور پر حاضر نہ ہوا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کا رنگ بدلا ہوا تھا حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل کیا وجہ ہے کہ میں تمہارا رنگ بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ایسے وقت آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں کہ جس گھڑی اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دھکائے جانے کا حکم دیا ہے۔ ایسا شخص جسے یہ علم ہے کہ جہنم حق ہے۔ آتش دوزخ برحق ہے، عذاب قبر برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت بڑا ہے۔ اس کے لئے مناسب نہیں کہ اس کی آنکھیں اس وقت تک ٹھنڈی ہو جائیں جب تک عذاب جہنم سے

مامون نہ ہو جائے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جبرائیل! مجھے جہنم کے بارے کچھ بتا؟

جبرائیل عرض کرنے لگے جی حضور! اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا فرمایا تو اسے ہزار سال تک دھکایا جاتا رہا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار سال تک دھکایا گیا تو وہ سفید ہوگئی پھر ہزار سال تک دھکایا تو وہ سیاہ ہوگئی۔ اس کی سیاہی اور تاریکی ایسی ہے کہ اس کے انگارے اور شعلے نہیں بجھ پاتے اور مجھے اس ذات کی قسم کہ جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے کہ اگر سوئی کے ناکے برابر بھی جہنم کو کھول دیا جائے تو دنیا والے اس کی شدت سے جل کر راکھ ہو جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر جہنمیوں کا ایک کپڑا آسمان وزمین کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اس کی بدبو اور شدت حرارت سے دنیا والے مر جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر جہنمی زنجیروں کی کوئی کڑی جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے، کسی پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ پگھل کے ساتوں زمین تک پہنچ جائے قسم ہے اس ذات کبریا کی کہ جس نے تاج ختم نبوت آپ کے سر اقدس پہ سجایا کہ اگر کسی شخص کو مغرب میں کھڑا کر کے عذاب دیا جائے تو مشرق میں کھڑا شخص اس کے عذاب کی شدت سے جھلس جائے۔ جہنم کی تپش بڑی شدید، اس کی گہرائی بڑی ذلت آمیز، اس کے زیورات لوہے کے، اس کا مشروب کھولتا ہوا پانی اور زخموں کے خون سے ملی ہوئی پیپ اور لباس آگ کے ٹکڑے ہیں۔

جہنم کے دروازے

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ۔ (الحجر:۴۴)

جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان کا ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔

جب جبرائیل امین علیہ السلام جہنم کا ذکر کر رہے تھے دروازوں کا ذکر آیا تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جبرائیل! کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں کی طرح ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ نہیں بلکہ وہ بڑے کشادہ ہیں وہ ایک دوسرے

سے نیچے ہیں ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک کی مسافت ستر سال تک کی ہے ہر دروازہ دوسرے دروازے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ دشمنان خدا کو ہانک کران دروازوں کی طرف لایا جائے گا جب وہ ان دروازوں تک پہنچیں گے تو جہنمی طوق اور آتشی زنجیریں ان کا استقبال کریں گی وہ آتشی زنجیریں ان کے مونہوں میں ڈال کران کی پشت (دُبر) سے نکالی جائیں گی۔ بائیں ہاتھوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ کس دیا جائے گا جبکہ دائیں ہاتھ کو اس کے سینے میں سے داخل کر کے اس کے کندھوں کے درمیان کھینچا جائے گا اور پشت کی طرف سے نکلی ہوئی آتشی زنجیروں کے ساتھ جکڑ دیا جائے گا ہر آدمی کو اس کے شیطان کے ساتھ ان آتشی زنجیروں سے باندھ کر اوندھے منہ سے گھسیٹا جائے گا اور ملائکہ لوہے کے آنکس (ہتھوڑوں) سے ان کی درگت بنا رہے ہوں گے۔

كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا۔ (الحج:۲۲)

یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹ دیئے جائیں گے۔

جہنم کے دروازوں کے نام اوران میں مخصوص طبقے

حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ جہنم کے سات دروازوں میں کس طبقے کے لوگ کس کس دروازے کے تحت ہوں گے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا جہنم کے سات دروازوں کے نام یہ ہیں۔

ھاویہ، جحیم، سقر، نطی، حطمہ، سعیر

(۱) ھاویہ

سب سے نچلا دروازہ جس میں منافق اور اصحاب مائدہ اور آل فرعون میں سے جو کافر ہوئے وہ ہوں گے۔

(۲) جحیم

اس میں مشرکین ہوں گے۔

(۳)سقر

اس میں ستارہ کی پرستش کرنے والے ہوں گے۔

(۴)لظی

اس میں ابلیس لعین، اس کے پیروکار اور مجوسی ہوں گے۔

(۵)حطمہ

اس دروازے میں یہودی ہوں گے۔

(۶)سعیر

یہ دروازہ عیسائیوں کے لئے مخصوص ہے۔

رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے ہیں

جب ساتویں دروازے کا ذکر آیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضور اکرم ﷺ سے شرم وحیا کی بنا پر رک گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ جبرائیل بتاتے نہیں ساتویں دروازے میں کون ہوں گے؟ عرض کی حضور! اس میں آپ کی امت میں سے وہ کبیرہ گناہ کرنے والے جو توبہ کئے بغیر جہان فانی سے آخرت کی طرف چلے جائیں گے۔

حضور اکرم سرورِ دوعالم ﷺ نے سنا تو غش کھا کر گر پڑے جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا۔ افاقہ ہوا طبیعت بحال ہوئی تو فرمانے لگے جبرائیل میرے امتیوں کا دوزخ میں جانا میرے لئے اتنی بڑی مصیبت ہے کہ جس کے غم نے مجھے نڈھال کر دیا ہے۔ جبرائیل! کیا میری امت میں سے بھی کوئی جہنم میں داخل ہوگا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی امت میں سے وہ لوگ جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا۔ حضور ﷺ نے سنا تو امت کے غم میں رونے لگے جبرائیل نے بھی رونا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا حجرہ مبارکہ میں چلے گئے نماز کے علاوہ آپ ﷺ باہر تشریف نہ لاتے اور نہ ہی کسی سے کلام فرماتے نماز میں بھی گریہ وزاری فرماتے اللہ تعالیٰ کے حضور سراپا عجز وانکسار بنے گریہ زاری

فرماتے رہتے یہاں تک کہ اسی معمول میں دو دن بیت گئے تیسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آستانہ رسول پہ حاضر ہوئے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کی۔

السلام علیکم یا اھل بیت الرحمہ! کیا آقائے نامدار علیہ التحیۃ والثنا کے حضور حاضری ممکن ہے؟

کوئی جواب نہ ملا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک طرف ہو کر رونے لگے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے آپ رضی اللہ عنہ بھی دروازہ پر کھڑے ہو کر کہنے لگے السلام علیکم یا اھل بیت الرحمہ کیا بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی اجازت ہے؟ جب انہیں بھی جواب نہ ملا تو وہ بھی ایک طرف ہٹ کر رونے لگے۔

پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دہلیز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی دروازے پہ کھڑے ہو کر کہا: السلام علیکم یا اھل بیت الرحمہ ! کیا میرے آقا کے حضور میری رسائی ہو سکتی ہے؟ جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی رونا شروع کر دیا اور اس قدر روئے کہ روتے روتے گر پڑتے پھر اٹھتے پھر گر پڑتے اسی حالت میں آپ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر حاضر ہو کر آواز دی السلام علیک یا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تشریف فرما نہ تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نورِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لوگوں سے ملاقات فرماتے ہیں نہ ہی نماز کے سوا باہر تشریف لاتے ہیں، نہ ہی کسی سے گفتگو فرماتے ہیں اور نہ ہی کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی چادر اوڑھی اور کاشانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پہ آ گئیں دروازے پہ کھڑے ہو کر سلام کیا اور عرض کی اے رسولِ خدا! میں آپ کی لختِ جگر فاطمہ ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر سجدے میں رکھے گریہ زاری فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا فرمانے لگے میری آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ! کیا ہوا کیا تمہیں بھی روک دیا گیا ہے دروازہ کھول دو، دروازہ کھلا اندر داخل ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت دیکھی کہ آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو چکا ہے شدتِ غم اور شدتِ گریہ زاری سے چہرے کا گوشت ڈھلا جا رہا ہے۔ عرض کی حضور! آپ پہ

کون سا حکم نازل ہوا؟ فرمایا اے فاطمہ! جبرائیل میرے پاس آئے انہوں نے جہنم کے دروازوں کی بابت بتایا اور کہا کہ سب سے اوپر والے دروازے سے میری امت میں سے وہ لوگ داخل ہوں گے جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے۔ بس اسی چیز کے غم نے مجھے رلا رلا کے نڈھال کر دیا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کہ وہ کیسے داخل ہوں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہیں فرشتے جہنم کی طرف اس حالت میں لے کر جائیں گے کہ نہ تو ان کے چہرے سیاہ ہوں گے نہ ہی آنکھیں نیلی ہوں گی اور نہ ہی ان کے منہ پہ مہریں لگی ہوں گی اور نہ ہی انہیں شیطانوں کے ساتھ جکڑا گیا ہوگا اور نہ ہی آتش اور جہنمی زنجیروں کے جال انہیں پہنائے گئے ہوں گے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فرشتے انہیں کیسے ہانک کر لے جائیں گے؟ تو حضور اکرم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردوں کو داڑھیوں سے، عورتوں کو مینڈھیوں اور پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا کتنے میری امت کے بوڑھے ایسے ہوں گے جنہیں داڑھیوں سے پکڑا جائے گا اور وہ اپنی عمر رسیدگی اور ضعف عمری کی ندا دے رہے ہوں گے اور کتنے ہی نوجوان میری امت کے ایسے ہوں گے کہ جب انہیں داڑھیوں سے پکڑ کر گھسیٹا جا رہا ہوگا تو وہ اپنی جوانی خوبصورتی کی دہائی دے رہے ہوں گے اور کتنی ہی میری امت کی خواتین کہ جنہیں ان کی چٹیا سے کھینچا جا رہا ہوگا تو وہ اپنی رسوائی اور بے پردگی کا رونا رو رہی ہوں گی جب مالک جہنم کے پاس یہ پہنچیں گے تو مالک جہنم ان کی طرف دیکھ کر کہے گا کہ اے فرشتو! یہ کون لوگ ہیں؟ عجب قسم کے لوگ ہیں ایسے بدنصیب تو کبھی ہمارے پاس نہیں آئے یہ کون ہیں نہ تو ان کے چہرے سیاہ ہیں، نہ ان کی آنکھیں نیلی نہ ان کے مونہوں پہ مہریں ہیں، نہ ہی شیطانوں کے ساتھ جکڑے ہوئے ہیں اور نہ ہی ان کی گردنوں میں آتشی طوق ہیں فرشتے کہیں گے کہ ہمیں یوں ہی حکم ملا تھا لہٰذا ہم انہیں لے کر آ گئے مالک دوزخ انہیں کہے گا اے گروہ بدبخت تم کون ہو؟

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب فرشتے انہیں جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو وہ پکار پکار کر کہیں گے ''وا محمداہ'' لیکن مالک جہنم کو دیکھیں گے تو اس کی مصیبت سے حضور اکرم ﷺ کے نام کو بھول جائیں گے مالک جہنم پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم ان میں سے ہیں جن پر قرآن نازل ہوا، ہم ان میں سے ہیں جو رمضان المبارک کے روزے رکھا کرتے تھے مالک جہنم کہے گا کہ قرآن پاک تو امت محمد ﷺ پہ نازل ہوا جب وہ نام محمد سنیں گے تو چیخ اٹھیں گے کہیں گے کہ ہم ہی امت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں مالک جہنم کہے گا کہ کیا قرآن پاک میں تمہارے لئے گناہوں پہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پہ زجر و توبیخ نہ تھی؟ جب وہ جہنم کے کناروں پہ کھڑے ہو کر جہنم اور جہنم کے داروغوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے مالک جہنم ہمیں اجازت دے ہم اپنے آپ پہ خوب جی بھر کے رولیں؟ وہ اجازت دے گا تو یہ اس قدر روئیں گے کہ آنکھوں کے آنسو خشک ہو جائیں گے پھر خون کے آنسو رونا شروع کریں گے مالک جہنم ان کی گریہ زاری کو دیکھ کر کہے گا کیا ہی اچھا ہوتا اگر ایسے ہی دنیا میں رولیتے۔ اگر خشیت الٰہی سے یوں دنیا میں رویا ہوتا تو آج تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوتی مالک جہنم جہنمی داروغوں سے کہے گا کہ انہیں جہنم میں پھینک دو جب جہنم میں انہیں پھینکا جائے گا تو سب بیک زبان پکار اٹھیں گے لا الٰہ الا اللہ کلمہ طیبہ کے ورد کو سنتے ہی آگ واپس لوٹ جائے گی۔ مالک جہنم کہے گا اے آتش دوزخ انہیں پکڑ لے آگ کہے گی کہ میں کیسے پکڑوں یہ تو لا الٰہ الا اللہ کا ورد کر رہے ہیں۔ مالک جہنم پھر کہے گا کہ انہیں پکڑ لے آگ پھر کہے گی کہ میں کیسے پکڑوں یہ تو لا الٰہ الا اللہ پکار رہے ہیں۔ مالک کہے گا ہاں عرش علیٰ کے رب نے ایسے ہی حکم دیا ہے لہٰذا تو انہیں پکڑ لے پھر آتش جہنم کسی کے پاؤں تک کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو ازار باندھنے کی جگہ تک اور کسی کو گردن تک اپنی گرفت میں لے گی۔ جب آگ چہروں کی طرف بلند ہوگی تو مالک جہنم کہے گا کہ ان کے چہروں کو نہ جلانا کیونکہ ان جنیوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریزی کے لئے دنیا میں زمین پہ رکھا کرتے تھے۔ ان کے دلوں کو بھی نہ جلانا کیونکہ رمضان المبارک کے مہینے میں ان دلوں کو پیاسا رکھتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ جہنم میں رہیں گے اور یا ارحم الراحمین یا منان، یا حنان پکارتے رہیں گے۔

تیری رحمت نے جہنم میں رہنا گوارا نہ کیا

جب حضور اکرم ﷺ کے نافرمان امتیوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا اور وہ یا ارحم الراحمین یا حنان، یا منان پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم جاری فرمائے گا کہ امت محمدیہ علیہ السلام میں سے نافرمانوں نے کیا کیا تھا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ الہٰ العالمین! تو انہیں بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبرائیل جاؤ اور ان کی حالت دیکھو جبرائیل مالک جہنم کی طرف جائیں گے مالک جہنم جہنم کے وسط میں آگ کے ممبر پہ بیٹھا ہوگا جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھتے ہی مالک جہنم تعظیماً کھڑا ہو جائے گا اور عرض کرے گا آپ یہاں کیسے؟ حضرت جبرائیل ارشاد فرمائیں گے کہ امت محمد مصطفیٰ ﷺ کے گناہگاروں کا کیا حال ہے؟ مالک جہنم عرض کرے گا کہ بڑی بری حالت میں ہیں۔ بڑی تنگ جگہ میں ہیں ان کے جسم آگ سے جھلس چکے ہیں آگ نے ان کے گوشت کھا لئے ہیں صرف ان کے چہرے اور دل نور ایمان سے چمک رہے ہیں۔ جبرائیل امین علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ جہنم کے ڈھکن کو ہٹاؤ تاکہ میں بچشم خود امت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ سکوں۔ مالک جہنم خازن جہنم کو ڈھکن اٹھانے کا حکم دے گا جہنم میں موجود لوگ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بڑی خوبصورت شکل وصورت میں دیکھیں گے تو بخوبی سمجھ جائیں گے کہ یہ عذاب کا فرشتہ نہیں ہے کہیں گے کہ یہ کون ہے۔ اس جیسا حسین و جمیل ہم نے کسی کو نہ دیکھا؟ مالک جہنم کہے گا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور بڑی عزت وتکریم والے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پہ وحی لے کر آتے تھے۔ جب امت مصطفیٰ ﷺ اپنے محبوب مکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کو سنیں گے تو بیک زبان پکار اٹھیں گے اے جبرائیل ہمارے آقا علیہ السلام کے حضور ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ ہماری نافرمانیوں نے آپ کے اور ہمارے درمیان فرقت ڈال دی ہے اے جبرائیل ہمارے آقا کو ہماری بدحالی کی خبر دینا۔

جبرائیل علیہ السلام امت مصطفیٰ ﷺ کے حالات دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جبرائیل خبر دو امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو تم نے کس

حالت میں دیکھا عرض کریں گے یا اللہ، ان کی حالت بڑی بری ہے بڑی تنگ جگہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا انہوں نے تجھ سے کوئی سوال نہیں کیا؟ جبرائیل عرض کریں گے الٰہ العالمین انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا اسلام ہمارے آقا کے حضور عرض کردینا اور انہیں ہماری بدحالی کی خبر دے دینا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تو پھر جاؤ اور رحمت اللعالمین کو جا کر خبر دو۔

شانِ محبوبی کا اظہار

حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے حضور حاضر ہوں گے حضور ﷺ سفید موتیوں سے جڑے خیمے میں تشریف فرما ہوں گے اس خیمے کے چار ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازے کے دونوں کواڑ سونے کے ہوں گے جبرائیل امین علیہ السلام عرض کریں گے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی امت میں سے ان گناہ گاروں کو دیکھ کر آرہا ہوں جو اپنی نافرمانیوں کے باعث عذاب جہنم میں پڑے ہیں وہ آپ کی خدمت میں سلام پیش کررہے اور کہہ رہے تھے کہ ہماری بدحالی اور ہماری تنگی مکان کی خبر ہمارے آقا کو دے دینا حضور ﷺ عرش کے نیچے آکر سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثنا بیان کریں گے جو آپ ﷺ سے قبل کسی نے نہ بیان کی ہوگی۔

اب تو سجدے سے سر کو اٹھالو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اِرْفَعْ رَأْسَكَ وسَلْ تُعْطَ واشْفَعْ تُشَفَّعْ۔

اے حبیب! اپنا سر اٹھایئے آپ سوال کرتے جائیں میں عطا کرتا جاتا ہوں آپ شفاعت کرتے جایئے اور میں بخششوں کے پروانے جاری کرتا جاتا ہوں حضور اکرم ﷺ عرض کریں گے یا الٰہ العالمین میری امت کے کچھ بدنصیب وہ بھی ہیں جن کے بارے تو نے جہنم میں جانے کا حکم جاری فرمادیا ہے اور وہ عذاب جہنم کی گرفت میں ہیں ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرمالے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرے محبوب ان کے حق میں بھی میں تیری شفاعت قبول کرتا ہوں آپ تشریف لے جائیں اور جس نے بھی صدق دل سے لاالٰہ الا اللہ کہا ہے اسے جہنم سے نکال لیجئے۔ حضور ﷺ تشریف لے جائیں گے مالک جہنم دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہوجائے گا حضور ﷺ پوچھیں گے اے مالک! میری امت کے

بدنصیب لوگوں کا کیا حال ہے؟ وہ عرض کرے گا یا رحمۃ اللعالمین! وہ بڑی تنگ جگہ میں بڑی بری حالت میں مبتلا ہیں۔ حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے دروازہ کھول دو، جہنم کے ڈھکن کو اٹھادو جہنمی رحمت عالمیاں ﷺ کو دیکھیں گے تو سب بیک زبان پکار پکار کر عرض کریں گے حضور ہمارے جسم جہنم نے جھلسا دیئے، ہمارے جگر کوئلے ہوگئے۔

قربان میں ان کی بخشش پہ

حضور اکرم ﷺ اپنی امت کو جہنم سے نکال کر جب کہ وہ جل کر کباب بن چکے ہوں گے جنت کے دروازے پہ ایک نہر پہ لے کر جائیں گے (جسے نہر الحیوان کہا جاتا ہے) وہیں وہ غسل کریں گے تو سرمگین آنکھوں والے، چاند کی طرح دمکتے چہرے والے خوبصورت نوجوان بن کر اسی نہر سے نکلیں گے ان کی جبینوں پہ لکھا ہوگا "الجهنميون عتقاء الرحمٰن من النار" یہ وہ خوش قسمت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے وہ لوگ حضور ﷺ کی شفاعت کے صدقے سے جنت میں داخل ہو جائیں گے اہل جہنم انہیں دوزخ سے نکلتا دیکھ کر آرزو کریں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے آج ہمیں بھی آگ سے چھٹکارا نصیب ہو جاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (الحجر: ۲)

وہ بھی وقت ہوگا کہ کافر اپنے مسلمان ہونے کی آرزو کریں گے۔

موت کو بھی موت

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ موت کو نیلگوں رنگ کے دنبے کی شکل میں پیش کیا جائے گا اہل جنت سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم موت کو پہچانتے ہو؟ وہ اس دنبے کی شکل میں موت کو دیکھ کر پہچان جائیں گے پھر اہل جہنم سے کہا جائے گا کہ کیا تم موت کو پہچانتے ہو؟ وہ بھی دیکھ کر پہچان جائیں گے پھر دنبے کی شکل میں موت کو جنت و دوزخ کے درمیان ایک مقام پہ ذبح کر دیا جائے گا پھر حکم ہوگا اے جنتیو! بغیر موت کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہو اور اے جہنمیو! تم بھی بلا موت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں پڑے

رہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ۔ (مریم:۳۹)

تو انہیں اس رنج وافسوس کے دن کا ڈر سنا دیجئے جبکہ کام انجام کو پہنچا دیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی فاسق وفاجر کو کسی نعمت پہ تکبر نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس کے تعاقب میں ایک تیزی سے بھاگنے والا طالب لگا ہوا ہے اور وہ جہنم ہے جب کبھی وہ ٹھنڈی پڑتی ہے تو ہم پھر اس کی تپش میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى اَعْلَمُ

باب ۶

جنت اور اہلِ جنت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جنت کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی سے۔ ہم نے عرض کی کہ ہمیں کچھ تفصیل ارشاد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ جنت کا گارا کستوری کا اور مٹی زعفران کی ہے جنت کے سنگریزے یاقوت اور موتیوں کے ہیں جو جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ نعمتوں سے مالا مال رہے گا کبھی ناامید نہ ہوگا نہ اسے موت آئیگی نہ اس کے کپڑے بوسیدہ و میلے ہوں گے اور نہ ہی جوانی اس کی ڈھلے گی۔ پھر آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعا کبھی مسترد نہیں ہوتی۔

۱۔ انصاف پسند بادشاہ

۲۔ روزہ دار جب وہ روزہ افطار کرتے وقت دعا کرے

۳۔ مظلوم کی دعا

جب ان کی دعا بادلوں کے اوپر جاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دیکھ کر ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا چاہے کچھ عرصہ بعد ہی کیوں نہ کروں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کے ایک درخت کے سائے تلے ایک سوار سو سال تک بھی چلتا رہے تب بھی جنتی درخت کا سایہ ختم نہیں ہوتا۔ اگر چاہو تو قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ پڑھ کے دیکھ لو۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔

وہ ایسا سایہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے اس کا ذکر سنا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال کھٹکا چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ (السجدہ:۱۷)

کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے

جنت میں ایک کوڑے کی جگہ بھی دنیا و مافیہا سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ۔ (آل عمران:۱۸۵)

پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا بیشک وہ کامیاب ہو گیا۔

جنتی حوریں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت الفردوس میں ایک ''لعبہ'' نامی حور ہے جسے چار چیزیں کستوری، عنبر، کافور اور زعفران سے پیدا کیا گیا ہے اس کا خمیر ''ماء الحیوان'' سے گوندا گیا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے اسے ارشاد فرمایا کہ ''کُوْنِیْ'' معرض وجود میں آ جا بحکم الٰہی وہ معرض وجود میں آ گئی ساری حوریں اس حور پہ فریفتہ ہیں اگر وہ حور ایک مرتبہ سمندر میں اپنا لعاب ڈال دے تو سمندر کا پانی اس کے لعاب سے میٹھا ہو جائے اس کے سینہ کے بالائی حصہ پہ لکھا ہوا ہے

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مِثْلِيْ فَلْيَعْمَلْ بِطَاعَةِ رَبِّيْ۔

جو میرے جیسی حور کو پسند کرتا ہو اسے چاہیے کہ وہ میرے ربّ کی اطاعت و فرمانبرداری بجا لائے

جنتی زمین

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین چاندی کی ہے، اس کی مٹی کستوری کی ہے، جنتی درخت کی جڑیں چاندی کی ہیں اور شاخیں زبرجد اور موتیوں کی ہیں اس درخت

کے پتے اور پھل اس کے نیچے ہیں جو کوئی کھڑا ہو کر، بیٹھ کر، پہلو کے بل لیٹ کر جس طرح بھی کھائے اسے لینے والے کو کوئی تکلف نہ ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ ذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُهَا تَذۡلِيۡلًا۔ (الدھر:۱۴)

یعنی جنتی پھل اتنے قریب ہوں گے کہ کھڑا بیٹھا ہر شخص اسے آسانی سے حاصل کر لے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ پہ کتاب مبین نازل فرمائی جنتی لوگوں کا حسن و جمال مسلسل یوں بڑھتا رہے گا جس طرح دنیا میں بڑھاپا بڑھتا ہے۔

دیدار الٰہی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی جہنم میں، تو ایک منادی اہل جنت کو ندا دے کر کہے گا کہ اے جنتیوں! اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا تھا وہ چاہتا ہے کہ اسے پورا کر دیا جائے جنتی کہیں گے کہ وہ کیا وعدہ ہے؟ کیا اس نے ہمارے میزان عمل کو وزنی نہ کیا؟ کیا اس نے ہمارے چہرے منور نہ فرمائے؟ کیا اس نے ہمیں جہنم سے نہ نکالا؟

پھر حجاب اٹھا دیا جائے گا جنتی ذات کبریا کے دیدار کے جلووں کے مزے لوٹیں گے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اہل جنت کو عطا کی جانیوالی نعمتوں میں سے دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی نعمت زیادہ محبوب نہ ہوگی۔

چمکدار آئینہ اور دیدار الٰہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے ایک چمکتا ہوا سفید رنگ کا آئینہ ان کے پاس تھا جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ آئینہ کیسا ہے؟ جبرائیل امین علیہ السلام عرض کرنے لگے یہ آئینہ یوم جمعہ ہے اور اس میں سیاہ نکتہ جمعۃ

المبارک کی مخصوص ساعت ہے اسی کے ساتھ اللہ جل شانہٗ نے آپ کو اور آپ کی امت کو دوسروں پہ فضیلت دی ہے۔ یہود ونصاریٰ آپ سے پیچھے ہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں مومن بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی بھلائی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہوئے اسے اس بھلائی سے بہرہ ور فرما دیتا ہے اور اگر کسی شے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پناہ عطا فرماتا ہے۔

جبرائیل امین علیہ السلام عرض کرنے لگے ہمارے ہاں اسے ''یوم المزید'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ''یوم المزید'' سے کیا مراد ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس میں ایک وادی بنا رکھی ہے جس میں کستوری کا ٹیلہ ہے جمعۃ المبارک کو انبیاء کرام کے تشریف فرما ہونے کے لئے اس پر نور کے ممبر بچھائے جاتے ہیں۔ یاقوت و زبرجد سے جڑے سونے کے ممبر صدیق، شہداء اور صالحین کے لئے بچھائے جاتے ہیں۔ اہل عرف بھی اس ٹیلے پہ ان کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں سب جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے سَلُوْنِیْ ؟ مجھ سے کچھ طلب کرو۔ وہ عرض کرتے ہیں یا ربّ العالمین! ہم تجھ سے تیری رضا کے خواہاں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم سے راضی ہوں میرا گھر تمہارے لئے اور میرے ہاں عزتیں بھی تم نے اسی کی بدولت پالی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کا ظہور ہوگا جنہیں وہ جی بھر کے دیکھیں گے لہٰذا اہل جنت کو یوم الجمعہ سے بڑھ کر کوئی دن بھی زیادہ محبوب نہیں ہے کیونکہ یہ دن عزت و کرامت میں اضافے کا دن ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے محبوب بندوں کو جنتی طعام کھلاؤ فرشتے قسم قسم کی ڈشیں اور رنگارنگ طعام لے کر حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے جنتی طعام کے ہر لقمے میں دوسرے سے جداگانہ اور منفرد قسم کا ذائقہ پاتے ہیں جب کھانا کھا چکیں پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ان کو جنتی مشروب پلاؤ جنتی مشروب میں بھی ہر گھونٹ میں منفرد ذائقہ ہوتا ہے طعام و مشروب سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں ارشاد فرماتا ہے کہ میں تمہارا ربّ ہوں میں نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا

اب تم جو مجھ سے مانگتے ہو مانگو۔ میں تمہارے ہر سوال کو پورا کروں گا وہ عرض کریں گے کہ الٰہ العالمین ہم تجھ سے تیری رضا چاہتے ہیں دو یا تین مرتبہ یہی جواب دیں گے پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں تم سے راضی ہوں اور میرے پاس اس سے زیادہ نعمتیں ہیں آج میں تمہیں ان سے بھی بڑی عزت و کرامت سے سرفراز کروں گا پھر حجاب اٹھا دیا جاتا ہے محبوبان بارگاہ الٰہ مشیت الہیہ کے مطابق دیدار الٰہی کے مزے لوٹتے ہیں حجاب اٹھتے ہی وہ سربسجود ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں پھر ارشاد الٰہی ہوتا ہے کہ یہ عبادت کی جگہ نہیں ہے لہٰذا اپنے سروں کو اٹھا لو اس نعمت عظیمہ کے سامنے وہ ہر نعمت کو بھول جائیں گے دیدار الٰہی انہیں ساری نعمتوں سے بڑھ کر محبوب ہوگا پھر لوٹیں گے تو عرش کے نیچے سے کستوری کے ٹیلے پہ ایسی معنبر و معطر ہوا چلے گی جو ان کے سروں اور ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں کو چھوتی جائے گی ان کی بیویاں انہیں پہلے سے کہیں زیادہ حسن و جمال کا پیکر پائیں گی تو کہہ اٹھیں گی کہ تم کتنا حسن و جمال لے کے لوٹے ہو۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یرفع الحجاب'' حجاب اٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پردہ اٹھا دیا جائے گا جو نظر کو دیدار الٰہی تک رسائی پہ روکے ہوئے تھا بعض کے نزدیک تو دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس جلوہ کرامت کو دیکھیں گے جو انہوں نے پہلے نہ دیکھا ہوگا لیکن اکثر صاحبان علم نے اس کے ظاہری معنیٰ ہی مراد لئے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب اور بے کیف دیکھیں گے جس طرح کہ دنیا میں اسے پہچانتے ہیں۔

جنتی جوان اور ان کی چمک دمک

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل جنت خواہ مرد ہو یا عورت تینتیس برس کے نوجوان ہوں گے ان کی قد و قامت حضرت آدم علیہ السلام کے قد پہ ساٹھ ہاتھ ہوگی بے ریش، سرگین آنکھوں والے اور جسم بالوں سے صاف ہوگا ستر حلے پہنے ہوئے اور ہر حلہ ہر گھڑی ستر رنگ بدلے گا اپنی بیویوں کے چہروں میں انہیں اپنے چہرے نظر آئیں گے ان کے سینے اور پنڈلیاں بھی آئینوں کی طرح چمکتی ہوں گی اور ان کی بیویاں ان کے چہروں

میں اپنے چہرے دیکھیں گی اور سینے اور پنڈلیاں بھی بمثل آئینہ ہی ہوں گی نہ وہ تھوکیں گے اور نہ ہی کھنکاریں گے ہر قسم کی غلاظت کوسوں دور ہوگی بلکہ غلاظت کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر ایک جنتی حور اپنی ہتھیلی آسمان سے ظاہر کر دے تو آسمان وزمین کے درمیان کی فضا اس کی ہتھیلی کی چمک سے روشن ہو جائے۔

جنتی آدمی کی طاقت اور جنت کی نفاست

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اس نے عرض کی اے ابوالقاسم! کیا جنتی لوگ کھائیں، پئیں گے بھی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ہاں جنتی کھانا بھی کھائیں گے مشروب بھی نوش کریں گے ہر جنتی شخص کو کھانے، پینے اور جماع کے حوالے سے سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی۔

اس شخص نے عرض کی کہ جو کھانا کھائے یا مشروب پئے اسے رفع حاجت کی بھی ضرورت ہوتی ہے جبکہ جنت تو پاکیزہ ہے وہاں غلاظت کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جنتی کی حاجت پسینے کے ذریعے ہوگی اور جنتی کا پسینہ کستوری کی خوشبو جیسا ہوگا۔

شجر طوبیٰ

حضرت معتب بن سمی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ۔

طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جنت میں کوئی مکان ایسا نہیں ہے جس پہ اس کا سایہ نہ ہو۔ اس کی ہر شاخ رنگا رنگ پھلوں سے بھری ہوئی ہے ان پہ بختی اونٹوں جیسے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں جب کسی جنتی کو کسی پرندے کو کھانے کی خواہش پیدا ہوگی تو وہ اس کو بلائے گا پرندہ اس کے دستر خوان پہ آ موجود ہوگا جنتی آدمی اس پرندے کے ایک حصہ سے خشک کیا ہوا گوشت اور دوسری جانب سے بھنا ہوا گوشت کھائیگا پھر پرندہ واپس جا کر وہیں

بیٹھ جائے گا۔

جنتی حسن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں کے رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پھر ان کے بعد داخل ہونے والا گروہ آسمان میں چمکنے والے ستاروں سے بھی زیادہ دمکتا ہوگا پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ نہ تو وہ جنت میں بول و براز کریں گے اور نہ ہی تھوک و کھنکار، ان کی کنگیاں سونے کی اور چوٹیاں عود کی ہوں گی ان کا پسینہ کستوری کا اور ان کے اخلاق ایک ہی انسان کے اخلاق کے سے ہوں گے درازی قد میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتی نوجوان بے ریش ہوں گے، سر، ابروؤں اور آنکھوں کی پلکوں کے سوا کہیں بالوں کا نام ونشان نہ ہوگا۔ یعنی نہ تو زیر ناف بال ہوں گے اور نہ ہی بغلوں میں، قد حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی عمر کے مطابق جنتی نوجوانوں کی عمر تینتیس سال ہوگی، رنگ سفید، کپڑے سبز ہوں گے کسی ایک جنتی کے سامنے جب دسترخوان بچھایا جائے گا ایک پرندہ آکر کہے گا اے اللہ کے ولی میں نے چشمہ سلسبیل سے پانی پیا ہے، عرش کے نیچے جنتی باغوں سے غذا حاصل کی ہے جنتی پھلوں کو کھایا ہے میرے دونوں پہلوؤں میں دو مزے ہیں ایک جانب کا مزا پکا ہوا کھانا جبکہ دوسری جانب بھنا ہوا گوشت ہے جہاں سے چاہو تناول فرماؤ اللہ تعالیٰ کے ولی پہ ستر جنتی جلے (پوشاکیں) ہوں گے ہر حلہ ہر دوسرے رنگ کا ہوگا۔

جنتی کی انگوٹھیوں پہ دس کندہ آیات

جنتی شخص کی انگلیوں میں دس انگوٹھیاں ہوں گی ہر انگوٹھی پہ جداگانہ آیت طیبہ کندہ ہو گی۔

۱۔ پہلی انگوٹھی پہ یہ تحریر کندہ ہوگی۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ۔(الرعد۲۴)

۲-دوسری انگوٹھی پہ یہ تحریر ہوگی۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْنَ۔

۳-تیسری انگوٹھی پر یوں رقم ہوگا۔

وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔(الزخرف۷۲)

۴-چوتھی انگوٹھی پہ یہ تحریر ہوگا۔

رُفِعَتْ عَنْكُمُ الْاحزانُ والْهمومُ۔

تم سے ہر فکر و تکلیف اٹھادی گئی ہے۔

۵-پانچویں انگوٹھی پہ یہ درج ہوگا۔

اَلْبَسْنَا كُمُ الحلی والحلل۔

ہم نے زیورات اور پوشاک سے تمہیں آراستہ و پیراستہ کردیا ہے۔

۶-چھٹی انگوٹھی پر یوں رقم ہوگا

زَوَّجْنَاكُم حورَ الْعينِ۔

حور العین کو تمہارے عقد میں دیدیا ہے

۷-ساتویں انگوٹھی پر یہ آیت لکھی ہوگی

فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ و تَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔(الزخرف۷۱)

۸-آٹھویں انگوٹھی پر یوں رقم ہوگا۔

وَافَقْتُمُ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ۔

تم انبیاء و صدیقین کی صحبتوں سے فیض یاب ہوگئے ہو

۹-نویں انگوٹھی پہ درج ہوگا۔

صِرْتُمْ شَبَابًا لَا تَهْرَمُوْنَ۔بڑھاپے سے چھٹکارا حاصل کرکے ہمیشہ کیلئے نوجوان ہو گئے ہو

۱۰-دسویں پر یوں عبارت کندہ ہوگی

سَکَنْتُمْ فِی جِوَارٍ مَنْ لَا یُؤْذِی الْجِیرَانَ۔

تمہیں اس ہستی کا قرب و جوار نصیب ہوا جو ہمسائیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتا

اخروی عزتوں کیلئے ضروری چیزیں

جو شخص متمنی ہو کہ سطور بالا میں بیان کردہ عزت و کرامات سے بہرہ ور ہو سکے اس کے لئے لازم ہے کہ پانچ چیزوں کو وظیفہ زندگی بنا لے۔

۱- خود کو ہر قسم کی معصیت و نافرمانی سے روکے رکھے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى۔

۲- دنیاوی کلفتوں اور مشقتوں پہ راضی رہے کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے

اَنَّ ثَمَنَ الجنَّةِ تَرْكُ الدّنیا۔

جنت کی قیمت دنیا کو ترک کر دینا ہے۔

۳- اطاعت و فرمانبرداری کا حریص رہے ہر قسم کی اطاعت و فرمانبرداری سے تعلق رکھے نہ جانے کون سی اطاعت بخشش و مغفرت اور وجوب جنت کا سبب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (الزخرف ۷۲)

دوسرے مقام پہ ارشاد ہے

جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (السجدہ ۱۷)

۴- صالحین اور نیک لوگوں سے محبت کرے ان کی صحبت اختیار کرے ان سے میل جول رکھے کیونکہ جب کسی صالح کی مغفرت و بخشش ہو جائے گی تو وہ اپنے بھائیوں اور ہم نشینوں کے لئے بھی بارگاہ الٰہیہ سے بخشش مانگے گا جیسا کہ رحمت عالمیاں ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

اکثر و الاخوان فان لکل اخ شفاعةٌ یوم القیامة۔

اخوت و بھائی چارہ میں اضافہ کرو کیونکہ ہر بھائی کے لئے روز قیامت سفارش ہوگی۔

۵- کثرت سے دعا مانگتا رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دخول جنت اور خاتمہ بالخیر کی التجا کرتا رہے۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ ثواب وجزاء کے سامنے ہوتے ہوئے دنیا کی طرف میلان و رغبت رکھنا جہالت ونادانی ہے اور اعمال کے نتیجے میں ثواب کی معرفت کے بعد پھر اعمال کی خاطر جدوجہد ترک کر دینا خود کو بے ہمت کر دینا ہے۔

جنت مشکلوں کے سائے تلے

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنت مقام راحت وسکون ہے لیکن یہ مقام اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو دنیاوی راحتوں کو ٹھکرا دے اور بلاشک جنت غنا سے مالا مال ہے لیکن اس تونگری کو وہی پاتا ہے جو دنیا کی زائد از ضرورت چیزوں سے کنارہ کش ہو جائے اور دنیا کی تنگیوں پر اقتصار کرے۔

کسی زاہد کے بارے مذکور ہے کہ وہ بغیر چپاتی کے ساگ اور نمک تناول فرماتے تھے کسی آدمی نے پوچھا کہ آپ نے اس کھانے پہ ہی اقتصار کر رکھا ہے؟ فرمانے لگے میں نے دنیا جنت کے لئے اختیار کر رکھی ہے جبکہ تم نے دنیا' کوڑا خانے اور بیت الخلاء کے لئے بنائی ہے یعنی تم حلال وپاکیزہ کھا کر رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء تک جاتے ہو اور میں اس حد تک کھاتا ہوں کہ بندگی ٔ الٰہی بجالاؤں تاکہ جنت تک میری رسائی ہو جائے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حمام میں داخل ہونا چاہا تو حمام والے نے روکتے ہوئے کہا کہ بغیر روپوں کے تم داخل نہیں ہو سکتے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ رو دیئے عرض کرنے لگے اے مولا کریم! شیطان کے گھر میں بھی بلاقیمت داخل ہونا ممکن نہیں انبیاء و صدیقین کے گھر جنت میں مفت داخلہ کس طرح ہو سکے گا؟

انبیائے کرام علیہم السلام پہ اللہ تعالیٰ نے جو کتب اور صحائف نازل فرمائے ان میں سے بعض میں یہ مذکور ہے کہ اے ابن آدم! تو مہنگے داموں جہنم تو خرید رہا ہے لیکن سستے داموں جنت کا سودا نہیں کر رہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک فاسق وفاجر جب فاسقوں کی دعوت کرتا ہے تو بسا اوقات سینکڑوں درہم خرچ کر ڈالتا ہے۔ سینکڑوں روپے خرچ کر کے فاسقوں پہ اڑا

کے مہنگے داموں جہنم کا سودا کر لیا لیکن جب راہ خدا میں ایک یا دو درہم خرچ کر کے کسی محتاج کی ضیافت کرنا پڑ جائے تو یہ اس کی طبیعت پہ گراں گزرتا ہے۔ حالانکہ کسی محتاج پہ خرچ کرنا جنت کا سودا ہے۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اگر دنیا کی محبوب چیزوں کو ترک کر دینے سے کسی کا جنت میں داخلہ ممکن ہے تو جنت میں داخل ہونے کے لئے یہ بڑا آسان ہے اور اگر دنیاوی غیر مرغوب چیزوں کو اختیار کر لینے سے جہنم سے چھٹکارا ممکن ہو تو یہ بھی بڑا آسان ہے کیا کہنے اس کے جو دنیاوی مرغوب و پسندیدہ چیزوں کے ہزارو ے حصہ کو ترک کر کے جنت میں داخل ہو جائے اور ناپسندیدہ و غیر مرغوب چیزوں کے ہزارویں حصہ کو اختیار کر کے جہنم سے چھٹکارا حاصل کر لے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کو لات مارنا بڑا مشکل ہے لیکن جنت کو چھوڑنا اس سے بھی کہیں زیادہ مشکل کیونکہ جنت کی قیمت دنیا سے کنارہ کشی ہے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے اس کے لئے جنت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّة۔ الٰہ العالمین جنت مانگنے والے کو جنت میں داخل فرما دے

اور جو کوئی جہنم سے نجات کا تین مرتبہ سوال کرتا ہے تو جہنم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہے

اَللّٰھُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّار۔ یا اللہ اسے جہنم سے بچا لے

ہم بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جہنم سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سوال کرتے ہیں اگر جنت میں بھائیوں کی ملاقات اور ان سے میل ملاپ کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا، تب بھی جنت خوشگوار اور طیب تھی اور جب جنت میں قسما قسم کی نعمتیں ہیں تو خوشگواری کا کیا عالم ہوگا؟

جنتی مارکیٹوں میں جنتیوں کی گفتگو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کے بازاروں میں خرید و فروخت تو نہ ہوگی البتہ حلقے بنا کر آپس میں گفتگو کریں گے کہ دنیا

کیسی تھی؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے کیسے مزے تھے، اہل دنیا کے فقراء اور اغنیا کیسے تھے، موت کیسی تھی اور کتنی طویل آزمائشوں کے بعد ہمیں جنت تک رسائی حاصل ہوئی۔

پل صراط سے گزرنے والا آخری جنتی آدمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگ اکٹھے ہو کر پل صراط پہ آئیں گے جہنم کے اردگرد کھڑے اپنے اعمال کے مطابق پل صراط سے گزریں گے کچھ تو بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے کچھ ہوا کی طرح، کچھ پرندوں کی پرواز کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑوں اور کچھ تیز اونٹوں کی طرح اور کچھ انسانوں کے دوڑنے کی طرح پل صراط کو عبور کریں گے حتیٰ کہ آخری شخص اپنے دونوں قدموں کے انگوٹھوں کی جگہ پر سے گزرے گا پھر اس شخص کے گزرنے کے ساتھ ہی پل صراط لڑکھڑائے گا پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز اور پھسلنے کی جگہ پر ہوگا اس پر سوئی کی مانند کانٹے دار درخت کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے۔ لوہے کی کنڈیاں لئے فرشتے کناروں پہ کھڑے لوگوں کو ان کنڈیوں سے کھینچ رہے ہوں گے کچھ تو صحیح وسلامت پل صراط کو عبور کر جائیں گے کچھ زخمی ہو کر نجات پالیں گے اور کچھ زخموں کی خراش سے چور چور جہنم رسید ہو جائیں گے فرشتے کھڑے پکار رہیں ہوں گے۔ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ یا الٰہ العالمین سلامتی کے ساتھ انہیں گزار دے جب آخری جنتی آدمی پل صراط عبور کر کے جنت تک پہنچے گا تو اس کے لئے باب جنت کو کھول دیا جائے گا لیکن جنت میں کہیں بھی اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا مولا کریم مجھے یہیں ٹھکانہ دے دے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ممکن ہے اگر میں تجھے یہیں ٹھکانہ دے دوں تو تو اور مطالبہ کرنا شروع کر دے گا وہ عرض کرے گا میرے مولا تیرے عزت وجلال کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ اسے وہیں جگہ عطا کر کے جنت کے ایک اور مقام سے پردہ اٹھا دیا جائے گا وہ شخص جنت کے اس مقام کو دیکھ کر اپنے ٹھکانہ جنت کو حقیر جانے گا۔ اس مقام کو دیکھ کر بندہ عرض کرے گا یا الٰہ العالمین مجھے یہ مقام عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اگر تجھے یہ مقام عطا کر دوں تو شاید تو اس کے علاوہ اور بھی مطالبہ کر دے۔ بندہ عرض کرے گا۔ میرے مولا تیرے عزت وجلال کی قسم میں اور نہیں مانگوں گا اسے وہ مقام عطا کر دینے کے بعد

جنت کا اور پردہ اٹھا دیا جائے گا یہاں تک کہ چوتھے مقام سے اٹھائے جانیوالے پردے پہ مناظر جنت کو دیکھ کر اس سے قبل ساری عطائیں اسے حقیر لگیں گی لیکن وہ کوئی سوال نہ کرے گا بلکہ خاموشی سے کھڑا دیکھتا رہے گا اسے کہا جائے گا مانگتا کس لئے نہیں؟ وہ عرض کرے گا مولا اب مجھے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے لئے دنیا اور دس گنا دنیا سے زیادہ میں تجھے عطا کرتا ہوں یہ عطائیں اس شخص کے لئے ہوں گی جو مرتبہ کے اعتبار سے اہل جنت میں سے سب سے نیچے ہوگا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان عطاؤں کا ذکر فرما کر اس قدر خوش ہوئے کہ تبسم فرماتے ہوئے آپ کی داڑیں ظاہر ہو گئیں۔

ایک حدیث میں مروی ہے کہ اہل دنیا کی بیویاں جو جنت میں جائینگی وہ اپنے اعمال کے سبب حور العین پہ فضیلت رکھتی ہوں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًo فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاo عُرُبًا اَتْرَابًاo لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۔ (الواقعہ ۳۵ تا ۳۸)

اور ہم نے ان (کی بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا ہے محبت والیاں اور ہم عمر ہیں دائیں ہاتھ والوں کے لئے۔

باب ۷

رحمتِ خداوندی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت الٰہیہ کے سو حصے ہیں۔ ننانوے حصے ذات کبریا نے اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین پہ نازل کیا جس کا اثر یہ ہے کہ مخلوق خدا ایک دوسرے پہ مہربانی کرتے ہیں یہاں تک کہ گھوڑی اپنے کھر کو اس ڈر سے اٹھالیتی ہے کہ کہیں اس کا بچہ کچلا نہ جائے۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سو رحمتوں میں سے اہل دنیا پہ صرف ایک رحمت کو نازل فرمایا ہے جو ہر چیز کے فنا ہونے تک کے لئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ میدان حشر میں اس رحمت کو ننانوے رحمتوں کے ساتھ ملا کر سو کو مکمل فرمالے گا اور پھر اپنے اولیائے کرام اور اہل طاعت پر اپنی شان رحمت کا اظہار فرمائے گا۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کو بیان فرمایا تا کہ وہ اس عطیہ خداوندی پہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کا شکر بجالائیں اور اعمال صالحہ کریں کیونکہ جسے رحمت کی امید ہوتی ہے وہ رحمت سے سرفراز ہونے کے لئے اعمال میں جدوجہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (اعراف ۵۶)

بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں سے

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔ (الکہف ۱۱۰)

پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ۔ (اعراف ۱۵۶)

اور میری رحمت کشادہ ہے ہر چیز پر

یعنی ہر چیز کو میری رحمت میں سے حصہ پہنچا ہے۔

رحمت الٰہی کے حق دار کون؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جب قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ نازل ہوئی رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ۔

تو شیطان ملعون نے بھی بغلیں بجانا شروع کر دیں کہ میں بھی تو ہر چیز میں شامل ہوں مجھے بھی رحمت الٰہی کا حصہ نصیب ہوگا یہود و نصاریٰ اپنی جگہ اکڑنے لگے تب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی یہ آیت نازل فرمائی:

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (الاعراف:۱۵۶)

سو میں لکھوں گا اس کو ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ

یعنی میں تو اپنی رحمت سے انہیں ہی بہرہ ور کروں گا جو شرک سے بچیں گے اور زکوٰۃ ادا کرینگے

وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ (الاعراف:۱۵۶)

اور وہ جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں

یعنی جو اللہ کی آیتوں کی تصدیق کریں گے ابلیس ان آیات کے نزول سے رحمت الٰہی سے مایوس و محروم ہو گیا۔ یہود و نصاری کہنے لگے کہ ہم شرک سے بھی بچتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں آیات الٰہی پہ ایمان بھی رکھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ (الاعراف:۱۵۷)

(یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہیں

یعنی رحمت الٰہی کے حق دار وہ ہیں جو نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کی دل و جان سے

تصدیق کرتے ہیں لہٰذا یہود و عیسائی بھی محروم ہو گئے اور رحمت الٰہی اہل ایمان کے لئے مخصوص ہوگئی ہر مسلمان پہ واجب وضروری ہے کہ وہ اس نعمت الٰہی اور اکرام الٰہی پہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بجالائے کہ اسے ایمان وایقان کی دولت سے مالا مال کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی مغفرت کی التجا کرتا رہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ سوال کیا کرتے تھے کہ الٰہ العالمین! تونے ہم پہ ایک رحمت نازل فرمائی جس کی بدولت اسلام جیسی عظیم دولت عطا کی جب ہم پہ سو رحمتیں نازل فرمائے گا تو کیسے تو ہماری مغفرت نہ فرمائے گا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے مولا کریم! اگر تیرا ثواب مطیع و فرمانبرداروں کے لئے اور تیری رحمت گنہگاروں کے لئے ہے تو میں گو کہ فرمانبردار نہیں ہوں مگر تیری بارگاہ سے ثواب کی امید لئے بیٹھا ہوں اور میں تیرا گنہگار بندہ ہوں لہٰذا تیری رحمت کا امیدوار بھی ہوں۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے ہی مذکور ہے کہ آپ کہا کرتے تھے! میرے مولا کریم! تونے جنت پیدا کی اسے اپنے اولیائے کرام کے لئے ضیافت بنایا کافروں کو اس سے مایوس کیا، فرشتوں کو پیدا کیا تو انہیں جنت کی ضرورت نہیں جبکہ تو خود اس سے بے نیاز ہے۔ اگر جنت ہمیں عطا نہیں کرے گا تو کس کے لئے یہ جنت بنائی گئی ہے۔

خوف خدا بخشش کا باعث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "ایک ایسا آدمی جنت میں داخل ہوگا جس کے پلے کوئی عمل بھی نہ ہوگا اس نے بوقت وصال اپنے اہل خانہ کو یہ وصیت کی ہوگی کہ جب میں مرجاؤں گا تو مجھے نظر آتش کر دینا پھر میری راکھ نصف سمندر میں بہادینا اور نصف خشکی پہ بکھیر دینا جب وہ مرا تو اس کے اہل خانہ نے وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ سمندر اور خشکی کو حکم دے گا کہ اس کی راکھ کو جمع کر دیں پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا؟ وہ عرض کرے گا الٰہ العالمین! تیرے خوف نے اللہ تعالیٰ اس کی خشیت الٰہیہ کے طفیل بخشش فرمادے گا۔

"

رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہونا

حضرت عطا رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم کسی بات پر ہنس رہے تھے اسی اثناء میں ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ تشریف لے آئے ہمیں ہنستا دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم ہنس رہے ہو حالانکہ جہنم تمہارے تعاقب میں ہے قسم بخدا آئندہ میں تمہیں ہنستا ہوا نہ دیکھوں پھر آپ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ ہماری حالت یوں ہوگئی گویا ہمارے سروں پر گدھ بیٹھ گئے ہوں۔ پھر حضور اکرم ﷺ واپس تشریف لے آئے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے بندوں کو میری رحمت سے مایوس نہ کرو۔

نبیءُ عبادی انی انا الغفور الرحیم و ان عذابی هو العذاب الالیم ۔

سو آدمیوں کا قاتل اور شان اولیاء

حضرت عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ بات کوئی بعید نہیں کہ وہ اپنے کسی بندے کی خطاؤں پہ عفو و درگزر کا قلم پھیر دے سابقہ امتوں میں ایک شخص ننانوے قتل کرنے کے بعد ایک راہب کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ میں ننانوے انسانوں کا قاتل ہوں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب نے کہا تو نے اتنا سنگین ظلم کیا اور پھر توبہ کے لئے بھاگے آئے وہ اٹھا اور اس نے اس راہب کو بھی قتل کردیا پھر کسی دوسرے راہب کو ڈھونڈا۔ اس سے پوچھا کہ میں سو آدمیوں کا قاتل ہوں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب کہنے لگا گو تیرا ظلم سنگین ہے میں اس بارے حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہہ سکتا ہاں البتہ یہاں دو بستیاں ہیں ایک کو بصریٰ اور دوسری کو کفرہ کہا جاتا ہے۔ بصریٰ بستی کے رہنے والے جنتیوں کے سے عمل کرتے ہیں اور اس بستی میں ان اہل اللہ کے سوا کوئی نہیں رہتا جبکہ کفرہ بستی والے جہنمیوں کے سے عمل کرتے ہیں اور وہیں ویسے ہی لوگ سکونت پذیر ہیں اگر تو بصریٰ بستی میں چلا جائے اور ان اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر ان جیسے اعمال شروع کردے تو تمہاری توبہ کی قبولیت میں شک کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔

وہ شخص اسی ارادہ ونیت سے چل پڑا جب دونوں بستیوں کے درمیان پہنچا تو اسے موت آگئی اب اس کی روح کو لینے کے لئے عذاب کے فرشتے بھی آگئے اور رحمت کے فرشتے بھی آگئے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ الٰہ العالمین! اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ انہیں جواب ملا کہ دونوں طرف سے زمین کی پیمائش کرلو جس بستی کے قریب ہو اسی بستی والوں میں اسے شامل کردو۔ ملائکہ نے پیمائش کی تو اسے انگلی کے پورے کے مقدار اہل اللہ کی بستی بصریٰ کی طرف پایا بحکم الٰہی اسے اللہ والوں کی صف میں شامل کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کے بارے میں تو میں قسم اٹھا سکتا ہوں البتہ اگر چوتھے کے بارے قسم اٹھالوں تو وہ بھی صداقت پر مبنی ہوگی۔

۱- اللہ تعالیٰ دنیا میں جس شخص کی ذمہ داری لے لے قیامت کے دن بھی خود ہی اس کا ذمہ دار ہوگا۔

۲- اسلام میں جسے حصہ نصیب فرمادے اسے اس شخص کی طرح نہیں چھوڑتا جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو۔

۳- جو شخص جس سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔

۴- اللہ تعالیٰ جس شخص کی دنیا میں پردہ پوشی فرمادے آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرما دے گا۔

چار آیتیں مسلمانوں کے لئے سرمایہ زندگی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورہ نساء میں چار آیتیں مسلمانوں کے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں۔

۱- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ط (النساء : ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا جو اس کے علاوہ ہے جس کو چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے

ساتھ وہ ارتکاب کرتا ہے گناہ عظیم کا۔

۲-وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ط(النساء : ۶۴)

اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول کریم بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا۔

۳-اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ط(النساء:۳۱)

اگر تم بچتے رہو گے ان برے کاموں سے روکا گیا ہے تمہیں جن سے تو ہم محو کر دیں گے تمہارے (نامہ اعمال) سے تمہاری برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت کی جگہ میں۔

۴-وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ (النساء۱۱۰)

اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا

شفاعت محمدی ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا

میری شفاعت کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہوگی جو میرے اس فرمان کو جھٹلائے گا وہ میری شفاعت سے محروم ہو جائے گا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کبیرہ گناہوں والا نہ ہوگا اسے میری شفاعت کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
''میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہوگی جو کبیرہ گناہوں
کے مرتکب ہوں گے اور جو میرے اس فرمان کو جھٹلائے گا وہ میری شفاعت
میں سے بھی کچھ حصہ نہ پائے گا''

بخشش رحمت الٰہی کا صدقہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ حضور اکرم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے فرمانے لگے کہ ابھی ابھی میرے خلیل حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کبریا کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا۔ بندگان خدا میں سے ایک بندہ پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے پہاڑ کی چوٹی پر کرتا رہا ہوگا جو لمبائی و چوڑائی میں تیس گز ہوگا اور جسے ہر طرف سے چار ہزار فرسخ سمندر اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کے لئے انگلی کی چوڑائی کی مقدار پہاڑ کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہوگا اور انار کا ایک درخت کہ روزانہ جس سے ایک انار اسے ملتا ہے اس کا معمول یہ تھا کہ روزانہ شام کو وہ نیچے اترتا ٹھنڈے میٹھے چشمے سے وضو کرتا، انار کھاتا پھر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ الٰہ العالمین! میری روح سجدے کی حالت میں قبض کرنا اور زمین اور دیگر چیزوں سے میرے جسم کو محفوظ رکھنا یہاں تک کہ میدان حشر میں بھی مجھے اسی حالت میں اٹھانا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اسے سب کچھ عطا فرما دے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہم اترتے چڑھتے اسے حالت سجدہ میں پاتے اور ہمارے علم کے مطابق اسے بروز حشر اسی حالت میں اٹھایا جائے گا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو وہ بندہ عرض کرے گا بلکہ میرے عمل سے جنت میں داخل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کے اعمال اور میری نعمتوں کا حساب و کتاب کرو جب حساب کیا جائے گا تو آنکھ کی صورت میں اسے عطا کی جانیوالی نعمت اس کی پانچ سوسالہ عبادت کا احاطہ کر لے گی جبکہ جسم کی

صورت میں باقی نعمت ابھی علیحدہ ہو گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے کو جہنم میں داخل کر دو اسے جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا تو وہ ندا کرے گا۔ اے میرے مولا! اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے واپس لوٹا دو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور لا کر اسے کھڑا کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو کچھ بھی نہ تھا تجھے کس نے پیدا کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا میرے مولا! تو نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا یہ تیرے اعمال کی بدولت تھا یا میری رحمت کا صدقہ؟ بندہ عرض کرے گا مولا! تیری رحمت کے تصدق سے ہی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا پانچ سو سال تک میری عبادت کے لئے تجھے قوت کس نے بخشی؟ بندہ عرض کرے گا۔ الٰہ العالمین! تو نے ہی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کشادہ سمندر کے وسط میں پہاڑ پہ تجھے کس نے ٹھکانہ دیا؟ نمکین پانی میں سے میٹھے پانی کا چشمہ کس نے نکالا؟ تیرے لئے ہر روز انار کس نے پیدا کیا تھا؟ حالانکہ انار تو سال میں ایک مرتبہ پھل دیتا ہے تو نے سوال کیا تھا کہ حالت سجدہ میں میری روح قبض کرنا میں نے یوں کیا۔ بتا یہ سب کچھ کس نے کیا؟ بندہ عرض کرے گا میرے مولا تو نے ہی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر چیز میری رحمت کے صدقے سے ہی وجود میں آئی اب بھی اپنی رحمت سے ہی میں تجھے جنت میں داخل کروں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہی صدقہ ہے۔

خوف ورجا اور رحمت الٰہی

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان آدمی کے دل میں موت کے وقت خوف اور رجا جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی رجا کے مطابق اس پہ عطاؤں کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس سے خوف کو پھیر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو بھی نجات اس کے عملوں کے ذریعے نہ ہو گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کی بھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی

رحمت سے مجھے ڈھانپ لے گا'' میانہ روی اختیار کرو، خوش کلامی کو اپناؤ، راہ راست کی طرف رہنمائی کرو۔ صبح وشام اور شب تاریک میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مشقت جھیلو منزل مراد کو پالو گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، ''آسانیاں پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو خوشخبری سناؤ نفرتیں نہ پھیلاؤ۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدان حشر میں مسلسل لوگوں پہ رحمت الٰہی کا نزول ہوتا رہے گا یہاں تک کہ رحمت الٰہی کے بے کراں سمندر کے پھیلاؤ اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کو ابلیس لعین بھی سر اٹھا اٹھا کر دیکھے گا۔

رحمت عالمیاں فخر انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا دے گا اے امت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنے حقوق معاف فرما دیئے تمہارے باہمی حقوق باقی ہیں وہ بھی ایک دوسرے کو بخش کے میری رحمت کے طفیل جنت میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی تندرست وصحت مند ہو تو اس کے لئے خوف افضل و بہتر ہے اور جب بیمار و عاجز ہو جائے تو پھر رجا افضل ہے یعنی جب صحت مند ہوگا تو خوف اس لئے افضل ہے کہ گناہوں سے اجتناب اور عبادت میں جد وجہد کر سکتا ہے جب بیمار ہو تو عمل کرنے سے عاجز ہوگا لہٰذا اس صورت میں رجا بہتر ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد! گناہگاروں کو خوشخبری سنا دو اور صدیقوں کو ڈرا دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی میرے مولا! میں کیسے گناہگاروں کو خوشخبری سناؤں اور صدیقوں کو ڈراؤں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ گنہگاروں کو یوں خوشخبری سنا دو کہ میرے بحر بخشش کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں ہے اور صدیقوں کو ڈرا دو کہ وہ اپنے عملوں پہ فخر نہ کریں کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے حساب کی گرفت میں آ کر وہ ہلاک ہو جائیں۔

بادشاہوں کے دلوں کی قساوت ولطافت

حضرت ابو رواد رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے اور وہ بعض اہل کتب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں وحدہٗ لاشریک ہوں، مالک الملک ہوں بادشاہوں کے دل میرے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جس قوم پہ میں راضی ہو جاؤں اس قوم کے بادشاہ کا دل ان پر نرم و مہربان کر دیتا ہوں اور جس قوم پہ ناراض ہو جاؤں اس قوم کے بادشاہوں کے دلوں میں انتقام کا جذبہ بھر دیتا ہوں لہٰذا تم خود کو بادشاہوں کی لعن طعن میں مشغول نہ کرلو میری طرف ہی رجوع کرو میں بادشاہوں کے دلوں میں تمہارے لئے نرمی پیدا کر دوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مومن اللہ تعالیٰ کے عذاب کو جانتے ہوتے تو کوئی بھی جنت کا طمع نہ کرتا اور اگر کافر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جان لیتے تو کوئی کافر بھی رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہوتا۔

امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوڑھے کی شان

احمد بن سہل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا کر فرمایا اے برے بوڑھے! تو نے کیا کچھ کیا؟ تو میں نے عرض کی الٰہ العالمین! ایسا تو مجھے تیرے بارے نہ بتایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تو پھر کیا بتایا گیا تھا؟ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ مجھے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کیا کہ مولا کریم تیرا ارشاد مبارک ہے۔

''جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے میں اسے عذاب دینا چاہتا ہوں لیکن مجھے اس کے بڑھاپے کو دیکھ کر عذاب دیتے ہوئے حیا آجاتی ہے'' میرے مہربان مولا! میں تو بہت بوڑھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، عبدالرزاق نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا، زہری نے سچ کہا، عروہ نے سچ کہا، عائشہ نے سچ کہا۔ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ جبرائیل نے

بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچ فرمایا ہے۔ اے یحییٰ میں اسے کبھی عذاب نہ دوں گا جو حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ذات یمین کے ساتھ مجھے جنت میں داخل ہونے کا حکم فرما دیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے تھے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو عذاب دیتے ہوئے حیا فرماتا ہے جو حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے۔" لیکن بوڑھے مسلمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے کیوں حیا نہیں کرتے۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بوڑھوں پہ لازم ہے کہ وہ اس عزت و کرامت کو پہچانیں، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اللہ تعالیٰ سے اور کراماً کاتبین سے حیا کریں، گناہوں سے اجتناب برتیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کو بجالائیں کیونکہ جب کھیتی کٹنے کے وقت پہ پہنچ جائے تو پھر انتظار کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح نوجوان پہ بھی لازم ہے کہ وہ تقویٰ کو اپنا شعار بنائے، گناہوں سے اجتناب برتے، اطاعت خداوندی کی طرف متوجہ ہو کیونکہ کوئی علم نہیں کہ موت کا نقارہ کب بج جائے اور جو چڑھتی ہوئی جوانی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی بندگی کے حق کی ادائیگی میں کوشاں رہتا ہے روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

عرش الٰہی کے سائے میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

۱- انصاف کرنے والا بادشاہ (پیشوا)

۲- جس کی جوانی عبادت الٰہیہ میں پروان چڑھی

۳- ایسا شخص جس کا دل مسجد سے لگا رہے حتیٰ کہ مسجد سے باہر آئے تو پھر مسجد میں چلا جائے

۴- ایسے دو شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر ہی جمع ہوتے ہوں اور محبت الٰہیہ کی خاطر ہی جدا ہوتے ہوں۔

۵- ایسا شخص جو گوشہ تنہائی میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو اور خشیت الٰہیہ سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جائیں۔

۶- ایسا شخص جو اس قدر مخفی حالت میں صدقہ کرے کہ دائیں ہاتھ سے دیے ہوئے صدقہ کی بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔

۷- ایسا شخص جسے حسین و جمیل عورت اپنے نفس کی تسکین کے لئے بلائے تو وہ کہہ دے کہ میں تو خوف الٰہی سے لرز رہا ہوں۔

باب ۸

اچھائی کا حکم برائی سے ممانعت

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل کے سبب عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا لیکن جب کچھ مخصوص لوگ اعلانیہ گناہوں کے مرتکب ہوں اور انہیں دوسرے لوگ منع نہ کریں تو پھر ساری قوم ہی عذاب الٰہی کی مستحق گردانی جاتی ہے۔

نیکوکار بھی غضب الٰہی کا شکار

مذکور ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں نے تیری قوم میں سے چالیس ہزار نیکوکار اور ساٹھ ہزار بدکار ٹھکانے لگانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ یوشع بن نون علیہ السلام نے عرض کی میرے مولا! بدکار تو تیرے غضب کے مستحق ٹھہرے نیکوکاروں کا کیا قصور؟ ارشاد ہوا کہ ان نیکوں نے کبھی ان بروں پہ میری خاطر اپنے غضب کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کے ساتھ کھانے، پینے میں مشغول رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اچھائی کا حکم دیتے رہو گو تم خود عمل پیرا نہ ہوسکو اور برائی سے روکتے رہو گو تم خود برائی سے باز نہ آسکو"

اچھائی کی چابیاں مومن اور برائی کی چابیاں منافق ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور اکرم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کچھ لوگ اچھائی کی چابیاں اور برائی کے لئے تالے ہیں اور

کچھ لوگ برائی کی چابیاں اور اچھائی کے لئے تالے ہیں۔ خوش قسمت اور مبارک باد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو اپنے ہاتھوں سے اچھائیوں کے قفل کھولتے ہیں اور تاسف ہے ایسے لوگوں پہ جن کے ہاتھوں میں برائی کی چابیاں ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اچھائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں اچھائی کی چابیاں اور برائی کے لئے تالے ہیں یہی لوگ صاحب ایمان وایقان ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۤءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (التوبۃ:۷۱)

نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں حکم کرتے ہیں نیکی کا اور روکتے ہیں برائی سے۔

جو لوگ برائی کا حکم دیتے اور اچھائی سے روکتے ہیں وہ منافقوں میں سے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ (التوبہ:۶۷)

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک جیسے ہیں حکم دیتے ہیں برائی کا اور روکتے ہیں نیکی سے

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہترین عمل اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے اور فاسق و فاجر شخص کو غیض میں جلانا ہے۔ جو شخص اچھائی کا حکم دیتا ہے وہ مومن کی پشت کو مضبوط و مستحکم کرتا ہے اور جو برائی سے روکتا ہے وہ منافق کی ناک خاک میں رگڑتا ہے۔

بہترین اعمال اور بدترین اعمال

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا گیا کہ جب حضور اکرم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے آکر عرض کی۔ آپ کا کیا حال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔
اس نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل کون سا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا — اللہ تعالیٰ کی ذات پہ ایمان لانا
اس نے عرض کی — پھر کون سا؟
ارشاد فرمایا — صلہ رحمی کرنا
عرض کی — پھر کون سا؟
ارشاد ہوا — امر بالمعروف ونہی عن المنکر
اس نے عرض کی — کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ترین عمل کونسا ہے؟
ارشاد ہوا — اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا
عرض کی — اس کے بعد؟
ارشاد ہوا — قطع تعلقی اختیار کرنا
عرض کی — پھر کون سا؟
ارشاد ہوا — کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دینا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی قاری قرآن کو دیکھو کہ وہ پڑوسیوں میں محبوب اور اپنے بھائی چارے میں قابل تحسین وتعریف جانا جاتا ہے تو جان لو کہ وہ شخص مداہن ہے (یعنی باطن کے خلاف کرنے والا ہے)

طاقت کے باوجود برائی نہ روکنے کا انجام

حضرت عبداللہ بن جریر رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی قوم میں کوئی شخص گناہوں کا ارتکاب کرے اسے باز رکھنے کی قدرت وطاقت کے باوجود لوگ اسے نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے قدرت وطاقت کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ یعنی جب لوگوں میں اصلاح کی طاقت بھی موجود ہو گناہگار کو گناہ سے باز رکھنے ہمت

بھی ہوتو پھران پہ لازم ہے کہ اعلانیہ اور سرعام گناہ کرنے والے کو گناہ سے اپنی طاقت کے زور پہ روکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی تعریف قرآن پاک میں بایں الفاظ بیان کی ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُوْنَ (آل عمران: ۱۱۰)

ہوتو بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو یہ بہتر ہوتا ان کے لئے بعض ان میں سے مومن ہیں اور زیادہ ان میں سے نافرمان ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ میں تمہارے بارے لکھ دیا گیا ہے کہ تم بہترین امت ہو اور تمہیں لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے "تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ" تاکہ تم لوگوں کو اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دو اور برائی سے منع کرو گنہگاروں کو گناہ کرنے سے باز رکھو۔

"اَلْمَعْرُوْف" سے مراد یہ ہے کہ ایسا عمل جو کتاب مبین اور عقل سلیم کے مطابق ہو اور "المنکر" سے مراد ایسا عمل ہے جو کتاب مبین اور عقل سلیم کے مخالف وبرعکس ہو۔

ایک دوسری آیت میں یوں حکم الٰہی ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ط (آل عمران:۱۰۴)

ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔

وَلْتَكُنْ میں لام لام امر کا ہے یعنی تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کی مذمت بیان کی ہے جو امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو فراموش کر دیتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۔ (المائدہ ۷۹)

نہیں منع کیا کرتے تھے ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کرتے تھے

یعنی وہ ایک دوسرے کو برائیوں سے منع نہیں کرتے اور جو ایسی روش اختیار کیے ہوئے ہیں

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (المائدہ ۷۹)

بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (المائدہ: ۶۳)

کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے بے شک بہت برے ہیں وہ کرتوت جو کیا کرتے تھے

یعنی ان کے علماء، فقہاء اور قراء انہیں بیہودہ کلام اور حرام خوری سے کس لیے نہیں روکتے ایسی چپ سادھ لینے والے ذمہ داروں نے بڑا برا کیا۔

امر بالمعروف کے سلسلہ میں مناسب راہ یہی ہے کہ ممکن ہو تو علیحدگی اور تنہائی میں اس فریضہ کو سرانجام دیا جائے کیونکہ وعظ و نصیحت میں یہ طریقہ زیادہ مفید و موثر ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے اعلانیہ اپنے بھائی کو وعظ و نصیحت کی اس نے اپنی نصیحت عیب دار کر لی، جس نے علیحدگی اور پوشیدگی میں اپنے بھائی کو نصیحت کی تو اس نے اسے زینت بخش دی اگر پوشیدگی میں کی جانیوالی نصیحت فائدہ نہ دے تو پھر اعلانیہ نصیحت کی جائے اور ساتھ ہی اہل خیر اور اہل اصلاح سے مدد لی جائے تاکہ وہ معصیت و نافرمانی پہ زجر و توبیخ نہ کر سکیں اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر ان پہ اہل معصیت غالب آ جائیں گے جس کے نتیجہ میں آنیوالا عذاب ہر کسی کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔

اپنی حالت پہ چھوڑ دینے کا انجام

شعبی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

حقوق العباد میں سستی کرنے والے، غفلت برتنے والے اور حقوق اللہ کی پاسداری کرنے والے لوگوں کی مثال ان تین آدمیوں کی سی ہے جو ایک تین منزلہ کشتی پر سوار ہوئے انہوں نے اپنی اپنی نشستیں تقسیم کرلیں ایک نے بالائی، دوسرے نے درمیانی تیسرے نے سب سے نچلی نشست سنبھال لی۔ اسی دوران جبکہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے ایک نے کلہاڑا اٹھالیا دوسروں نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں اپنی نشست میں سوراخ کروں گا اس طرح پانی میرے قریب آجائے گا۔ کچھ لوگ کہنے لگے اسے اپنے حال پر چھوڑ دو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے اپنی جگہ پر جو چاہتا ہے اسے کرنے دو جبکہ کچھ دوسرے لوگ کہنے لگے نہ اسے مت سوراخ کرنے دو ورنہ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اگر تو وہ سب اسے روک دیں تو پھر سوراخ کرنے والا اور کشتی میں سوار سب ہی بچ جائیں گے اور اگر نہ روکیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر سے انحراف کی سزا

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو! تم ضرور بالضرور اچھائی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو اگر تم اس فریضہ سے منحرف ہو گئے تو تم پہ اللہ تعالیٰ ایسا ظالم و جابر بادشاہ مسلط کر دے گا جسے نہ تو تمہارے بڑوں کی عزت کی کوئی پرواہ ہوگی اور نہ ہی تمہارے چھوٹوں کے بارے رحم کا جذبہ، ایسے عالم میں تمہارے نیکوکار دعائیں مانگیں گے تو بارگاہ الٰہی میں مقبول نہ ہو، مدد طلب کریں گے تو مدد سے محروم رہیں گے، بخشش و استغفار کے لئے دامن پھیلائیں گے تو بخشش سے خالی دامن لئے پھریں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں (میری) جان ہے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ پر سختی سے کاربند رہو ورنہ وہ دن دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب مسلط کر دے گا پھر تم

دعائیں مانگو گے تو شرف قبولیت حاصل نہ کریں گی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ جب میری امت کسی ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرنے لگے تو تم ان سے علیحدہ ہو جاؤ''

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے یعنی مومن کا کمزور ترین عمل ہے۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ برائی کو ہاتھ سے روکنا حکام وقت کے لئے ہے، زبان سے روکنا علمائے کرام کے لئے اور برائی کو دل میں برا جاننا یہ عام لوگوں کے لئے ہے۔

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ جسے جس قدر طاقت ہو اس پہ اسی حوالے سے برائی کے سد باب کے لئے اپنی توانائی صرف کرنا لازم ہے۔

تبلیغ دین کا مقصد رضائے الٰہی اور دین کی سرفرازی ہو

ابو اللیث فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دینے والے کے لئے لازم ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی پہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی سرفرازی و سربلندی مقصود ہو اپنے نفس کی نخوت و مروت مقصود نہ ہو کیونکہ اگر رضائے الٰہی اور دین کی سرفرازی و سربلندی مقصود ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید شامل حال ہو جائے گی اور اگر نفسی نخوت کا قصد وارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسوائی ہو گی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص ایک ایسے درخت کے قریب سے گزرا جس کی پوجا کی جاتی تھی وہ شرک کی اس قبیح رسم کو دیکھ کر غضبناک ہو گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بجائے اس درخت کی پوجا کی جا رہی ہے اس نے کلہاڑی پکڑی اپنی سواری پہ سوار ہو اور درخت کو کاٹنے کے لئے چل پڑا راستے میں انسانی شکل میں اسے ابلیس لعین ملا اس نے پوچھا کہ اتنے غضب سے بھرے ہوئے کہاں جا رہے ہو؟ اس شخص نے پتا سناتے ہوئے کہا میں نے ایک درخت دیکھا جس کی پوجا کی جا رہی تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا۔

کہ میں کلہاڑی لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر جاؤں گا اور اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا ابلیس نے کہا اے بندہ خدا! تجھے اس سے کیا غرض انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دے اللہ تعالیٰ خود ان سے نمٹ لے گا۔ بات بڑھی دونوں لڑ پڑے گتھم گتھا ہو۔ یہ تین مرتبہ ایک دوسرے کو ضربیں لگائیں حتیٰ کہ ابلیس لعین عاجز آ گیا اس آدمی کے عزم صمیم کو دیکھ کر ابلیس کہنے لگا کہ تو اس ارادے کو ترک کر دے واپس پلٹ جا میں روزانہ تجھے چار درہم فراہم کر دیا کروں گا۔ ہر روز اپنے بستر کے نیچے سے اٹھا لینا اس آدمی نے پوچھا کہ کیا واقعی تو میری معاشی ضروریات کا کفیل بنے گا؟ ابلیس نے کہا کہ ہاں میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تجھے روزانہ چار درہم مل جایا کریں گے وہ اسی لالچ میں شرک کی بیخ کنی کا ارادہ ترک کر کے واپس پلٹ گیا۔ دو، تین یا چند دن تک تو یہ معمول رہا کہ بستر کا پلو اٹھاتا اور درہم مل جاتے۔ پھر ایک دن جو صبح کو اٹھا تو کچھ بھی نہ پا کر آپے سے باہر ہو گیا دوسرے دن بھی کوئی درہم نہ پانے پہ اٹھا کلہاڑی اٹھائی، گدھے پہ سوار ہوا اور درخت اکھیڑنے چل پڑا راستے میں پھر انسانی شکل میں شیطان مل گیا پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اور کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ جس درخت کو اللہ تعالیٰ کی بجائے پوجا جا رہا ہے اسے کاٹنے کا پختہ ارادہ کر چکا ہوں، ابلیس کہنے لگا کہ اب اسے کاٹنا تیرے بس کا روگ نہیں ہے کیونکہ پہلی مرتبہ تیرا غضب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا اس وقت اگر آسمان وزمین کی مخلوق بھی جمع ہو جاتی تو تجھے شکست نہ دے سکتی جبکہ اب تیرا ارادہ تیری اپنی ذات کے لئے ہے تجھے پیسے نہیں ملے تو غضبناک ہو گیا۔ اگر تو ایک قدم بھی آگے بڑھا تو تیری گردن توڑ دوں گا۔ ابلیس کی یہ دھمکی سن کر وہ گھر واپس پلٹ آیا اور درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

مبلغ کے لئے پانچ امور

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں جو مبلغ امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام دے اس کے لئے پانچ امور کا ہونا ضروری ہے۔

۱- صاحب علم ہو کیونکہ علم سے کورہ شخص امر بالمعروف کا فریضہ بطریق احسن ادا نہیں کر سکتا

۲- رضائے الٰہی اور دین کی سرفرازی وسربلندی مقصود ہو۔

۳- جسے حکم دے رہا ہو اس پہ نرمی، محبت اور شفقت کرے ترش رو اور تند خو نہ بنے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجتے وقت ارشاد فرمایا تھا: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔(طٰہٰ۴۴)

۴- پیکر صبر اور پیکر حلم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے قصہ میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۔

(لقمان۱۷)

نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکتے رہو اور صبر کیا کرو ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے

۵- تبلیغی امور پر کما حقہ خود بھی عامل ہو تاکہ اس کی بے عملی پہ لوگ اسے عار نہ دلائیں اور نہ ہی وہ اس قول الٰہی کے تحت آ جائے کہ

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔(البقرہ۴۴)

کیا تم حکم کرتے ہو دوسرے لوگوں کو نیکی کا اور بھلا دیتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔

بے عمل مبلغ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب اسریٰ آسمانوں کی طرف جاتے ہوئے میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو اوروں کو تو اچھائی کا حکم دیتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے تھے کیا وہ عقل نہ رکھتے تھے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! تو اوروں کو تو میرے تذکرے کرنے کی نصیحتیں کرتا ہے جبکہ خود مجھے فراموش کر دیتا ہے

اوروں کو میری طرف بلاتا ہے اور خود مجھ سے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے کتنا غلط طریقہ ہے جس کی طرف تو جا رہا ہے۔

حضرت ابو معاویہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسناد کے ساتھ نبی کائنات ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آقا علیہ التحیۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں کہ تم اپنے رب کریم کے بیان پر عمل پیرا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی راہیں بیان فرما دی ہیں تمہارے اندر دو راحتیں عیش و عشرت اور جہالت ظاہر ہوگی آج تو تم اچھائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو، راہ خدا میں جہاد کرتے ہو، لیکن بہت جلد تم اس سے روگردانی کر لو گے۔ جب تم میں دنیا کی محبت انگڑائیاں لینے لگے گی پھر تم نہ تو اچھائی کا حکم دو گے نہ برائی سے منع کرو گے اپنی جہادی کاوشیں بھی راہ خدا کے علاوہ اور جگہ پر صرف کرو گے۔ اس وقت ظاہر و پوشیدہ کتاب اللہ پہ عمل کرنے والا ان مہاجرین و انصار کی طرف ہوگا جو سب سے پہلے ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوئے تھے۔

تبلیغ دین کے لئے ہجرت

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرے گو ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو اس پہ جنت واجب ہو جاتی ہے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ہمارے نبی مکرم ﷺ کا ساتھی ہوگا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حران کی سرزمین سے شام کی طرف ہجرت کی قرآن پاک میں ان کے کلمات کو یوں ذکر کیا گیا ہے۔

وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (العنکبوت:۲۶)

اور (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف بے شک وہی سب پہ غالب بڑا دانا ہے

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (الصافات:۹۹)

میں جارہا ہوں اپنے رب کی طرف وہ میری رہنمائی فرمائے گا

یعنی اپنے اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کی طرف جاتا ہوں جبکہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے مکہ المکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور معصیت سے بھری دھرتی سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوچ کر جائے تو گویا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کی لہٰذا وہ جنت میں بھی ان کا رفیق اور ساتھی ہوگا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهٰجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ط (النساء:١٠٠)

اور جو شخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آلے اس کو (راہ میں) موت تو ثابت ہو گیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

دوران ہجرت مرجانیوالا جنتی ہے

شفیع المذنبین رحمت اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی رضا کے لئے اپنے گھر سے ہجرت کے ارادہ سے نکلا اس نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا اور سواری ایک ہی قدم چلی تھی کہ اس کی زندگی کے سورج غروب ہونے کا وقت آگیا اسے موت آ گئی۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ مہاجرین کا درجہ عطا فرمائے گا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے گھر سے باہر نکلا جہاد کرنے کا ابھی اسے موقع نہیں ملا کہ سواری کودی اور وہ گر پڑا یا کسی زہریلے کیڑے نے اسے کاٹ لیا یا کسی بھی صورت میں وہ جہاد سے قبل ہی مر گیا تو وہ شہادت کی موت مرا۔

جو شخص حج بیت اللہ کے ارادے سے گھر سے نکلا منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لئے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص اپنی دھرتی سے ہجرت نہ کر سکے لیکن اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی پہ قدرت وطاقت رکھتا ہو تو اسے اپنے ہی وطن میں ٹھہرنے میں

کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ لوگوں کی نافرمانیوں اوران کے گناہوں پہ کڑھتا ہو تو ایسا شخص معذور سمجھا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی شخص کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جب برائی کو دیکھے اوراسے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے کہ وہ اپنے دل میں اسے ناپسند کرتا ہے۔

اپنی فکر کرو

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص برائی دیکھے لیکن اسے روکنے کی طاقت اس میں نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تین مرتبہ یوں کہہ دے۔

اللّٰھم ان ھذا منکر فلا تواخذنی بہٖ۔

الٰہ العالمین! بے شک یہ برائی ہے (مجھے روکنے کی طاقت نہیں) لہٰذا تو میرا مواخذہ نہ فرمانا

جب تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

عمر بن جابر لخمی رضی اللہ عنہ حضرت ابوامیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ابوامیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قرآن پاک کی اس آیت کا کیا مطلب ومفہوم ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ (المائدہ:۱۰۵)

اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کا فکر لازمی ہے

ابوثعلبہ کہنے لگے کہ میں نے اسی آیت کے بارے کسی دانشمند سے پوچھا انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو ارشاد ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو سرانجام دیتے رہو جب دیکھو کہ دنیا اثر انداز ہو رہی ہے، بخل اپنایا جا رہا ہے، ہر عقل وشعور والا اپنی ہی رائے اور عقل پہ گھمنڈ کر رہا ہے تو پھر اپنی فکر کرو بے شک تمہارے بعد صبر آزما زمانہ آنے والا ہے اس دور میں جو خود کو تمہاری طرح مضبوط ومستحکم رکھے گا اسے پچاس عاملوں کا ثواب ملے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے زمانہ کے پچاس

عاملین کا یا اس دور کے پچاس عاملین کا اسے ثواب ملے گا؟ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس دور کے نہیں بلکہ تم میں سے پچاس عاملوں کا ثواب اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ارشاد فرماتے تھے کہ تم اس آیت

یَااَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا هْتَدَیْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا ۔(المائدہ ۱۰۵)

اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کا فکر لازمی ہے نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جب کہ تم ہدایت یافتہ ہو اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے تم سب نے

کو پڑھتے ہو لیکن اس کا مفہوم کچھ اور سمجھتے ہو میں نے رسالتمآب ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے

”جس قوم کے لوگ گناہوں کی دلدل میں پھنس جائیں اور دوسرے لوگ انہیں منع نہ کریں تو وہ وقت دور نہیں کہ عذاب الٰہی ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے اسی آیت مذکورہ کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ زمانہ وہ نہیں ہے ہاں البتہ جب خواہشات کے عروج کا دور دورا ہوگا، جنگ وجدل کا شکار ہر شخص ہو جائے گا اس وقت ہر شخص پہ لازم ہوگا کہ وہ اپنا بچاؤ کرے۔

باب ۹

توبہ کا باب

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے میرے رب کریم! تو نے شیطان کو مجھ پر مسلط کیا تیری رحمت کے تصدق کے بغیر میں اس کے داؤ سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی تیری نسل میں سے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے میں اس پہ ایک محافظ فرشتہ مقرر کر دیتا ہوں جو مولود کو ابلیس لعین کے مکر و فریب اور اس کے برے ساتھیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی الہ العالمین! میرے لئے اپنی رحمت میں سے اور اضافہ فرمادے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا نیکی دس گنا اور اس میں اضافہ کر کے عطا کروں گا جبکہ گناہ کے بدلے ایک گناہ بلکہ اسے بھی مٹا دوں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میرے مولیٰ اور عطا فرما ارشاد ہوا جب تک جسم میں روح موجود رہے گی میں تیری نسل کی توبہ کی قبولیت کے لئے در رحمت کھلا رکھوں گا، عرض کی مولا! اور اضافہ فرمادے ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط (الزمر: ۵۳)

آپ فرمائیے اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتیاں کی ہیں اپنے نفسوں پر مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو بلاشبہ وہی بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

وحشی کی ناز برداری

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم رحمت اللعالمین ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی نے مکۃ المکرّمہ سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ دامن اسلام میں پناہ لے کر ابدی سعادتوں سے بہرہ ور ہو جاؤں لیکن قرآن مجید کی درج ذیل آیت میرے لئے قبولیت اسلام کے مانع نظر آتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ط (الفرقان:۶۸)

اور جو نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا (اس کی) سزا

جبکہ میں تینوں کمزوریوں کا مرتکب ہوا ہوں (شرک جیسا قبیح ارتکاب بھی کیا، قتل بھی کیا، زنا بھی کیا) کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان:۷۰)

مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے

حضور اکرم ﷺ نے یہی آیت طیبہ وحشی کے مکتوب کے جواب میں لکھ بھیجی وحشی نے پھر مکتوب لکھا کہ آیت طیبہ میں ایمان و توبہ کے ساتھ عمل صالح کی شرط لگائی گئی ہے جبکہ میں اپنے بارے کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا کہ میں عمل صالح کر بھی سکوں گا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس (جرم عظیم) کو کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے ماسوا جتنے جرائم ہوں جس کے لئے چاہتا ہے

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے وحشی کو یہی حکم خداوندی لکھ بھیجا وحشی نے جواباً لکھا کہ اس میں بھی شرط عائد کی گئی ہے کہ جسے اللہ چاہے اسے بخش دے کیا معلوم اللہ تعالیٰ مجھے بخشنا چاہے یا نہ چاہے؟ پھر قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر:۵۳)

آپ فرمایئے! اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتیاں کی تھیں اپنے نفسوں پر مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو بلاشبہ وہی بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے یہ آیت وحشی کو لکھ بھیجی جس میں کوئی شرط موجود نہ تھی وحشی مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

رحمت کا ہے دروازہ کھلا

عبداللہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن سلمی نے مجھے ایک مکتوب لکھا کہا کہ میرے والد گرامی نے مجھے بیان کیا کہ میں حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ طیبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے رسالتمآب ﷺ سے سنا کہ

مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِنِصْفِ يَوْمٍ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

جس نے مرنے سے نصف دن پہلے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا

میرے والد گرامی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ سے تو نے سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں پھر دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

”جو مرنے سے گھڑی بھر پہلے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے“

ایک تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ سے یوں بھی سنا کہ

''جو شخص سانس اکھڑنے سے پہلے توبہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ بھی قبول فرما لیتا ہے''

محمد بن مطرف رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تعجب ہے ابن آدم پر کہ گناہ بھی کرتا ہے اور مجھ سے گناہوں کی بخشش بھی مانگتا ہے میں اسے بخش دیتا ہوں پھر گناہ کرتا ہے پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے میں پھر اسے بخش دیتا ہوں۔ تعجب ہے کہ نہ تو گناہوں سے باز آتا ہے اور نہ ہی میری رحمت سے مایوس ہوتا ہے میں فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ میں نے اپنے بخشش مانگنے والے بندوں کو بخش دیا ہے۔

حضرت مغیث بن سمی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں گزشتہ امتوں میں سے ایک شخص گناہ کرتا رہا اسی دوران کہ وہ ایک مرتبہ چلا جا رہا تھا اس نے اپنی گزشتہ زندگی میں غور و فکر کرتے ہوئے کہا

الٰہ العالمین! تیری بخشش، الٰہ العالمین تیری بخشش، الٰہ العالمین تیری بخشش

اسی دوران اسے موت آ گئی اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کی بخشش و مغفرت فرما دی۔

بندے کی تین حالتیں

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہوں سے آسمانوں کی بادشاہی کے حجاب اٹھا دیئے گئے تو انہوں نے ایک شخص کو زنا کرتے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شخص کی ہلاکت کے لئے دعا کی، پھر ایک دوسرے کو دیکھا تو وہ چوری کر رہا تھا اس کے لئے بھی بددعا کی کہ مولا تو اسے ہلاک کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے خلیل! میرے بندوں سے چشم پوشی کر لو کیونکہ میرا بندہ تین حالتوں کے درمیان ہوتا ہے۔

۱- یا تو توبہ کر لیتا ہے تو میں اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہوں۔

۲- یا اس کی نسل میں سے کوئی نیکوکار پیدا ہو جاتا ہے (جس کی نیکیاں اس کی بخشش کا سبب بن جاتی ہیں)

۳- یا اس پہ بدبختی غالب آجاتی ہے اور وہ جہنم رسید ہو جاتا ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ بندہ جب ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا بندے کے لئے رحمت الٰہی سے مایوس ہونا موزوں و مناسب نہیں ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّهٗ لَا يَيْاَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ۔ (یوسف ۸۷)

بلاشبہ مایوس نہیں ہوتے رحمت الٰہی سے مگر کافر لوگ

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ ط

(الشوریٰ: ۲۵)

اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور درگزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے

استغفار کرتے رہو

ایک صاحب فہم و فراست شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ گناہوں پر اصرار نہ کرے بلکہ ہمہ وقت توبہ کرتا رہے کیونکہ گناہ سے رجوع کر لینے والا مصر نہیں کہلاتا اگرچہ ستر مرتبہ بھی غلطی کا مرتکب ہو جائے جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم، شفیع معظم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً"

توبہ و استغفار کرنے والا دن میں ستر مرتبہ بھی کسی غلطی کا ارتکاب کرلے تو وہ مصر نہیں کہلاتا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب کی عزت و جلال کی قسم! میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواعظ حسنہ کو سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے جو چاہتا اس کے ذریعے نفع عطا

فرماتا اور جب میں کسی دوسرے سے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو سنتا تو اس سے حلف لیتا۔ اگر تو وہ حلف دے دیتا تو میں اس کی تصدیق کر دیتا۔ مجھے امیر المؤمنین سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی آدمی سے جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر وہ اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نمازِ صلوٰۃ التوبہ ادا کرے۔ بارگاہِ ربّ العالمین سے بخشش و مغفرت مانگے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی بخشش فرما دیتا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء: ۱۱۰)

اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے یہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔ (آل عمران: ۱۳۵، ۱۳۶)

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کر بیٹھیں کوئی برا کام یا ظلم کریں اپنے آپ پر (تو فوراً) ذکر کرنے لگتے ہیں اللہ کا اور معافی مانگنے لگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون بخشتا ہے گناہوں کو اللہ کے سوا اور نہیں اصرار کرتے اس پر جو ان سے سرزد ہوا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں یہ وہ (نیک بخت) ہیں جن کا بدلہ بخشش ہے اپنے ربّ کی طرف سے اور جنت رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں کیا ہی اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا

شیطان کا تعاقب کرنا اور ربّ کی رحمت

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس ملعون کو جنت بدر کیا تو اس نے کہا اے اللہ تیری عزت و جلال کی قسم میں بھی ابن آدم کے تعاقب میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا بلکہ اس وقت تک ابن آدم کا تعاقب کروں گا جب تک اس کے جسم سے روح جدا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میری عزت وعظمت کی قسم میں بھی ان کے سانس اکھڑنے تک ان کی توبہ کی قبولیت میں کسی چیز کو رکاوٹ نہ بناؤں گا۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے پر امین وحاکم ہے۔ جب بندہ کوئی نیکی کرتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ اسے دس گنا بڑھا کر لکھ لیتا ہے لیکن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ اسے لکھنا چاہتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ اسے روک دیتا ہے اور دن کی چھ یا سات ساعتوں تک وہ گناہ لکھنے سے رکا رہتا ہے اگر تو اس دوران گناہ کرنے والا توبہ واستغفار کر لے تو گناہ کو فراموش کر دیا جاتا ہے اور اگر استغفار نہ کرے تو ایک گناہ کے بدلے ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان کے موافق ہے کہ "گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہے"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ

بندہ جب گناہ کرتا ہے تو گناہ لکھنے والا گناہ لکھنے سے فی الحال رک جاتا ہے حتیٰ کہ آدمی دوسرا گناہ کرتا ہے پھر بھی فرشتہ گناہ لکھنے سے رکا رہتا ہے حتیٰ کہ پانچ گناہ جمع ہو جائیں پھر انسان ایک نیکی کر لے تو حاکم وامین فرشتہ کہتا ہے کہ آؤ ہم ایک سمجھوتہ کر لیں اس شخص نے پانچ گناہ کیے اور ایک نیکی کی جس کے بدلے میں یہ دس نیکیوں کا مستحق ہو گیا میں دس کی بجائے اس کی پانچ نیکیاں لکھ لیتا ہوں تم باقی پانچ نیکیوں کے بدلے اس کے پانچ گناہ مٹا دو۔ شیطان لعین یہ سن کر چیخ اٹھا کہنے لگا کہ میں ابن آدم کو اپنی گرفت میں کیسے لے سکتا

ہوں اگر میں اسے گناہوں کی دلدل میں دھکیلنے کی کوشش بھی کروں تو اس کی ایک نیکی میری ساری جدوجہد کو ملیامیٹ کر دے گی۔

توبہ کا دروازہ

حضرت صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ، حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال یا چالیس سال تک کی مسافت ہے اور وہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک مغرب سے سورج طلوع نہیں ہو جاتا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اس آیت طیبہ کے ضمن میں فرماتے تھے۔

فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔ (الاسراء ۲۵)

بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کے لئے بہت بخشنے والا ہے

اس سے مراد ایسا شخص ہے جو گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر گناہ کرے پھر توبہ کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کب تک؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ مومن کی صفت یہ ہے غلطی ہو جائے تو توبہ کرے۔

عارف کی چھ صفات

کسی دانا کا قول ہے کہ عارف کی چھ صفتیں ہیں۔

۱- اِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ افْتَخَرَ۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو فخر سے کرتا ہے

۲- وَاِذَا ذَكَرَ نَفْسَهُ احْتَقَرَ۔ جب اپنا تذکرہ کرتا ہے تو حقارت سے کرتا ہے

۳- وَاِذَا نَظَرَ فِيْ آيَاتِ اللّٰهِ اِعْتَبَرَ۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پہ نگاہ ڈالتا ہے تو عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔

۴- وَاِذَا هَمَّ بِمَعْصِيَةٍ اَوْ شَهْوَةٍ اِنْزَجَرَ۔ جب کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے یا شہوت کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے تو گناہ سے باز آ جاتا ہے۔

۵- وَاِذَا ذَكَرَ عَفْوَ اللّٰهِ اِسْتَبْشَرَ۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش کا ذکر کرتا ہے تو اس کا چہرہ خوشی سے کھلکھلا اٹھتا ہے۔

۶-وَاِذَ ذَکَرَ ذُنُوبَہٗ اِستَغفَرَ۔ جب گناہ کو یاد کرتا ہے تو بارگاہ الٰہ سے بخشش طلب کرتا ہے

تیری رحمت نے جہنم کو گوارا نہ کیا

حضرت معمر رضی اللہ عنہ زہری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں روتے ہوئے حاضر ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عمر کیوں رو رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے در دولت پہ میں نے ایک نوجوان کو آہیں بھرتے دیکھا اس کی آہوں کی تپش نے میرے دل کی آگ کو بھڑکا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمر اسے میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس نوجوان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہو گئے۔ آقا علیہ السلام نے پوچھا اے نوجوان! کیوں رو رہا ہے؟ اس نے عرض کی میرے گناہوں کی بہتات اور خشیت الٰہی مجھے رلا رہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نوجوان! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا ہے؟

اس نے عرض کیا نہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو نے شرک نہیں کیا، ناحق قتل نہیں کیا تو پھر تیرے گناہ اگر آسمانوں اور زمین جتنے ہوں یا بلند و بالا پہاڑوں جیسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تصدق بخش دے گا۔

نوجوان: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا گناہ ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور فلک بوس پہاڑوں سے بھی بڑا ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسیٔ الٰہی؟

نوجوان: میرا گناہ

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش الٰہی؟

نوجوان: میرا گناہ

فرمان نبوی ﷺ: تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا خدا (اللہ تعالیٰ کی عفوو درگزر)

نوجوان: اللہ تعالیٰ عظیم وجلیل ہے

فرمان نبوی ﷺ: عظیم وجلیل اللہ کریم ہی بڑے بڑے گناہوں پہ قلم عفو پھیرنے والا ہے۔ مجھے بتاؤ تو سہی تم نے کون سا گناہ کیا ہے؟

نوجوان: مجھے شرم آتی ہے اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیک وسلم

سرکارِ دوعالم ﷺ: بیان تو کرو

نوجوان: یارسولِ خدا صلی اللہ علیک وسلم (کس منہ سے بیان کروں) میں کفن چور تھا سات سال تک یہ مکروہ دھندہ کرتا رہا حتیٰ کہ انصار کی ایک لڑکی کا وصال ہوا میں نے اس کی قبر اکھیڑی کفن اتارا اور چلتا بنا، کچھ ہی فاصلے پر گیا ہوں گا کہ مجھ پہ شیطانی ہوس نے غلبہ کیا میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ میں نے اس مرحومہ کی عزت قبر میں ہی تار تار کر دی میں اس کی عصمت دری کر کے چلا ہی تھا کہ لڑکی کھڑی ہوگئی، کہنے لگی اے بے شرم نوجوان تجھ پر افسوس ہے تجھے حیا نہ آیا۔ وہ دن تجھے یاد نہیں جس دن اللہ تعالیٰ کرسی عدالت پہ تشریف فرما ہو کر مظلوم کی داد رسی فرمائے گا اور ظالم کی گرفت فرمائے گا تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے مردوں کے جھرمٹ میں مجھے ننگا کر دیا اور جنابت کی حالت میں مجھے دربار خداوندی میں کھڑا ہونے پر مجبور کیا۔

سرکارِ دوعالم ﷺ غصے میں اٹھے اس کی گدی میں مارتے ہوئے فرمانے لگے اے فاسق! تو کس قدر جہنم کا مستحق ہے نکل جا میری بارگاہ سے نوجوان اٹھا' چل پڑا۔ چالیس راتوں تک اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرتا رہا چالیس راتیں گزر جانے کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کرنے لگا، اے میرے پیارے محمد ﷺ کے رب، اے آدم وحوا علیہ السلام کے رب اگر تو میرے گناہ معاف فرما دے تو میرے پیارے رسول ﷺ اور ان کے اصحاب کو مطلع فرما دے ورنہ آسمان سے آگ بھیج جو جلا کے مجھے بھسم کر دے تاکہ میں عذاب آخرت سے نجات پالوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی السلام علیک یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ بھی آپ کو سلام کہہ رہا ہے۔ وہ خود بھی سلامتی عطا فرمانیوالا، اسی کی طرف سے سلامتی اور اسی کی طرف ہی سلامتی لوٹنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ کیا آپ نے مخلوق پیدا کی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل نہیں تو' میرے اللہ نے ہی مجھے اور اپنی ساری مخلوق کو پیدا فرمایا ہے جبرائیل امین علیہ السلام پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ کیا آپ انہیں رزق دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کو اور مجھے رزق عطا فرماتا ہے۔ کیا آپ ان کی توبہ قبول کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ میرا اللہ ہی ہم سب کی توبہ قبول فرماتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میرے نوجوان بندے پہ نظر رحمت فرمایئے کیونکہ میں نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس نوجوان کو طلب فرمایا اور خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحبان عقل ودانش شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حدیث طیبہ سے عبرت حاصل کرے اور جان لے کہ زندہ کے ساتھ زنا کرنا مردے سے زنا کرنے سے بدتر ہے اور توبہ کے لئے بھی لازم ہے کہ حقیقی توبہ کرے اور توبہ حقیقی ہی سودمند ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب نوجوان نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ حقیقی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی خطاؤں پہ معافی کا قلم پھیر دیا۔

جیسی خطا ویسی توبہ

بندے کی توبہ اس کے گناہ کے مطابق ہونی چاہیے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا (التحریم:۸)

اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح سے مراد دلی ندامت، زبان سے استغفار اور کبھی بھی گناہ کی طرف نہ لوٹ آنے کا عزم صمیم ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ زبان سے استغفار کرنے والا گناہوں پہ اصرار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرنے والے کی طرح ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں کہ "ہماری استغفار کو بہت بڑی استغفار کی ضرورت ہے"

یعنی جب زبان سے استغفار کرتا ہو اور ارادہ ہو دوبارہ گناہ کرنے کا تو ایسی توبہ جھوٹوں کی توبہ ہے" اور اسے توبہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ توبہ تو یہ ہے کہ زبان سے اقرار استغفار کے ساتھ ساتھ گناہ سے باز رہنے کا پختہ ارادہ کرے جب یہ عزم صمیم ہو گا تو پھر کتنا ہی بڑا گناہ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و غفاریت کے صدقے معاف فرما دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پہ بڑا مہربان اور معاف فرما دینے والا ہے۔

لکھ گناہ میرا مولا ویکھے تے اوپردے پاون والا

کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کے سامنے کسی عابد کا تذکرہ ہوا تو اس بادشاہ نے اسے بلا بھیجا اسے اپنے پاس رہنے اور اس کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی چاہت کا اظہار کیا عابد نے کہا تمہارا ارادہ تو بہت اچھا ہے لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ اگر تم کسی دن گھر میں داخل ہو اور میں تمہاری کسی باندی کے ساتھ رنگ رلیاں منانے میں مصروف ہوں تو پھر تمہارا کیا رد عمل ہو گا؟ عابد کے منہ سے یہ کلمات سنتے ہی بادشاہ غضبناک ہو گیا کہنے لگا اوئے فاسق و فاجر کہیں کے تمہیں میرے سامنے ایسی بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی عابد کہنے لگا میرا مولا میرا رب کریم اگر ستر مرتبہ بھی مجھے گناہ کرتا ہوا دیکھ لے تو نہ وہ مجھ پہ غضبناک ہوتا ہے نہ اپنے دروازہ سے دھتکارتا ہے اور نہ ہی مجھے رزق سے محروم کرتا ہے میں اس کے دروازہ سے منہ موڑ کر ایسے شخص کے دروازے پہ کیوں آ جاؤں جو بغیر کسی گناہ و خطا دیکھے مجھ پہ غضبناک ہو رہا ہے اگر دیکھ لے تو نہ جانے کیا کرے عابد اٹھا اور بادشاہ کے دربار سے چلتا بنا۔

گناہ کی اقسام اور توبہ کا طریقہ

فقیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گناہ کی دو قسمیں ہیں

۱- جس کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہو

۲- جس کا معاملہ بندے اور لوگوں کے درمیان ہو

پہلی قسم:

وہ گناہ کہ جس کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہو اس کی توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ

زبان سے استغفار کرے، دل سے ندامت اور آئندہ کے لئے گناہ ترک کرنے کا پختہ ارادہ کرے اگر ان شرائط کے مطابق توبہ حقیقی کرلے تو اپنی جگہ سے ہٹنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت کا حقدار قرار پائے گا ہاں البتہ اگر فرائض میں کوتاہی کی ہو تو جب تک ان کی قضا نہ دے لے تو یہ توبہ فائدہ نہ دے گی فرائض کی کوتاہی میں قضا کے بعد ہی ندامت و استغفار فائدہ مند ثابت ہوگی۔

دوسری قسم:

وہ گناہ کہ جس کا تعلق بندے اور لوگوں کے درمیان ہو تو ایسی صورت میں جب تک حق تلفی کی صورت میں حق رسی نہ ہو جائے اور انہیں راضی نہ کرلیا جائے اس وقت تک توبہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

شیطان کا سر پیٹنا

بعض تابعین علیہم الرضوان سے مروی ہے، گنہگار گناہ کرکے جب مسلسل ندامت و استغفار کرتا رہتا ہے اور مسلسل استغفار کے نتیجے میں جنت میں داخل ہو جاتا ہے تو شیطان سر پیٹتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ کیا ہوا؟ کاش میں اسے گناہ کی دلدل میں نہ ڈالتا۔

ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین چیزوں میں جلدی کرنا بڑا ہی بہترین عمل ہے۔

۱- فرض نماز کی ادائیگی میں ۲- میت کی تدفین میں

۳- گناہ سرزد ہو جانے کی صورت میں توبہ کرنے میں

توبہ کی پہچان

کسی دانا کا قول ہے کہ آدمی کی توبہ کی قبولیت چار علامتوں سے پہچانی جاسکتی ہے

۱- اس کی زبان مالایعنی گفتگو، غیبت اور جھوٹ سے رکی رہے

۲- اس کے دل میں کسی قسم کا حسد اور عداوت نہ ہو

۳- برے دوستوں سے کنارہ کش ہو جائے

۴- اطاعت الٰہی میں کمربستہ، گزشتہ گناہوں پر نادم و تائب اور موت کے لئے مستعد و تیار

رہے کسی دانا سے پوچھا گیا کہ کیا توبہ کرنے والی کوئی علامت ہے جس سے یہ پہچانا جا سکے کہ اس کی توبہ قبول ہو چکی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہاں چار علامتوں سے پہچانا جا سکتا ہے۔

۱- برے دوستوں سے علیحدہ ہو جائے صالحین کی سنگت اپنا لے

۲- ہر قسم کے گناہ سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جانب توجہ مبذول کرے

۳- دل کو ہر قسم کی دنیاوی فرحتوں سے خالی کر کے غم آخرت کی دنیا سے آباد کر لے

۴- اللہ تعالیٰ نے جس رزق کی ذمہ داری لے رکھی ہے دل کو ان تفکرات سے خالی کر لے اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔

جس شخص میں یہ مذکورہ علامات پائی جائیں تو یقیناً وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن سے پسندیدگی کی شہادت اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمائی ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ (البقرہ ۲۲۲)

بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو۔

تائب کے حق میں لوگوں پر چار چیزیں

ایسا شخص جس میں مذکورہ چار علامتیں پائی جاتی ہوں ایسے شخص کے لئے لوگوں کے ذمہ چار چیزیں ہیں۔

۱- لوگ اس سے محبت کریں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و پسندیدہ لوگ ہیں۔

۲- اپنی دعاؤں میں توبہ پر ثابت قدمی کی التجا کریں۔

۳- سابقہ گناہوں پر اسے شرم نہ دلائیں۔

۴- اس کی سنگت میں بیٹھیں، اس سے گفتگو کریں اس کی دینی امور میں اعانت میں نصرت کریں۔

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو چار عزتوں سے سرفراز فرما دے گا

۱- اسے گناہوں سے یوں صاف و شفاف کر دے گا گویا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنالے گا۔

۳- شیطان کے غلبے سے محفوظ فرمالے گا۔

۴- آغوش موت میں جانے سے پہلے پہلے اسے امن وسلامتی کا مژدہ جانفزا سنادے گا۔

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ: ۳۰)

اترتے ہیں ان پر فرشتے (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے

توبہ کا اثر

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب توبہ کرنے والے جنت میں جائیں گے تو عرض کریں گے کہ کیا ہمارے ربّ نے ہم سے وعدہ نہ کیا تھا کہ وہ ہمیں جہنم پر لے جائے گا پھر جنت میں داخل فرمائے گا تو انہیں کہا جائے گا کہ جب تم آتش جہنم کے قریب سے گزرے تو تمہاری توبہ کے اثر سے جہنم کی آگ بجھ گئی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کو زنا کی پاداش میں رجم کیا گیا پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے رجم کا حکم بھی فرمایا اور پھر نماز جنازہ بھی ادا کی؟ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جیسی توبہ اس عورت نے کی تھی اگر ستر مرتبہ بھی وہ ایسا گناہ کر چکی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس توبہ کے تصدق سے اسے معافی عطا فرمادیتا۔

یعنی اس نے توبہ حقیقی کی، جب توبہ حقیقی کی جائے تو پھر کتنا ہی بڑا گناہ کیوں نہ ہو بارگاہ الٰہ سے اس کے لئے معافی نصیب ہو جاتی ہے۔

مومن کو گناہ پہ عار نہ دلاؤ

حضور اکرم رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

''جو مومن کو اس کے کسی گناہ پر شرمسار کرتا ہے وہ بھی اس گناہ کرنے والے کی طرح ہے اور لازماً اللہ تعالیٰ اسے بھی اس گناہ کی دلدل میں ڈال دے گا اور جو شخص کسی مومن کو اس کے کسی جرم کی وجہ سے شرم دلاتا ہے وہ دنیا سے جانے سے پہلے پہلے خود بھی اس گناہ کا مرتکب ہوگا اور رسوا ہوگا۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مومن دانستہ طور پر کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا اور نہ ہی قصداً گناہ کی گھاٹی میں گرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ط (الحجرات:۷)

اور قابل نفرت بنا دیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی

صاحب ایمان وایقان کے نزدیک معصیت وگناہ مبغوض شے ہے اہل ایمان قصداً کبھی گناہ کی دلدل میں نہیں پھنستا بلکہ غفلت سے اس دلدل میں جا گرتا ہے لہٰذا جب وہ اپنے گناہ سے توبہ کرلے تو پھر اسے اس گناہ پر شرمسار کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جب بندہ اپنے گناہ پہ صدق دل سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما کر اس طرح گناہ کا نام ونشان مٹا دیتا ہے کہ اعمال ضبط تحریر میں لانے والے فرشتے بھی اس کی بدعملی کو بھول جاتے ہیں، انسان کے جسم کے اعضا اس گناہ کو فراموش کر دیتے ہیں زمین کا وہ ٹکڑا جہاں گناہ ہوا وہ بھی اس کو بھول جاتا ہے، آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے گناہ ہوا ہو وہ بھی اسے فراموش کر دیتا ہے یہاں تک کہ بروز قیامت جب وہ آئیگا تو مخلوق خدا میں سے کوئی بھی اس کے خلاف شہادت دینے کے لئے نہ ہوگی۔

حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ عرش کے اردگرد تخلیق کائنات سے چار ہزار سال قبل یہ لکھ دیا گیا تھا کہ

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (طٰہٰ:۸۲)

اور میں بلاشبہ بہت بخشنے والا ہوں اسے جو توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے بعد ازاں ہدایت پر مستحکم رہتا ہے۔

''

باب ۱۰

توبہ کا دوسرا باب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب ﷺ نے "باب توبہ" کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم "باب توبہ" کیسا ہے؟ تو حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ کا دروازہ مغرب کے پیچھے ہے اس دروازے کے دونوں کواڑ سونے کے ہیں جو موتیوں اور یاقوت سے مرصع ہیں دونوں کواڑ کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کی چالیس سالہ مسافت کا ہے یہ دروازہ اللہ تعالیٰ نے اس دن سے کھول رکھا ہے جس دن کائنات تخلیق فرمائی اور اس دن تک کھلا رہے گا جس دن سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا جب بھی کوئی بندہ خدا توبہ نصوحہ کرتا ہے تو اس کی توبہ اسی دروازے سے بازیابی کا شرف حاصل کرتی ہے۔

توبۃ النصوح کیا ہے؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! توبہ النصوحہ کیا ہے تو آقا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا کہ گناہ کرنے والا اپنے سرزد ہونے والے گناہ پہ نادم و شرمسار ہو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے گناہ سے بری ہونے کا عہد کرے اور پھر کبھی اس گناہ کی طرف رخ نہ کرے"

شمس و قمر جب باب توبہ میں غروب ہو جائیں گے تو اس دروازے کے دونوں کواڑ مکمل طور پر بند ہو جائیں گے یوں محسوس ہوگا گویا اس میں کبھی کوئی شگاف ہی نہ تھا تب کسی

بندے کی توبہ قبول نہ ہوگی اور نہ ہی اسے کوئی نیکی فائدہ دے گی مگر حالت اسلام میں جو اس سے قبل نیکیاں کر چکا ان اعمال کا سلسلہ جاری رہے گا اور جو بداعمالیاں ہوں گی ان کے وبال کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور یہی مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ ايَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ امَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْراً ط (انعام :۱۵۸)

جس روز آئے گی کوئی نشانی آپ کے ربّ کی تو نہ نفع دے گا کسی کو اس کا ایمان لانا جو نہیں ایمان لاچکا تھا اس سے پہلے یا نہ کی تھی اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''التوبہ النصوح'' سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرلے پھر گناہ کا اعادہ نہ کرے۔

تین لوگوں کی توبہ قبول نہ ہوگی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''باب توبہ'' کھلا ہوا ہے تین قسم کے لوگوں کے سوا ہر توبہ کرنے والے کی توبہ شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔ وہ لوگ درج ذیل ہیں۔

۱- ابلیس لعین جو کافروں کا سردار ہے

۲- قابیل جو خطا کاروں کا سردار ہے

۳- انبیائے کرام کو شہید کرنے والے بدبخت

توبہ کا دروازہ توبہ کرنے والوں کے لئے ہمہ وقت کھلا ہوا ہے مغرب کی جانب سے اس کھلے ہوئے دروازے کی مسافت چالیس سال تک چلنے کی ہے وہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک مغرب سے سورج طلوع نہیں ہوجاتا۔

توبہ کی ندا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ توبہ فضا میں معلق شب و روز ندائیں دے رہی ہے کہ مجھے قبول کرنے سے راہِ فرار اختیار نہ

کرنے والے عذاب الٰہی کی گرفت سے بچ جائیں گے اس کی نداؤں کا یہ سلسلہ مغرب سے سورج طلوع ہونے تک جاری رہے گا جب طلوع آفتاب مغرب سے ہوگا تب کہیں جا کر توبہ کو اٹھا کر اس کی نداؤں کے سلسلہ کو روک دیا جائے گا اس حدیث طیبہ میں بندہ مومن کو توبہ کی ترغیب دی گئی ہے اور اس میں اس وضاحت کی طرف اشارہ ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو توبہ کی طرف بلاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور:۳۱)

اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ

یعنی تاکہ تم عذاب الٰہی سے نجات پا جاؤ اور رحمت الٰہی سے بہرہ ور ہو جاؤ اور مومنوں کو توبہ کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا (التحریم:۸)

اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو

توبہ ہر عمل خیر کی چابی ہے اور اہل ایمان کی نجات وکامیابی توبہ میں ہی مضمر ہے پھر توبہ کرنے والوں کے لئے عزت واکرام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ (التحریم:۸)

امید ہے، تمہارا ربّ دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں (یعنی تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمادے گا)۔

اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی

یعنی آخرت میں تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں عمدہ رہائشگاہیں، مکانات اور ان باغوں کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ توبہ کرنے والوں کے گناہ پر عفو و درگزر کا قلم پھیرنے والا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً۔ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کر بیٹھیں کوئی برا کام یعنی کبیرہ گناہ

اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ۔ یا ظلم کریں اپنے آپ پر (یعنی گناہ کبیرہ نہ ہو)

کہا جاتا ہے کہ یہاں اَوْ واؤ کے معنی میں ہے۔

ذَکَرُوْا اللّٰہَ یعنی گناہ کے سرزد ہوتے وقت خوف الٰہی بھی ان کے دامن گیر رہتا ہے پھر فوراً وہ ذکر الٰہی کرنے لگتے ہیں اور معافی مانگنے لگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور اللہ کے علاوہ کون بخشتا ان کے گناہوں کو وہ اپنے گناہوں پہ اصرار نہیں کرتے بلکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ گناہ ہے

توبہ کیوں نہیں کرتے؟

حضرت سعید بن بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے دادا حضور سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''میں روزانہ سو مرتبہ توبہ واستغفار کرتا ہوں''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو میں شب و روز میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں''

حضور اکرم سرورِ دوعالم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں وہ توبہ واستغفار کرتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطا ہیں تو وہ شخص کہ جس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے آیا اس کی بخشش ہوئی بھی یا نہیں، اس کے گناہ معاف ہوئے ہوں یا کہ نہیں تو پھر انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیوں توبہ نہیں کرتا، اور کس لئے اپنی زبان کو ہمہ وقت استغفار میں مشغول نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ۔ (القیامۃ ۵)

بلکہ انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے۔

یعنی انسان گناہ پہ گناہ تو کرتا جاتا ہے لیکن توبہ کے معاملہ کو مؤخر کئے بیٹھا ہے اور کہتا

ہے کہ میں عنقریب توبہ کرلوں گا اسی کشمکش میں مبتلا گناہ کی دلدل میں پھنسے ہی موت کی وادی میں جا گرتا ہے اور اسے توبہ کا موقع ہی نہیں ملتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مسوفون ہلاک ہو گئے'' مسوف سے مراد ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عنقریب توبہ کرلیں گے لہٰذا انسان پہ لازم ہے کہ وہ ہمہ وقت بارگاہ الٰہ میں توبہ کرتا رہے اور حالت توبہ میں ہی موت کی آغوش میں جائے کیونکہ توبہ کرنے والوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ

(الشوریٰ:۲۵)

اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور درگزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے یعنی جب بندگان خدا رجوع کر لیتے ہیں اور گناہوں سے تائب ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معافی عطا فرما دیتا ہے۔

توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہ پہ قلبی طور پر نادم ہو، زبان سے کلمہ استغفار کہے اور گناہ سے باز رہنے کا عزم صمیم کر لے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر یہ کلمات تین مرتبہ کہے تو اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے کلمات یہ ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی جب اسے مہلت دیدی گئی تو شیطان نے کہا اللہ تیری عزت وجلال کی قسم! ''میں بندے کے دل سے اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک جان اس کے جسم سے جدا نہ ہو جائے''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ابلیس لعین مجھے بھی میرے عزت وجلال کی قسم میں بھی اپنے بندے سے توبہ کی قبولیت کے سامنے کوئی حجاب نہ رکھوں گا اور یہ سلسلہ انسان کی زندگی کے

آخری لمحات تک جاری رکھوں گا۔

توبہ کرنے والے محبوبانِ خدا ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ورافت کو اپنے بندوں پہ ملاحظہ کرو کہ ان کے گناہوں کے جوہڑ میں ڈوبے ہونے کے باوجود انہیں مومنین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہوتا ہے

تُوبُوۡا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (النور: ۳۱)

اور رجوع کرو سب کے سب اے ایمان والو! تا کہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ۔

اور اپنے بندوں کو گناہوں کی توبہ کے بعد اپنا محبوب بنا لیتا ہے ارشاد الٰہی ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ ط (البقرہ: ۲۲۲)

بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو

حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنۡبِ کَمَنۡ لَّا ذَنۡبَ لَہٗ"

توبہ کرنے والا گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں

حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی یا امیر المومنین میں ایک گناہ کا مرتکب ہو چکا ہوں کیا کروں؟ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرو اور آئندہ گناہ نہ کرنا اس نے عرض کی کہ میں ایسا کر چکا ہوں توبہ کر کے پھر گناہ کر چکا ہوں آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو پھر گناہ نہ کرنا اس نے عرض کی کہ کب تک میں توبہ توڑ کے پھر توبہ کرتا رہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک تھک ہار کر شیطان کی کمر نہ ٹوٹ جائے۔

توبہ اور پردہ پوشی امت مصطفیٰ ﷺ کے لئے اعزاز

اِنَّمَا التَّوۡبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَہَالَۃٍ (النساء: ۱۷)

توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے ان کی توبہ ہے جو کر بیٹھتے ہیں گناہ بے سمجھی سے۔

جہالت سے مراد عمداً گناہ کرنا ہے

ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ (النساء ۱۷)

پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اسی آیت کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ موت کے سوا ہر چیز قریب ہی شمار ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہے الٰہ العالمین میں گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں مجھ سے فلاں غلطی سرزد ہوئی ہے میرے گناہ کو بخش دے مجھے معافی نصیب فرمادے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا اسے علم ہے کہ اس کا رب عفو و درگزر فرماتا ہے اور گناہوں پہ گرفت بھی فرماتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کی بخشش فرمادی۔ لہٰذا یہ سب اعزاز و اکرام امت مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے ہے جبکہ سابقہ امتوں میں تو ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر حلال اشیاء بھی حرام ہو گئیں پہلی امتوں میں جب کوئی گناہ کرتا تو وہ گناہ اس کے دروازے کی دہلیز پر رقم ہو جاتا یا اس کے جسم پر لکھ دیا جاتا کہ فلاں بن فلاں نے یہ گناہ کیا ہے اور اس کی توبہ یوں ہوگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے یہ معاملہ آسان کر دیا گیا ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا (النساء: ۱۱۰)

اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم اپنے آپ پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا مہربان

لہٰذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صبح و شام بارگاہ الٰہی میں توبہ کے لئے اپنے دامن کو پھیلائے رکھے۔

توبہ کی بہترین صورت پنجگانہ نماز ہے

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی زندگی میں شام وسحر آئیں لیکن وہ توبہ نہ کرے تو ایسا شخص ظالموں میں سے شمار ہوتا ہے۔ بندے کے لئے لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی توبہ کرتا رہے پنجگانہ نمازوں کی محافظت میں سر توڑ کوشش کرے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پانچ نمازوں کو صغیرہ گناہوں کو مٹا دینے کی بہترین صورت بنائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف بازیابی کی اجازت چاہی اجازت ملنے پر حاضر خدمت ہوا تو اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فلاں باغ میں میرا سامنا ایک دوشیزہ سے ہوا تو میں نے اس کے ساتھ معانقہ کیا، بوس وکنار کیا الغرض جماع کے علاوہ جو ہوسکتا تھا میں کر گزرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی روئیداد سن کر کچھ وقت کے لئے خاموش ہو گئے اسی دوران یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (ھود:۱۱۴)

یعنی فقط رضائے الٰہی کے لئے دن کی دونوں جانبوں میں نماز ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤ اور ان اوقات میں ادا کی جانیوالی نمازوں سے مراد فجر، ظہر اور عصر ہیں اور رات کے حصوں میں ادا کی جانیوالی نماز سے مراد مغرب اور عشاء ہے۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۔ (ھود:۱۱۴)

بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو

یعنی پانچوں نمازوں کے درمیان سرزد ہونے والے صغیرہ گناہ نمازوں سے محو ہو جاتے ہیں

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے

حضور اکرم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو طلب فرمایا اور قرآن پاک کی اس آیت طیبہ کو تلاوت فرما کر اسے مژدہ بخش دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا حبیب

خدا ﷺ! کیا یہ خاص اسی کے لئے حکم ہے یا کہ عام لوگوں کے لئے بھی مژدہ جانفزا؟ حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عام لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر بندے پہ دو فرشتے مقرر ہیں دائیں طرف والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے پہ امین اور نگران مقرر ہے جب بندہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ اپنے نگران سے پوچھتا ہے کہ کیا میں اس کی غلطی کو ضبط تحریر میں لے آؤں؟ لیکن نگران امین فرشتہ اسے منع کر دیتا ہے کہ ابھی اسے نہ لکھو، یہاں تک کہ بندے سے پانچ گناہ سرزد ہو جاتے ہیں پانچ گناہ سرزد ہو جانے پہ بائیں جانب والا فرشتہ پھر پوچھتا ہے کہ کیا اب مجھے اجازت ہے کہ میں اس کی برائیوں کو لکھ لوں؟ لیکن ابھی بھی نگران فرشتے کی طرف سے اسے اجازت نہیں ملتی پھر توفیق الٰہی سے بندہ ایک نیکی کر لیتا ہے تب دائیں جانب والا نگران و امین فرشتہ کہتا ہے کہ مجھے بتاؤ کہ کیا ایک نیکی کے عوض دس نیکیاں نہیں لکھی جائیں گی؟ لہٰذا ہم معاہدہ کر لیتے ہیں کہ تم دس نیکیوں میں سے پانچ کے عوض پانچ گناہ مٹا دو اور میں دس کی بجائے پانچ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کر دیتا ہوں۔ شیطان کراماً کاتبین کے اس معاہدے کو دیکھ کر چیخ اٹھتا ہے کہتا ہے کہ میں ابن آدم کو اپنی گرفت میں کیسے لے سکتا ہوں؟

زانیہ کی توبہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی پریشانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شب میں نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور اکرم ﷺ کے ساتھ چلا آ رہا تھا کہ دوران راہ نقاب اوڑھے ہوئے ایک خاتون کو دیکھا جس نے مجھے کہا اے ابوہریرہ! مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو چکا ہے کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟ میں نے کہا کہ تیرا گناہ کیا ہے؟ اس خاتون نے کہا کہ مجھ سے زنا جیسا قبیح عمل سرزد ہوا، اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو میں نے مار ڈالا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے خاتون تو خود بھی ہلاکت ہوئی، ایک جان کو بھی قتل کیا، قسم بخدا تیری توبہ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ خاتون سسکیاں لے لے کر آہ و

زاری کرنے لگی اور اسی حالت میں بے ہوش کر دھڑام سے نیچے گر گئی، میں اسے بات بتا کر چلتا بنا لیکن اپنے آپ سے میں کہتا جاتا تھا حضور اکرم، علام الغیوب رحمت دو عالم ﷺ کے ہوتے ہوئے تجھے بولنے اور فتویٰ دینے کی کیا ضرورت تھی؟ صبح ہوئی میں بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم گزشتہ شب مجھ سے ایک خاتون نے یوں اپنی بپتا بیان کی میں نے یوں یوں اس کو مسئلہ بتا دیا کہ اس قبیح عمل پہ تمہاری توبہ نہیں ہوسکتی۔ حضور اکرم ﷺ نے سنتے ہی ارشاد فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ابوہریرہ! تو بھی ہلاک ہو گیا اور اسے بھی ہلاک کر دیا کیا تجھے یہ آیت یاد نہ تھی

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (الفرقان: ۶۸ تا ۷۰)

اور جو نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا اس کی سزا دوگنا کر دیا جائے گا اس کے لئے عذاب روز قیامت اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل و خوار ہو کر مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ سے اجازت طلب کی اور مدینہ طیبہ کے گلی کوچوں میں دوڑتا پھرتا اور یہ آوازیں دیتا کہ لوگو! مجھے بتاؤ وہ عورت کہاں ہے جو گزشتہ شب مجھ سے مسئلہ پوچھتی تھی عورت کی رہنمائی کے لئے اس کی تلاش میں میری دیوانگی کو دیکھ کر بچے شور مچاتے تھے کہ ابوہریرہ دیوانے ہو گئے ہیں بالآخر میری تلاش بسیار کے بعد وہ عورت مجھے وہیں گئی جہاں گزشتہ شب ملی تھی میں نے اسے حضور

اکرم ﷺ کے فرمان عالیشان سے آگاہ کیا کہ تمہاری توبہ قبول ہو سکتی ہے خاتون کی پلکیں خوشی کے آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور وہ خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی کہنے لگی میرا ایک باغ ہے جسے میں اپنے گناہ کے کفارہ کے لئے مسکینوں پہ صدقہ کرتی ہوں۔

توبہ حقیقی گناہوں کو نیکیاں بنادیتی ہے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان۷۰)

مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے۔

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ بندہ جب گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بروز حشر انسان اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا تو شروع میں گناہ ہی گناہ اور آخر میں نیکیاں ہی نیکیاں پھر جب دوبارہ نامہ اعمال کو دیکھے گا تو شروع کے سارے گناہ بھی نیکیاں ہی نیکیاں نظر آئیں گی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی یوں ہی فرماتے ہیں

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ سے مراد یہ ہے کہ اعمال سیئہ کو اللہ تعالیٰ توبہ حقیقی کے بعد اعمال صالحہ کا روپ دے دیتا ہے اور بندے کو یہ توفیق خاص عطا فرما دیتا ہے کہ بندہ برے اعمال کی بجائے اعمال صالحہ کو اپنا وطیرہ بنا لیتا ہے۔ یہی مفہوم ہے آیت مذکورہ کا

اے بندگان خدا! جان لو کہ کفر سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے اور کفر کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (الانفال:۳۸)

فرما دیجئے کافروں کو کہ اگر وہ (اب بھی) باز آجائیں تو بخش دیا جائے گا انہیں جو ہو چکا۔

تو جو گناہ کفر سے کم درجہ کا ہو اس کے بارے تمہارا کیا خیال ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا

اگر تم اتنے زیادہ گناہ کرلو جن سے آسمان وزمین کا درمیانی خلا بھر جائے پھر تم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی توبہ کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر تمہارے گناہوں کی تمہیں معافی عطا فرمادے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ اور تین قسم کے عذر

حضرت یزید لقاشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے منبر رسول علیہ السلام پہ تشریف فرما تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو انسان کی عزت وسرفرازی کا تاج عطا کیا بروز قیامت تین قسم کے عذر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمائے گا۔

(۱) اے آدم! اگر میں نے جھوٹوں پہ لعنت نہ کی ہوتی، جھوٹوں سے بغض کا اظہار نہ کیا ہوتا، جھوٹوں پہ وعید نہ کی ہوتی، جن وانس سے جہنم کو بھرنے کا تاکیدی قول نہ فرمایا ہوتا تو آج تیری نسل پہ اپنی رحمت کی برکھا برسا کر انہیں جنت میں بھیج دیتا۔

(۲) اے آدم! میں تیری نسل میں سے ان لوگوں کے سوا کسی کو نہ تو جہنم میں داخل کروں گا اور نہ ہی عذاب دوں گا جن کے بارے مجھے علم ہے کہ اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دوں تو پھر وہ گناہوں کی دلدل میں جاگریں گے جن سے نکل کر آئے ہیں نہ تو وہ توبہ کریں گے اور نہ ہی گناہوں سے باز آئیں گے۔

(۳) اے آدم! میں تجھے اپنے اور تیری اولاد کے درمیان ثالث مقرر کرتا ہوں تو میزان عمل کے پاس جاکر کھڑا ہو جا میزان عمل کو دیکھتا رہ ذرہ بھر جن کے اعمال کا پلڑا بلند ہوگا اسے میں جنت میں داخل کردوں گا یہاں تک کہ تو جان لے گا کہ میں ظالم کے سوا کسی

کو جہنم میں داخل نہیں کرتا۔

نامہ اعمال کے مجموعے

حضرت عائشہ ؓ روایت فرماتی ہیں کہ حضور اکرم سیّد العرب والعجم محبوب کون و مکان ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نامہ اعمال کے مجموعے تین قسم کے ہوں گے

(۱) نامہ اعمال کا وہ مجموعہ کہ اللہ تعالیٰ جس کی بالکل بخشش نہ فرمائے گا

(۲) نامہ اعمال کا ایسا مجموعہ کہ اللہ تعالیٰ بخشش فرمادے گا

(۳) وہ اعمال نامہ کہ کسی چیز کو بھی جس سے نظر انداز نہ کیا جائے گا

پہلی قسم

نامہ اعمال کا وہ دفتر و مجموعہ کہ جس کی بخشش نہ ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کبریا کے ساتھ شرک ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ ۔

(المائدہ۷۲)۔

یقیناً جو بھی شریک بنائے گا اللہ کے ساتھ تو حرام کردی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا آگ ہے

دوسری قسم

نامہ اعمال کا وہ مجموعہ جن کی بخشش و مغفرت ہوگی انسان کے وہ اعمال ہیں کہ بندے نے اپنی ذات پہ ظلم کیا ہوگا لیکن اس کا معاملہ بندے اور ربّ کے درمیان ہوگا

تیسری قسم

نامہ اعمال کا وہ مجموعہ کہ جن سے کچھ بھی نہ چھوڑا جائے گا وہ بندوں کا ظلم ہوگا جو انہوں نے ایک دوسرے پر کیا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ، حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

میدانِ حشر میں ہر صاحب حق کو اس کا حق دیدیا جائے گا حتیٰ کہ سینگوں والی بکری نے

بغیر سینگوں والی بکری کو جو سینگ مارا ہو گا اس کا بدلہ بھی اسے مل جائے گا

لہٰذا بندے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے مد مقابل کو دنیا میں ہی راضی کرنے کی پوری کوشش کر لے اگر گناہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہو تو رحیم و کریم اللہ تعالیٰ تو بندے کو بخشش مانگنے پہ معافی عطا فرما دے گا لیکن اگر بندوں کا باہمی معاملہ ہوا تو وہ اپنی حق رسی کا مطالبہ کریں گے جب تک مظلوم راضی نہ ہو گا اس وقت تک توبہ و استغفار اسے کوئی نفع نہ دے گی اگر دنیا میں راضی نہ ہوا تو ظالم کی نیکیاں قیامت کے دن مظلوم کو دے کر اس کی دادرسی کی جائے گی۔

امت خیر الانام ﷺ میں مفلس کون؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسالتمآب فخر انس و جان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے میرے صحابہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری امت میں مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم و دینار ہوں اور نہ ہی ساز و سامان۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو بروز حشر نماز و روزہ کے توسط سے نیکیوں کا انبار لے کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہو گا ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پہ بہتان لگایا ہو گا، کسی کا ناجائز طریقہ سے مال کھایا ہو گا۔ کسی کی خون ریزی کی ہو گی، کسی کو پیٹا ہو گا جس شخص کی جس طرح بھی حق تلفی کی ہو گی اس کی دادرسی کے لئے اس کی نیکیوں میں سے بدلے کے طور پہ ان کو نیکیاں دے دی جائیں گی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر بدلا نہ اترا تو مظلوموں کے گناہ اس کے پلے میں ڈال کر ان کو بدلا دلایا جائے گا۔ نیکیوں کا پلڑا خالی اور دوسروں کے گناہوں سے بھرا کشکول لے کر میدان قیامت میں پھرنے والا شخص مفلس ہے۔ پھر اس خالی دامن اوروں کے گناہوں سے لدے ہوئے شخص کو اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدراز ہیں کہ وہ ہمیں توبہ کی توفیق اور پھر توبہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت فرمائے کیونکہ توبہ کرنے کی بہ نسبت توبہ پہ ثابت قدمی زیادہ صبر آزما کام

ہے۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عمل خیر کو معمول بنالینے کے بعد اسے ترک کر دینے کا وطیرہ نہ اپنانا کیونکہ توبہ کر کے گناہ کی طرف لوٹ آنیوالا شخص کامیابیوں کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔

توبہ کرنے والے شخص کے لئے مناسب ہے کہ وہ موت کے تصور کو سامنے رکھے تاکہ اس دائمی تصور کی بدولت توبہ پہ ثابت قدمی نصیب ہو گزشتہ کوتاہیوں اور خطاؤں پہ غور و فکر کرے، کثرت سے استغفار کرے استغفار اور توبہ کی توفیق پہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ بروز حشر اعمال کے ثواب و جزا پہ غور و فکر کرے کیونکہ جو ثواب آخرت میں غور و فکر کرتا ہے وہ نیکیوں میں راغب ہوتا ہے اور جو عذاب الٰہی میں فکر کرتا ہے وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

صحیفہ موسیٰ علیہ السلام کے چھ کلمات

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمیں صحف موسیٰ علیہ السلام کے بارے کچھ ارشاد فرمائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں چھ کلمات تھے

(۱) ایسے شخص پہ مجھے تعجب و حیرت ہے جسے جہنم کا یقین بھی ہو پھر کیونکر ہنستا ہے۔

(۲) ایسے شخص پہ حیرت و استعجاب ہے جسے موت کا یقین ہے پھر کیونکر خوشیاں مناتا ہے۔

(۳) ایسے شخص پہ تعجب ہے جو حساب و کتاب کا یقین رکھنے کے باوجود برے عمل کرتا ہے۔

(۴) ایسے شخص پہ بھی تعجب ہے جو تقدیر پہ ایمان و یقین کے باوجود ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرتا ہے اور کیونکر غم و اندوہ کا شکار ہے۔

(۵) تعجب ہے ایسے شخص پہ جو دنیا اور دنیا والوں کی بدلتی کروٹوں کو دیکھ کر کس طرح مطمئن بیٹھے ہیں۔ تعجب ہے ایسے شخص پہ جنہیں جنت کا یقین بھی ہے لیکن پھر بھی اعمال صالحہ نہیں کرتے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

زاذان کے مقدر پہ فدا ہے جہان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ایک دن کوفہ کی کسی نواحی بستی سے گزرے دیکھا تو وہاں فاسقوں کا ایک گروہ بادہ نوشی میں غرق ایک گویے کے گانے سے

محظوظ ہو رہا تھا۔ زاذان نامی گویا سارنگی بجانے اور بڑی سریلی آواز میں گانا گانے میں محو تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کتنی خوبصورت اور سریلی آواز ہے کاش اسی زبان سے یہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہوتا یہ کہہ کر چل دیئے زاذان نے ان کی بات سن کر پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، پوچھا انہوں نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ فرما رہے تھے کہ اتنی خوبصورت آواز سے کاش قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی ہوتی۔ زاذان کے دل میں ایسی ہیبت پیدا ہوئی کہ اس نے سارنگی زمین پر دے ماری اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوڑ پڑا قریب پہنچ کر گردن میں رومال ڈال کر خوب آہیں بھرنے لگا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اسے گلے لگا کر رونے لگے روتے بھی جاتے اور فرماتے بھی جاتے تھے کہ میں ایسے شخص سے کیوں محبت نہ کروں جس سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات بھی پیار کرتی ہے سارنگی نے گناہوں سے توبہ کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غلامی اختیار کی قرآن سیکھنے لگا قرآن پاک اور دیگر علوم سیکھتے سیکھتے زاذان علمی میدان کا امام و پیشوا بن گیا۔ بے شمار احادیث زاذان نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں۔

توبہ حقیقی کی برکت سے بنی اسرائیل کے سات نبی

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت اپنی خوبصورتی اور حسن و جمال کی بدولت لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کرتی تھی وہ اپنے کھلے ہوئے دروازے کے سامنے اپنی چارپائی پہ بیٹھی ہر آنے جانیوالے کی نظروں کی تسکین بنی رہتی اس کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ جو بھی راہی اسے دیکھتا وہ اس پر فریفتہ ہو جاتا اگر اس کی قربت میں بیٹھ کر ذوق کی تسکین کرنا چاہتا تو کم از کم دس دینار دے کر عورت کے قریب جانے کی اجازت ملتی اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دن ایک عابد کا گزر اس کے دروازے سے ہوا اسے چارپائی پہ بیٹھا دیکھا تو ہوش و حواس کھو بیٹھا دل کی دنیا اس عورت کی طرف مائل ہو گئی اللہ تعالیٰ کے حضور لاکھ دعائیں کی لیکن دل یہ تھا کہ اسی کے خیالوں کی دنیا میں مگن اس عورت کے حسن کے نقش کو مٹانے کی سر توڑ کوشش کی، مشقتیں جھیلیں لیکن بے سود، بالآخر اس عابد نے

اپنا سامان بیچا بقدر ضرورت دینار جمع کئے اور پونجی لے کر اس عورت کے دروازے پہ آ گیا عورت نے دینار اپنے وکیل کے سپرد کرنے کا حکم دے کر اسے مخصوص وقت میں آنے کا وعدہ کر لیا وقت مقررہ پہ عابد حسینہ کی دہلیز پہ پہنچ گیا حسینہ آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنی چارپائی پہ بیٹھی منتظر تھی عابد بے تکلفی سے گھر میں داخل ہوا اس کے ساتھ بیٹھ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی گزشتہ عبادات کی برکات درمیان میں حائل ہو گئیں عابد کے دل میں خوف الٰہی کی ایسی ہیبت داخل ہوئی کہ وہ تھر تھر کانپنے لگا رنگ متغیر ہو گیا عورت نے عابد کا بدلا ہوا رنگ دیکھا تو پوچھا کہ کیا ہوا؟ عابد نے کہا کہ میں اپنے ربّ قدیر سے ڈرتا ہوں مجھے جانے دو، عورت نے کہا افسوس ہے تجھ پر لوگ تو ایسے مواقع کی تمنا کرتے ہیں تمہیں موقع ملا تو بھاگتے ہو، کہا کہ بس میں اپنے ربّ سے ڈرتا ہوں میں نے دینار بھی تمہیں بخشے تم مجھے جانے دو۔ عورت نے کہا لگتا ہے تم نے کبھی ایسا کام نہیں کیا؟ کہا نہیں، عورت کہنے لگی کہ اپنا نام پتہ بتاؤ؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بستی کا فلاں شخص ہوں عورت نے اس کی واپسی کی راہیں کھول دیں وہ روتا کرلاتا، چیختا چلاتا، اپنے سر پہ مٹی ڈالتا چل پڑا عابد پہ طاری خشیت الٰہیہ اور اس کے آہ و بکا کے عمل کی برکت سے عورت کے دل میں ایسی ہیبت بیٹھی کہ وہ خود سے کہنے لگی کہ ایک ایسا شخص جو اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی گناہ کا مرتکب ہونے لگا تو اس پہ خوف الٰہی ایسا چھایا اور ایک میں ہوں کہ گناہوں کے گندے جوہڑ میں غرق ہوں اور سالہا سال بیت گئے وہی ربّ جس سے وہ عابد ڈرتا ہے وہی میرا بھی اللہ ہے مجھے تو اس کی نسبت بہت زیادہ ڈرنا چاہیے عورت نے اسی وقت توبہ کی، دروازہ بند کر دیا، پھٹے پرانے کپڑے پہن لئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف متوجہ ہو گئی۔ مشیت ایزدی سے اپنی استطاعت کے مطابق عبادت کرتی رہی ایک دن اپنے آپ سے کہتی ہے کہ اگر میں اس عابد کے پاس چلی جاؤں تو ممکن ہے وہ مجھے رشتہ ازدواج میں منسلک کر لے پھر میں اس کی محبتوں کی بدولت دینی امور بھی سیکھ لوں گی اور عبادت الٰہی کے معاملات میں وہ میرا معاون و رہنما بھی بن جائے گا اپنا ساز و سامان اٹھایا، نوکر چاکر لئے اور مطلوبہ بستی کی طرف چل پڑی عابد کے گھر کا پتہ پوچھتی ہوئی اپنی منزل تک پہنچ گئی۔ عابد کو مطلع کر دیا گیا کہ کوئی عورت تمہارے بارے پوچھ رہی ہے۔ عابد حجرے سے باہر نکلا عورت نے عابد کو دیکھ کر اپنے

چہرے سے نقاب الٹ دیا تا کہ عابد اسے پہچان لے عابد نے عورت کو دیکھا تو اسے وہ واقعہ یاد آ گیا عابد نے چیخ ماری، دھڑام سے نیچے گرا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ عورت اسے رنج والم کی تصویر بنی حیرت سے تکے جا رہی تھی کہنے لگی میں تو اس کے لئے گھر چھوڑ کے آئی تھی اور یہ اگلے جہان چل بسا کیا اس کا کوئی عزیز رشتہ دار ہے جو مجھے اپنے عقد میں لے لے؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا غریب بھائی ہے جس کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ عورت نے کہا کوئی بات نہیں میں جو مال و دولت کی مالک ہوں پھر اسی عابد کے غریب بھائی کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی جس کے بطن سے سات بیٹے پیدا ہوئے اور سارے کے سارے بنی اسرائیل کے نبی ہوئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

باب ۱۱

والدین کے حقوق

والدین کی خدمت جہاد سے افضل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہوئے صبح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے اگر والدین میں سے کوئی ایک ناراض ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک والدین راضی نہ ہوں۔ عرض کیا گیا گو کہ زیادتی بھی والدین کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گو کہ زیادتی ان کی طرف سے ہی ہو۔

ایک دوسری روایت میں مزید کلمات یہ ہیں کہ اگر والدین کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے اور اسی طرح اس کے شام و سحر بیتتے رہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھول دیتا ہے اگر ایک سے حسن سلوک نہ کرے تو ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی یا الٰہ العالمین! مجھے کوئی تاکیدی حکم عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے حقوق کی رعایت کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض میرے مولا! مجھے کوئی اور حکم عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی کہ مجھے مزید حکم دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی کہ مجھے مزید حکم دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والد سے حسن سلوک کر۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں

کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر خدمت ہوا عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ماں باپ کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے۔ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث طیبہ اس بات پہ دلیل ہے کہ والدین سے حسن سلوک راہ خدا میں جہاد کرنے سے افضل ہے کیونکہ غیب دان نبی آخر الزماں ﷺ نے جہاد کے لئے جانے کی بجائے والدین کی خدمت کو ترجیح دی۔ اسی لئے ہمارا نقطہ نگاہ بھی یہی ہے کہ والدین اگر جہاد پہ جانے کی اجازت نہیں دیتے تو اس کے لئے والدین کی حکم عدولی کر کے جہاد پہ جانا جائز نہیں۔ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری جہاد کے لئے جانے سے افضل ہے۔

حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟

بھز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تیری ماں

فرماتے ہیں میں نے عرض کی: پھر کون؟

ارشاد فرمایا: تیری ماں

میں نے عرض کی: پھر کون؟

ارشاد فرمایا: تیری ماں

میں نے پھر عرض کی: پھر کون؟

ارشاد فرمایا: تیرا باپ

پھر جو اس کے قریب رشتہ دار ہے پھر جو اس کے قریب رشتہ دار ہے۔ حضرت زید بن علی علیہما الرحمہ اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک والدین کی نافرمانی کے حوالے

سے اف سے بھی کم درجہ کا کلمہ ہوتا تو اس سے بھی منع فرما دیتا۔ والدین کا نافرمان جو چاہے اچھا عمل کرتا رہے جنت میں داخل نہ ہوگا اور ماں باپ کا فرمانبردار جو چاہے عمل کرتا رہے جہنم میں داخل نہ ہوگا۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں والدین کا ادب واحترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم نہ بھی فرماتا تب بھی صاحبان عقل وفکر اسے واجب جانتے عقلمند شخص کے لئے واجب وضروری ہے کہ وہ والدین کے ادب واحترام کا پاس کرے ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے کوتاہی کی بھی کیسے جاسکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے کتب سماوی تورات وانجیل اور زبور وقرآن حکیم میں واضح احکام بیان فرما دیئے ہیں اور ساتھ ساتھ انبیائے کرام علیھم الصلوٰات پر وحی فرما کر انہیں بھی حقوق والدین کی پاسداری اور احترام والدین کی تاکید فرما دی ہے۔ اپنی رضامندی کو والدین کی رضا اور خود اپنی ناراضی کو والدین کی ناراضی سے مشروط فرما دیتا ہے۔

تین احکام لازم وملزوم

قرآن مجید فرقان حمید کی تین آیات میں دو، دو احکام کو اس طرح متصل فرما دیا گیا ہے کہ کسی ایک حکم کو نظر انداز کر دیا جائے تو دوسرا بھی قابل قبول نہیں رہتا۔ وہ تین مقامات کے احکامات درج ذیل ہیں۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (البقرہ:۴۳)

اور صحیح ادا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ

جو شخص نماز کے اہتمام میں تو کوتاہی نہیں کرتا لیکن زکوٰۃ بالکل ادا نہیں کرتا ایسے شخص کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (المائدہ: ۹۲)

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔

جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تو کرے لیکن رسول معظم ومکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نظر انداز کر دے تو ایسے شخص کی اطاعت خداوندی بھی قبول نہیں

ہوتی۔

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ (لقمان:۱۴)

کہ شکرادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

جو اللہ تعالیٰ کا تو شکرادا کرے لیکن والدین کا نافرمان و ناشکرا ہو تو اس کا شکر الٰہی بھی قبول نہیں ہوتا۔

اس پر دلیل حضور اکرم ﷺ کی وہ حدیث طیبہ ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ لَعْنَةَ اللهِ تبتر'' والدین کی لعنت اولاد کی بیخ کنی کر دیتی ہے۔

جس نے ماں باپ کو راضی کر لیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا اور جس نے والدین کو ناراض کیا تو اس نے خالق کائنات کی ناراضی مول لے لی جسے زندگی میں والدین یا والدین میں سے کسی ایک کی خدمت کا موقع ملے لیکن وہ ان سے حسن سلوک نہ کرے وہ رب کائنات کی رحمت سے دور اور جہنم کا مستحق گردانا جائے گا۔

بہترین اعمال

حضور اکرم شفیع المذنبین ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی گئی کہ کون سا عمل افضل ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اپنے وقت پہ نماز ادا کرنا، والدین سے حسن سلوک سے پیش آنا پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

فرقد سنجی علیہ الرحمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ بچے کے لئے یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ وہ والدین کی موجودگی میں ان کی اجازت کے بغیر گفتگو کرے، نہ ہی ان کے دائیں بائیں اور آگے چلے جب والدین آواز دیں تو انہیں جواب دے چلتے وقت ماں، باپ کے پیچھے پیچھے اس طرح کہ جیسے ایک غلام اپنے آقا کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔

ماں کا حق ادا نہیں ہوتا

مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری والدہ بڑی ضعیف ہو چکی ہے میں اسے اپنے ہاتھوں سے

کھلاتا، پلاتا ہوں، اسے وضو کراتا ہوں، اپنے کندھوں پہ اٹھالئے پھرتا ہوں۔ کیا میں نے اس کے حق کو ادا کر دیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں تو ایک فی صد بھی حق ادا نہیں کر سکا لیکن تیرے اس اچھے عمل پہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔

ھشام بن عروہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حکمت میں یہ لکھا ہوا ہے لعنتی ہے ایسا شخص جس نے اپنے ماں، باپ کو ملعون کیا، جس نے کسی کو راہ خدا سے روکا، جس نے کسی نابینا کو غلط راستہ پر چڑھا دیا، جس نے بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا اور جس نے اپنے اور دوسرے کی زمین کی درمیانی حد کو بدل ڈالا۔

ایک قول کے مطابق زمین کی درمیانی حد سے مراد حرم کی حدود ہیں۔

ماں، باپ کو ملعون کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دے دے جس کی وجہ سے والدین کو ملعون و مطعون ٹھہرایا جائے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

سب سے بڑا اپنے ماں، باپ کو گالیاں دینا ہے عرض کیا گیا کہ اپنے والدین کو کوئی کیسے گالیاں دے سکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے (تو گویا اس نے اپنے ہی ماں باپ کو گالی دی ہے)

بیویوں کو ماؤں پر ترجیح نہ دو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ کے عہد میں علقمہ نامی ایک شخص بڑا محنتی اور کھلے دل سے صدقہ وخیرات کرنے والا تھا ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو اس کا مرض بڑھتا ہی چلا گیا اس کی بیوی نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں معروضات پیش کیں کہ میرا شوہر موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ کو اطلاع کر دوں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال، حضرت علی، حضرت سلمان اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت علقمہ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے روانہ فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ مختصر سا اجتماع چل پڑا۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہوں نے

کلمہ کی تلقین کی تو علقمہ کی زبان سے کلمہ ادا نہ ہوتا تھا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقین ہو گیا کہ علقمہ کلمہ نہ پڑھنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا تو انہوں نے صورتحال سے آگاہی کے لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت جلیلہ میں روانہ کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس کے والدین زندہ ہیں؟
عرض کیا گیا کہ باپ تو فوت ہو چکا البتہ ماں زندہ ہے لیکن وہ بھی بڑی عمر رسیدہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! جاؤ اس کی ماں کو میرا اسلام بھی کہو اور کہو کہ اگر آ سکتی ہو تو میرے پاس آ جائے ورنہ انتظار کرے اللہ کے رسول اس کے پاس تشریف لا رہے ہیں۔
علقمہ کی ماں کو یہ پیغام ملا تو وہ کہنے لگی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات طیبہ پہ میں صدقے میں واری، میں حضور کی بارگاہ میں حاضری دوں گی۔ اس نے اپنی لاٹھی پکڑی اور لاٹھی ٹیکتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس نے سلام عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب عنایت فرمایا پوچھا سچ سچ بتاؤ علقمہ کی حالت ایسے کیوں ہے؟ اگر غلط بیانی کرو گی تو بذریعہ وحی مجھے بتا دیا جائے گا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! علقمہ نماز روزے کا بھی پابند تھا اس قدر صدقہ و خیرات کرتا کہ اسے بھی دیناروں کے وزن اور ان کی تعداد کا علم نہ ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ اس کا رویہ کیسا تھا؟ عرض کیا کہ میں اس پہ ناراض ہوں۔ پوچھا کیوں؟ کہا کہ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا تھا ہر کام میں میری نافرمانی کرتا اور اس کی بات کو مانتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ماں کی ناراضی نے اس کی زبان کو کلمہ شہادت ادا کرنے سے روک دیا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بلال! لکڑیوں کا انبار جمع کرو تا کہ ہم اس ماں کے نافرمان کو آگ کے انگاروں میں اٹھا پھینکیں ماں کی ممتا تڑپ اٹھی عرض کرنے لگی، اے اللہ تعالیٰ کے نبی! میرے جگر گوشہ کو، میرے بیٹے کو میرے سامنے آپ آگ میں جلائیں گے میرا دل اسے کیسے برداشت کرے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علقمہ کی ماں اللہ تعالیٰ کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت اور دائمی ہے۔ اگر تیری خوشی اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دے تو پھر تو اس سے راضی ہو جا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ

قدرت میں میری جان ہے اگر تو ناراض رہی تو نہ اسے نماز فائدہ دے گی اور نہ ہی صدقہ۔
علقمہ کی والدہ نے ہاتھ اٹھا کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آسمانوں کے مالک اللہ تعالیٰ کو، آپ کو اور موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کر دیا۔ میں اس سے راضی ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا اے بلال! جاؤ دیکھو کہ علقمہ کی زبان پہ کلمہ جاری ہوا یا نہیں ممکن ہے علقمہ کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے کہہ دیا ہو اور دل سے راضی نہ ہوئی ہو۔ بلال رضی اللہ عنہ چل پڑے جب دروازے پہ پہنچے تو علقمہ کے کلمہ پڑھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ قریب پہنچے تو کہا کہ علقمہ کی ماں کی ناراضی نے علقمہ کی زبان بند کر دی تھی اب وہ راضی ہو چکی اور ماں کی رضامندی نے اس کی زبان کھول دی اور وہ اسی دن وصال فرما گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی پھر ان کی تدفین کے بعد قبر پہ کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ

اے مہاجرین وانصار کے گروہ جس نے اپنی بیوی کو اپنی ماں پہ ترجیح دی اس پہ اللہ کی لعنت ہے ایسے شخص کے نہ تو فرائض قبول ہوتے ہیں اور نہ ہی نوافل۔

ماں باپ کو اف تک نہ کہو

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط (الاسراء: ۲۳)

اور حکم فرمایا ہے آپ کے ربّ نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے ربّ نے یہ حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو وحدہٗ لاشریک نہ مانو، اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، نافرمانی اور معصیت میں کسی کی بات نہ مانو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، والدین سے حسن سلوک کرو ان سے نرم رویہ اختیار کرو۔

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ

(الاسراء: ۲۳)

اگر بڑھاپے کو پہنچ جائیں تیری زندگی میں ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انہیں اف تک مت کہو

یعنی نہ تو انہیں گالی دو نہ ان سے گھٹیا کلام کرو ایک قول یہ بھی ہے کہ جب والدین ضعیف و معمر ہو جائیں اور انہیں بول و براز کے لئے تمہاری ضرورت ہو تو اس وقت ناک نہ چڑھاؤ اور نہ ہی چہرے پہ تیوریاں ڈالو تمہاری صغرسنی میں وہ بھی تو تمہارے بول و براز کی مشقت برداشت کرتے رہے۔

وَلَا تَنْهَرْ هُمَا۔ اور انہیں مت جھڑکو

یعنی ان سے درشت کلامی نہ کرو

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْراً ۝(الاسراء:۲۳،۲۴)

اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو اور جھکا دو ان کے لئے تواضع و انکسار کے پر رحمت و محبت سے اور عرض کرو اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما

جب مر جائیں تو ان کے بخشش و مغفرت کی دعا کریں یعنی اولاد پہ واجب و ضروری ہے کہ وہ والدین کی زندگی اور ان کے وصال کے بعد ان کے حقوق کو پورا کرے ان کے لئے ہر نماز کے ساتھ مغفرت کی دعا کرے

كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔ جس طرح انہوں نے بڑی محبت و پیار سے بچپن میں مجھے پالا تھا

یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے کہ الٰہ العالمین جس طرح بچپن میں انہوں نے میری خدمت کی تھی کہ میں بڑا ہو گیا پس میری طرف سے انہیں جزائے مغفرت عطا فرما

والدین کا حق کیسے ادا ہوگا

بعض تابعین علیہم الرضوان فرماتے ہیں جو شخص اپنے والدین کے لئے روزانہ پانچ مرتبہ دعا مانگتا ہے تو گویا وہ اپنے والدین کے حقوق ادا کر دیتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَنِ اشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (لقمان:۱۴)

کہ شکر کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا (آخر کار) میری طرف ہی (تمہیں) لوٹنا ہے
اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے کہ پانچ مرتبہ نماز ادا کی جائے اسی طرح والدین کا شکریہ ہے
کہ روزانہ پانچ مرتبہ ان کی بخشش و مغفرت کے لئے دعا کی جائے
پھر مزید ارشاد ہوتا ہے
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ (الاسراء:۲۵)
تمہارا ربّ بہتر جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے
یعنی اللہ تعالیٰ بخوبی آگاہ ہے کہ والدین کے لئے تمہارے دلوں میں حسن سلوک اور
نرمی کا جذبہ کس حد تک ہے
اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (الاسراء : ۲۵)
اگر تم نیک کردار ہو گے
یعنی اگر تم والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تو اس حسن سلوک کے نتیجے میں تمہارا اجر
اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے
فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (الاسراء : ۲۵)
تو بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کو بہت بخشنے والا ہے
یعنی اگر والدین کے حقوق کو نظر انداز کر دو گے تو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اس عمل کی
توبہ کرو

والدین کے اولاد کے ذمہ دس حقوق

کہا جاتا ہے کہ اولاد کے ذمہ والدین کے دس حقوق ہیں
۱۔ جب انہیں کھانا کھانے کی ضرورت ہو تو انہیں کھانا کھلائے۔
۲۔ لباس کی ضرورت ہو تو حسب استطاعت لباس فراہم کرے۔
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (لقمان ۱۵)
البتہ گزران کرو ان کے ساتھ دنیا میں خوبصورتی سے
اس کی تفسیر حضور اکرم ﷺ سے یوں مروی ہے کہ والدین بھوکے ہوں تو انہیں کھانا کھلایا

ے

- بوقت خدمت حق خدمت میں کوتاہی نہ کرے۔
- والدین طلب فرمائیں تو بسر و چشم حاضر ہو۔
- جب حکم دیں تو ان کی فرمانبرداری ہر ممکن طریقہ سے کرے بشرطیکہ معصیت وغیبت کا حکم نہ ہو۔
- نرمی سے گفتگو کرے درشت کلامی سے اجتناب برتے۔
- ماں، باپ کا نام لے کر انہیں آواز نہ دے۔
- چلتے وقت ماں باپ سے پیچھے پیچھے چلے۔
- جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی ماں، باپ کے لئے پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند جانے وہی ماں باپ کے لئے ناپسند جانے۔
- جب کبھی اپنے لئے دعا کرے تو والدین کے لئے بھی دعا کرے، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے کلام کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (نوح: ۲۸)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا کہ انہوں نے یہ دعا مانگی

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم: ۴۰،۴۱)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ

والدین کے لئے دعاؤں کے سلسلہ کو ترک کر دینا اولاد کی معیشت کی تنگی کا سبب بن جاتا ہے۔ والدین کے وصال کے بعد تین چیزوں کے ذریعے ماں، باپ کو راضی کیا جا سکتا ہے۔

پہلی چیز: اولاد کو چاہیے کہ وہ اپنی اصلاح کرے کیونکہ اولاد کے حوالے سے والدین کو ان کی اصلاح سے بڑھ کر کوئی عمل زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔

دوسری چیز: والدین کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کے ذریعے ان کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے۔
تیسری چیز: والدین کے لئے بخشش واستغفار کی دعا کر کے اور ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کر کے بھی انہیں راضی کیا جاسکتا ہے۔

مرنے کے بعد نفع مند اعمال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کا وصال ہو جائے تو تین عملوں کے سوا باقی اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔
۱-صدقہ جاریہ ۲-نفع رساں علم
۳-نیک اولاد جو والدین کیلئے مغفرت کی دعا کرے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
ان لوگوں سے تعلقات نہ توڑو جن سے تمہارے باپ صلہ رحمی کرتے رہے ورنہ تو اپنا نور ضائع کرلے گا کیونکہ تیری چاہت تیرے والدین کی چاہت ہی شمار ہوگی۔
مذکور ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص بارگاہِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضری کے لئے آیا تو اس نے آکر عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین وصال فرما چکے ہیں کیا ان کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے میرے ذمہ کچھ ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ ان کے لئے استغفار، ان کے وعدوں کی پاسداری، ان کے دوستوں کی عزت واحترام اور ان کے ساتھ صلہ رحمی جن سے وہ صلہ رحمی کرتے رہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

باب۱۲

اولاد کے حقوق

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ والد پہ اس کے بیٹے کے تین حقوق ہیں:

۱-جب بچہ پیدا ہو تو اس کا خوبصورت نام رکھے۔

۲-جب پڑھنے کی عمر تک پہنچے تو اسے قرآن پاک کی تعلیم دے۔

۳-جب شادی کی عمر پائے تو اسے رشتہ ازدواج میں منسلک کردے۔

اولاد کے حقوق میں کوتاہی کا انجام

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہوا عرض کرنے لگا یہ میرا بیٹا میرا نافرمان ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بچے سے فرمایا بیٹا! تو اپنے والد کا نافرمان ہے کیا تجھے خدا خوفی نہیں ہے۔ تمہیں پتا نہیں کہ والد کے یہ، یہ حقوق ہیں۔ بچے نے امیر المومنین کی خدمت میں عرض کی حضور کیا والد کے ذمہ بھی کوئی حقوق ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں والد کے ذمہ سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ کسی گھٹیا عورت سے شادی نہ کرے تا کہ اس عورت کی وجہ سے بچہ کو شرمساری کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ بچہ کے نام کا انتخاب کرتے وقت اچھے، بامعنیٰ اور خوبصورت نام کو منتخب کرے، بیٹے کو قرآن پاک کی تعلیم سے آراستہ کرے۔

بیٹا عرض کرنے لگا۔ اے امیر المومنین! نہ تو میرے والد نے میری ماں کا انتخاب کرتے وقت میرے حق کا خیال رکھا بلکہ ایک لونڈی کو چار سو درہم میں خرید کر اس سے شادی کر لی۔

نہ ہی میرا نام منتخب کرتے وقت اچھے نام کو منتخب کیا بلکہ میرا نام ''جعل'' رکھا
(جعل کا معنی چمگادڑ یا غلیظ کیڑا ہے)
اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآن پاک سے مجھے ایک آیت ہی سکھائی ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے او خدا کے بندے! تو یہ شکایت کرتا ہے کہ میرا بیٹا میرا نافرمان ہے میرے حقوق کی پاسداری نہیں کرتا حالانکہ پہلے تو تو نے اس کی حق تلفی کی ہے اٹھ نکل جاؤ یہاں سے۔

فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ علمائے سمرقند میں سے ابوحفص سیکندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے بیان کرتے تھے کہ ان کے پاس ایک شخص نے آ کر شکایت کی کہ میرے بیٹے نے مجھے مارا ہے اور بڑی تکلیف سے دوچار کیا ہے۔
ابوحفص فرمانے لگے سبحان اللہ کیا بیٹا بھی باپ کو مارا کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ میرے بیٹے نے تو مجھے مارا بھی ہے اور بڑی اذیت بھی دی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا تو نے بیٹے کو علم وادب سے روشناس کرایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔
پوچھا کیا تو نے اس کو قرآن پاک کی تعلیم دی ہے۔ کہا نہیں
پوچھا کہ وہ کام کیا کرتا ہے؟ کہا کھیتی باڑی
ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے اچھا تجھے اتنا پتا ہے کہ اس نے کس لئے تمہیں پیٹا ہے؟
کہنے لگا اس کا بھی کوئی پتا نہیں۔ فرمانے لگے شاید صبح جب وہ کھیتی باڑی کی طرف متوجہ ہوا ہو، گدھے پہ سوار بیلوں کو ہانکے جا رہا ہو کتا اس کے پیچھے ہو قرآن پاک پڑھا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے وہ گانا گا رہا ہو اس وقت جو تم نے اسے ٹوکا ہو گا تو اس نے تجھے بیل سمجھتے ہوئے چھانٹا جڑ دیا ہے۔ اللہ کا شکر کرو اس نے تمہارا سر نہیں پھوڑ دیا۔
ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی جگہ پہ ایک شخص اپنے باپ کی پٹائی کر رہا تھا اسے کہا گیا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ پیٹتے ہوئے باپ نے کہا کہ اسے کچھ نہ کہو کیونکہ میں نے بھی اپنے باپ کو اسی جگہ پیٹا تھا اسی کی سزا مجھے میرے بیٹے کی صورت میں دی گئی ہے کہ وہ بھی مجھے اسی جگہ پیٹ رہا ہے لہٰذا اس پہ لعن طعن نہ کرو۔

اولاد کو نافرمان نہ بننے دو

بعض دانا فرماتے ہیں کہ

☆ جو اپنے والدین کا نافرمان ہو وہ اولاد سے کبھی خوشی نہیں دیکھ سکتا

☆ جو معاملات میں مشورہ نہیں کرتا وہ منزل مراد نہیں پا سکتا

☆ جو اہل خانہ کی خاطر مدارت نہیں کرتا وہ زندگی کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے

شعبی رضی اللہ عنہ، حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا کہ اس والد پہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے جو بیٹے کو ادب سکھانے اور حسن سلوک کی تعلیم سے آراستہ کرنے میں اس کی مدد کرے یعنی اسے ایسا کوئی حکم نہ دے جس سے نافرمانی کا اندیشہ ہو۔ کسی صالح شخص کے بارے روایت کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کوئی حکم نہ دیتے تھے بلکہ ضرورت ہوتی تو کسی دوسرے کو کسی کام کا حکم دیتے ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بیٹے کو کسی کام کا حکم دوں وہ اس معاملہ میں میری نافرمانی کر دے تو وہ تو عذاب کا حق دار ہو جائے گا میں اپنے بیٹے کو نافرمان بنا کر آگ میں نہیں جلانا چاہتا۔

خلف بن ایوب علیہ الرحمہ سے بھی اسی قسم کا واقعہ روایت کیا گیا ہے۔

مروّت کسے کہتے ہیں؟

والدین سے حسن سلوک، والدین سے صلہ رحمی، والدین کے اعزہ واقارب کی عزت و احترام، اپنے اہل خانہ سے اولاد سے اپنے ماتحت لوگوں سے حسن سلوک، دینی امور کی حفاظت، مال و دولت کی حرام کی آمیزش سے محافظت، زائد از ضرورت مال کی راہ خدا میں تقسیم، زبان کی حفاظت، گھر میں ہی رہنا، اعمال صالحہ کی طرف توجہ اور فضول و بے ہودہ لوگوں کی مجلس و سنگت سے احتراز

بندے کی خوش بختی

چار چیزیں بندے کی خوش بختی کی علامات ہیں

۱-(وفاشعار)اورصالحہ بیوی ۲-نیک اولاد

۳-اچھے دوست ۴-اپنے ہی دیس (شہر) میں رزق

سات اعمال صدقہ جاریہ ہیں

یزید رقاشی علیہ الرحمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سات اعمال ایسے ہیں جن کا اجرانسان کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

۱-تعمیر مسجد: جس نے مسجد تعمیر کی جب تک اس میں کوئی ایک نمازی بھی نماز ادا کرتا رہے گا اس کا اجر مسجد تعمیر کرنے والے کوملتا رہے گا۔

۲-اجرائے نہر: کسی نے اگر کوئی نہر کھدوادی جب تک اس میں پانی جاری رہالوگ اس سے اپنی پیاس بجھاتے رہیں۔اس وقت تک نہر کھدوانے والے کواس کا ثواب و اجر ملتا رہے گا۔

۳-کتابت قرآن: جس کسی نے قرآن پاک کی کتابت کی اور تحریر میں خوبصورتی کا حق ادا کر دیا تو جب تک اس قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی رہے گی اس کا اجر کتابت کرنے والے کوملتا رہے گا۔

۴-چشمہ نکالنا: جس کسی نے پانی کے چشمہ کو جاری کر دیا لوگ اس پانی سے نفع اٹھاتے رہے تب تک اجروثواب کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

۵-درخت لگانا: جس کسی نے کوئی درخت لگایا اس کے پھل پرندے اور انسان جب تک کھاتے رہیں گے درخت لگانے والے کواس کا ثواب ملتا رہے گا۔

۶-تعلیم عام کرنا: جس کسی نے علم پھیلایا جہاں تک اور جب تک علم کی روشنی پھیلتی رہے گی اجروثواب ملتا رہے گا۔

۷-صالح اولاد: جوشخص اپنے پیچھے نیک اور صالح اولاد چھوڑ جائے اولاد اس کے لئے بخشش ومغفرت کی دعا مانگتی رہے تو اس کا اجر بھی مسلسل مرنے والے کوقبر میں ملتا رہتا ہے۔

یعنی جس شخص نے اپنے بیٹے کوقرآن پاک اور علوم دینیہ کی تعلیم دلوائی بیٹے کے علمی

فیض سے جہاں تک دنیا سیراب ہوتی رہے گی بیٹے کے ساتھ ساتھ باپ کو بھی اتنا ہی اجر ملتا رہے گا اور اگر کوئی شخص بیٹے کو قرآن پاک کی تعلیم نہیں دلاتا بلکہ فسق و فجور کی راہوں سے اسے آگاہ کرتا ہے تو جس قدر اس کا وبال بیٹے کے ذمہ ہوگا اسی قدر والد کے ذمہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان نصاب زندگی پورا کر کے دار آخرت کی طرف کوچ کرتا ہے تو تین اعمال کے سوا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے۔

۱۔صدقہ جاریہ ۲۔نفع رساں علم ۳۔اولاد صالح جو والدین کے لئے دعائے خیر کرے

باب ۱۳

صلہ رحمی

جنت کے قریب کردینے والی چیزیں

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اونٹنی کی مہار پکڑے حاضر خدمت ہوا۔ عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے ان چیزوں کے بارے آگاہ فرمادیں جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردیں۔ حضور اکرم رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، صحیح صحیح طریقے سے نماز ادا کر، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم عرفہ کی شام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قطعی تعلقی کرنے والا ہماری بارگاہ سے چلا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود حاضرین کے حلقہ میں سے آخری شخص اٹھا اور چلتا بنا۔ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ پھر حاضر خدمت ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا وجہ ہے تیرے سوا کوئی اور کھڑا نہیں ہوا؟ اس نے عرض کی اے محبوب خدا صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ کے ارشاد مبارک کو سنا تو میں اٹھ کر اپنی خالہ کے پاس چلا گیا جو مجھ سے قطع تعلق کئے ہوئے تھی اس نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا ایسے بے وقت میں آنا کیسا؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک اسے سنا دیا۔ اس نے میرے لئے بارگاہ الٰہ سے مغفرت طلب کی اور میں نے اس کے لئے (پھر میں حاضر ہوگیا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو نے بہت اچھا کیا بیٹھ جاؤ۔ یاد رکھنا ایسی قوم پہ اللہ تعالیٰ اپنی

رحمتوں کے دروازے بند کر دیتا ہے جن میں صلہ رحمی کا جذبہ رکھنے والے موجود نہ ہوں۔

فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں اس بات پر دلیل ہے کہ قطع رحمی بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ قطع تعلقی کرنے والا خود بھی رحمت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے اور جن لوگوں کی مجلس میں جا کر بیٹھ جائے ان کو بھی رحمت الٰہی سے محروم کر دیتا ہے لہٰذا مسلمان پہ واجب و ضروری ہے کہ وہ قطع رحمی سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت مانگے، صلہ رحمی کو اپنا شعار بنائے۔ حضور اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا اپنے فرمان میں واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ صلہ رحمی انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب اور جہنم سے دور کر دیتی ہے۔

حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی سے بڑھ کر کوئی نیکی بہت جلد اجر دینے والی نہیں۔ احکام خدا سے بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ آخرت میں ذخیرہ وبال کے علاوہ دنیا میں بھی عذاب سے دوچار کرنے والا نہیں ہے۔

صلہ رحمی کرتے رہیں

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے اللہ کے نبی! میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہوں وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں۔ میں عفو و درگزر سے کام لیتا ہوں وہ مجھ پر ظلم روا رکھتے ہیں، میں ان سے حسن سلوک سے پیش آتا ہوں وہ بدسلوکی کرتے ہیں کیا میں بھی ان سے ویسا ہی سلوک نہ کروں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہرگز نہیں پھر تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ظلم ہو جاؤ گے۔ ان سے صلہ رحمی کر کے فضیلت حاصل کرو جب تک تم اس پر عمل پیرا ہو گے اللہ تعالیٰ کی مدد مسلسل تمہارے شامل حال رہے گی۔

اہل جنت کے اخلاق

کہا جاتا ہے کہ تین چیزیں اہل جنت کے اخلاق میں سے ہیں اور یہ تینوں چیزیں کسی کریم میں ہی پائی جا سکتی ہیں۔

۱۔ جو احسان فراموش ہو اس پہ احسان کرنا۔

۲- جو ظلم کرے اسے معاف کر دینا۔

۳- جو محروم رکھے اس پر خرچ کرنا۔

يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ۔ (الرعد ۳۹)

مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)

ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایک آدمی صلہ رحمی کرتا ہے اس کی عمر میں سے تین دن باقی تھے صلہ رحمی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں تیس سال کا اضافہ فرما دیا اور ایک شخص نے قطع رحمی کو اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا اس کی عمر میں سے تیس سال باقی تھے اللہ تعالیٰ نے کم کر کے اس کی زندگی تین دن تک محدود کر دی۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

دعاؤں سے تقدیریں بدل جاتی ہیں، نیکیوں سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، گناہوں سے معیشت تنگ ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو، صلہ رحمی کرتا ہو اس کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے، رزق میں بہتات پیدا ہو جاتی ہے، اہل خانہ اس سے پیار و محبت کرتے ہیں۔

عمر زیادہ ہونے کا مفہوم

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمر کے زیادہ ہونے کا کیا مطلب ہے، اس بارے صاحبان علم نے اختلاف کیا ہے بعض نے تو حدیث کے ظاہری معنی مراد لیتے ہوئے کہا کہ جو صلہ رحمی کو اپناتا ہے اس کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے بعض صاحبان علم کا کہنا ہے کہ عمر متعین میں تو اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ (اعراف ۳۴)

سو جب آجائے ان کا مقررہ وقت تو نہ وہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں ایک لمحہ۔

اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

لیکن زیادتی عمر کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وصال کے بعد اس کے لئے اجر و ثواب لکھ

دیا جاتا ہے مرنے کے بعد ثواب کے لکھے جانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ گویا اس کی عمر میں اضافہ کیا گیا ہے

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو، صلہ رحمی کرو تمہارے لئے یہ دنیا میں بھی بقا کا ذریعہ ہے اور آخرت میں بھی بہتر ہے۔ مذکور ہے کہ جب تمہارا کوئی قریبی رشتہ دار ہو اور تم اس کی طرف پیدل چل کر نہ جاؤ اور نہ ہی اس کی مالی معاونت کرو تو گویا تم نے قطع تعلقی کی۔

بعض صحائف سماوی میں ہے اے ابن آدم! اپنے مال سے صلہ رحمی کر اگر مال کی کمی اور بخل کا عنصر غالب ہو تو پیدل چل کر ہی صلہ رحمی کر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

صِلُوْا اَرْحَامَکُمْ وَلَوْ بِالسَّلَام۔

اپنے قریبیوں سے صلہ رحمی کرو خواہ سلام سے ہی کیوں نہ ہو

مسلم و غیر مسلم کے فرق کو نہ دیکھو

حضرت میمون بن مہران علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مسلمان اور کافر برابر ہیں۔

۱۔ جب وعدہ کرو تو پورا کرو خواہ مسلمان کے ساتھ ہو یا کافر سے کیونکہ وعدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

۲۔ اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرو خواہ قرابت دار مسلمان ہوں یا غیر مسلم

۳۔ امانت اس کے اہل تک واپس لوٹا دو خواہ امانت رکھنے والا مسلمان ہو یا کافر

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کبریا کی جس نے دریا کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے راستہ دینے کا حکم دیا۔ تورات میں لکھا ہوا ہے۔

اپنے رب سے ڈر، والدین سے حسن سلوک کر، صلہ رحمی کر اس سے تیری عمر طویل ہو گی، آسانیوں کی راہیں کھل جائینگی، مشکلات دم دبا کر بھاگ جائینگی۔

صلہ رحمی کے حوالے سے قرآنی احکام

قرآن پاک میں متعدد مقامات پہ صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے
وَاتَّقُو اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامْ (النساء: ۱)
اورڈرو اللہ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطے سے اور (ڈرو) رحموں (کے قطع کرنے سے)
یعنی اس اللہ وحدہٗ لاشریک سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور رشتوں کے معاملے میں قطع تعلقی سے ڈرو۔
۲-وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ۔ (الروم ۳۸)
پس دو رشتہ داروں کو ان کا حق۔
یعنی صلہ رحمی اور حسن سلوک کے اعتبار سے اپنے قرابت داروں کے حقوق ادا کرو۔
اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل ۹۰)
بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو۔
یعنی اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کے اقرار کا حکم دیتا ہے کہ گواہی دو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور لوگوں سے احسان کرنے ان سے عفو و درگزر کرتے، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں تین چیزوں کا حکم دیا ہے اور تین چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا۔

وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ (النحل: ۹۰)
اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے، برے کاموں سے اور سرکشی سے
فَحْشَآءِ سے مراد معاصی، اَلْمُنْكَرَ سے مراد وہ چیز جو سنت و شریعت میں معروف نہ ہو۔ اَلْبَغْیُ سے مراد لوگوں پر ظلم واستبداد ہے۔
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے دوست تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دعوت اسلام دی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم وحیا کرتے ہوئے اسلام قبول تو کرلیا لیکن میرے دل میں اسلام پختہ نہ ہوا تھا کہ ایک دن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھا تھا حضور مجھ سے گفتگو فرمارہے تھے کہ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے توجہ ہٹائی گویا یوں محسوس ہوا کہ آپ اپنے پہلو میں بیٹھے کسی شخص سے محوکلام ہوگئے ہیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور قرآن پاک کی یہ آیت مجھ پر نازل فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی (النحل: ۹۰)

میری خوشی کی انتہا نہ رہی میرے دل میں اسلام کی پختگی پیدا ہوگئی۔ میں اٹھا اور دوڑا دوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے پاس آیا میں نے کہا کہ میں آپ کے بھتیجا کے پاس تھا تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابوطالب فرمانے لگے عثمان میرے بھتیجے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے تھام لوتم فلاح بھی پاجاؤ گے اور ھدایت سے سرفراز بھی ہوجاؤ گے۔ قسم بخدا میرا بھتیجا اخلاق حسنہ کا حکم دیتا ہے اگرچہ سچ ہو یا نہ وہ تمہارے لئے بھلائی کی دعا ہی کرے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابوطالب سے میری ملاقات کی اطلاع ملی تو آپ حضرت ابوطالب کے لئے قبولیت اسلامیہ میں بڑے حریص ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطالب کے پاس تشریف لائے اسے دعوت اسلام دی لیکن حضرت ابوطالب کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ ملا تب قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ط (القصص: ۵۶)

بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی کا ذکر فرمایا ہے

فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ ط

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰۤی اَبۡصَارَهُمۡ ۔(محمد:۲۲)

پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم فساد برپا کرو گے زمین میں اور قطع کرو گے اپنی قرابتوں کو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی (پھر حق سننے سے) انہیں بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

یعنی وہ جو قطع تعلق کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رحم (صلہ رحمی) کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ میں رحمٰن ہوں تو رحم ہے جو تجھ سے ناطہ توڑے گا میں بھی اس سے قطع تعلقی اختیار کرلوں گا اور جو تجھے اپنائے گا میں بھی اس کے ساتھ ہی تعلق رکھوں گا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ رحم اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ معلق ہے صبح وشام وہ یہ ندا دیتا ہے۔ اے الٰہ العالمین! جو مجھے اپنائے تو بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی فرما جو مجھ سے روگردانی کرے تو بھی اس سے تعلق منقطع فرما۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب لوگ علمی نعمت سے تو مالا مال ہوں گے لیکن عمل کو ضائع کر چکے ہوں گے زبانوں سے تو محبت کے راگ آلاپیں گے لیکن دل بغض وحسد سے جوش کھا رہے ہوں گے، صلہ رحمی مفقود ہو جائے گی ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ ان پہ لعنت فرمائے گا انہیں بہرہ اور ان کی آنکھوں سے بینائی سلب کرلے گا۔

قطع تعلقی کا انجام

فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے خبر ملی فرماتے ہیں کہ مکۃ المکرمہ میں ہمارے پاس ایک نیک اور صالح خراسانی شخص تھا جس کے پاس لوگ اپنی امانتیں رکھا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص نے دس ہزار دینار اس کے پاس بطور امانت رکھے اور خود اپنے کسی کام کے لئے چل دیا جب وہ شخص واپس مکہ آیا تب تک خراسانی دار فانی کی طرف کوچ کر چکا تھا اس شخص نے خراسانی کے اہل خانہ اور اس کے بچوں سے اپنے مال کے بارے دریافت کیا تو انہوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس بارے کچھ علم نہیں۔ وہ شخص مکۃ المکرمہ کے فقہا کے پاس آیا جو ان دنوں کافی تعداد میں وہاں موجود تھے کہ میں نے فلاں آدمی کے پاس دس ہزار دینار رکھے

تھے وہ وصال کر گیا، اس کے اہل خانہ لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میرے لئے کیا شرعی حکم ہے؟ فقہا نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس خراسانی شخص کے جنتی ہونے کی امید رکھتے ہیں جب رات کا نصف یا تہائی حصہ گزر جائے تو زم زم کے پاس آ کر یہ آواز دینا اے فلاں بن فلاں میں تمہارے پاس امانت رکھنے والا شخص ہوں۔ فقہا کے حکم کے مطابق مسلسل تین دن تک اس شخص نے یہی عمل کیا لیکن جواب ندارد، کوئی جواب نہ ملا وہ شخص دوبارہ آیا فقہا کو اپنے معمول کی خبر دی۔ فقہا کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ہمیں خدشہ ہے کہ وہ شخص جہنمی ہی نہ ہو لہٰذا تم یمن جاؤ وہاں ایک برھوت نامی وادی ہے اس وادی کے کنویں میں جھانکتے ہوئے آواز دو کہ فلاں بن فلاں صاحب امانت حاضر ہو، وہاں جا کر اس نے یہ عمل کیا تو پہلی آواز میں اس نے جواب دے دیا، یہ شخص کہنے لگے حیرت ہے تجھ پر کہ تو نیک آدمی تھا یہاں کیسے؟ اس نے کہا کہ میرے اہل خانہ میں سے کچھ لوگ خراساں میں تھے میں نے ان سے قطع تعلقی کیے رکھی حتیٰ کہ میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اٹھا کے یہاں پھینک دیا بہر حال تیرا مال محفوظ ہے تیرے مال پہ میں نے اپنے بیٹے کو بھی راز دار نہیں بنایا فلاں جگہ پر دفن ہے میرے بیٹے سے کہو کہ تجھے میرے گھر میں لے جائے پھر اس مخفی جگہ کو کھود کر اپنا مال وصول کر لے وہ لوٹا جگہ کھودی تو اس جگہ پہ مال محفوظ تھا۔

صلہ رحمی کیسے کی جائے

فقیہ سمرقندی ابواللیث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کے قرابت دار اس کے پاس ہوں تو تحفہ تحائف اور زیارت وملاقات کے ذریعے ان سے صلہ رحمی کرنا واجب و ضروری ہے، اگر مالی اعتبار سے مستحکم نہ ہو اور تحفہ وغیرہ کے ذریعہ صلہ رحمی نہیں کر سکتا تو زیارت وملاقات کے ذریعے کرے اگر انہیں ضرورت ہو تو کام کاج میں ان کی معاونت کر کے صلہ رحمی کرے۔ اگر قرابت دار ہوں تو خط وکتابت کے ذریعے کرلے اگر چل کر ان کے پاس جا سکتا ہو تو چل کر جانا یہ صلہ رحمی کی افضل ترین صورت ہے۔

صلہ رحمی کی دس قابل ستائش صورتیں

۱- صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے کیونکہ صلہ رحمی کا حکم خود اللہ جل شانہ نے

دیا ہے۔

۲- صلہ رحمی خوشیاں تقسیم کرنے کا سبب اور ذریعہ ہے حدیث مبارک ہے۔
بہترین عمل مومنوں میں خوشیاں تقسیم کرنا ہے

۳- صلہ رحمی سے فرشتوں کو خوشی حاصل ہوتی ہے

۴- صلہ رحمی کرنے والا مسلمانوں کی نگاہوں میں قابل ستائش بن جاتا ہے

۵- صلہ رحمی سے ابلیس ملعون غم سے نڈھال ولاچار ہو جاتا ہے

۶- صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے

۷- صلہ رحمی سے رزق میں برکت ہوتی ہے

۸- دنیا سے کوچ کر جانیوالے آباؤ اجداد صلہ رحمی سے خوش ہوتے ہیں

۹- صلہ رحمی سے محبتوں میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ صلہ رحمی دکھ، سکھ میں شرکت کا سبب ہے۔
غم وخوشی میں شرکت ومعاونت محبت میں اضافہ کا سبب بنتی ہے

۱۰- بعداز وصال اجر وثواب میں اضافہ کا باعث بنتی ہے کیونکہ صلہ رحمی کرنے والے کے احسانات کو جب لوگ ذکر کرتے ہیں تو اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔

عرش الٰہی کے سائے میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت تین قسم کے آدمی عرش الٰہی کے سائے میں ہوں گے

۱- صلہ رحمی کرنے والا، صلہ رحمی کی بدولت اس کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ رزق اور قبر میں وسعت اور کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲- بیوہ عورت، کہ جس کا شوہر فوت ہوا اور اپنے پیچھے یتیم اولاد چھوڑ گیا بیوہ عورت ان کی پرورش وکفالت کرتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان یتیموں کو جوان کردے یا وہ مر جائیں۔

۳- سخی انسان، جو یتیم ومسکین کو بلا کر انہیں کھانا کھلاتا رہا۔

دو قدم اور پانچ چیزیں

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دو قدم اللہ

تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں۔ (۱) فرض نماز کے لئے اٹھنے والا قدم (۲) اعزواقارب سے صلہ رحمی کے لئے اٹھنے والا قدم

کہا جاتا ہے کہ جو شخص پانچ باتوں پر مواظبت کرتا ہے اس کی نیکیوں میں مضبوط پہاڑوں جیسا اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں وسعت اور کشادگی پیدا فرما دیتا ہے۔

۱- جو شخص ہمیشہ تھوڑا یا زیادہ صدقہ دیتا رہے۔

۲- جو کم یا زیادہ صلہ رحمی کرتا ہو۔

۳- جو مسلسل راہ حق میں جہاد کرتا رہے۔

۴- جو ہمیشہ باوضو رہے اور پانی کے استعمال میں بھی فضول خرچی نہ کرے۔

۵- جو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کے تسلسل میں کوتاہی نہ برتے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

باب۱۴

ہمسائے کے حقوق

سات آدمی اللہ تعالیٰ کی نگاہ رحمت سے محروم

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بروز حشر سات آدمیوں کی طرف نہ تو اللہ تعالیٰ نگاہ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں صاف ستھرا کرے گا بلکہ انہیں حکم ارشاد فرمائے گا کہ تم بھی جہنم میں داخل ہونیوالوں کے ساتھ جہنم میں چلے جاؤ وہ آدمی درج ذیل ہیں۔

۱-قوم لوط کا سا عمل کرنے والا اور کرانیوالا ۲-مشت زنی کرنے والا ۳-چوپاؤں سے وطی کرنے والا ۴-عورت کی پچھلی جانب سے وطی کرنے والا ۵-عورت اور اس کی بیٹی کو اپنے نکاح میں رکھنے والا ۶-اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنے والا ۷-ہمسایہ کو ایذا دینے والا

اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرماتا ہے ہاں البتہ اگر پوری شرائط کے مطابق توبہ کر لیں (تو اللہ تعالیٰ کو مہربان اور بخشنے والا پائیں گے)

ہمسائے کا احترام کرو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل، زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ نہ رہیں اور کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے پڑوسی اس کے ظلم سے امن میں نہ ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم ''بوائق'' (حدیث مبارکہ میں یہ لفظ استعمال ہوا) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فریب اور ظلم

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُرْمَةُ الْجَارِ عَلَى الْجَارِ كَحُرْمَةِ اُمِّهٖ

ایک ہمسائے پہ اپنے ہمسائے کی عزت ماں کی عزت کی طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ بکری ذبح کرو اور کھانا یہودی ہمسائے کو بھی دینا۔ پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ پھر فرمایا اے غلام جب تو بکری ذبح کرے تو کھانا ہمارے یہودی ہمسائے کو بھی دے آنا۔ غلام نے عرض کی حضرت! آپ اس یہودی ہمسائے کی وجہ سے ہمیں خوانخواہ تکلیف دے رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے غلام تجھ پر افسوس ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ہمسائیوں کے حقوق میں اس قدر تاکید فرمائی کہ ہمیں یہ گمان گزرنے لگا کہ حضور انہیں وراثت میں حقدار بنا دیں گے۔

مہمان پر خرچ کرنا صدقہ ہے

ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے

جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پہ ایمان رکھتا ہو۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرے۔

جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ ہمسائے کی عزت و تکریم کرے ایک دن اور رات تو متکلف مہمانی کرے، تین دن تک تو مہمان نوازی ہے اور پھر اس کے بعد مہمان پر خرچ کیا جانیوالا صدقہ ہے۔

ہمسائے کے حقوق کیا ہیں؟

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت جلیلہ میں عرض کیا

گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑوسیوں کے حقوق کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اگر ہمسایہ تم سے قرضہ مانگے تو اسے قرضہ دو

اگر دعوت کرے تو اس کی دعوت کو قبول کرو

اگر بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرے

اگر مدد مانگے تو کما حقہ اس کی مدد کرے

اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اسے تسلی دے

اگر اسے بھلائی پہنچے تو اسے مبارکباد دے

اگر مر جائے تو اس کی تجہیز و تکفین کرے

اگر موجود نہ ہو تو اس کے گھر اور اہل خانہ کی حفاظت کرے

اپنی کم ظرفی کی وجہ سے اسے ایذا نہ دو اگر دے چکے ہو تو تحفے دے کر اس کا ازالہ کرو

ایک دوسری حدیث میں دسویں چیز بھی ہے کہ

اپنی چاردیواری اس کی باہمی رضامندی سے بلند کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے پڑوسی کے حقوق بارے اتنی وصیت کی کہ مجھے گمان گزرنے لگا کہ پڑوسی شریک وراثت ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اے ابو ہریرہ! پرہیزگار بن جا لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا

قناعت پسند ہو جا لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا

دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کر جو اپنے لئے کرتا ہے مومن بن جائے گا

اپنے ہمسایہ سے حسن سلوک کر پختہ مسلمان ہو جائے گا

ہنسا کم کر کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ بنا دیتی ہے

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (النساء:۳۶)

اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے

ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھو، اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا — والدین سے حسن سلوک کرو

وَبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ۔

یعنی قرابت داروں سے حسن سلوک کرو ان سے صلہ رحمی کرو تحفے تحائف اور ہدیے دو، یتیموں اور مسکینوں پر صدقہ وخیرات کرو اور اچھی گفتگو کرو

وابْنِ السَّبِیْلِ۔ — یعنی راہ چلتا مسافر

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی ایسا پڑوسی جس کے ساتھ رشتہ داری ہو

وَالْجَارِ الْجُنُبِ۔ — ایسا پڑوسی جو اجنبی ہو اور آپس میں کوئی قرابت داری اور رشتہ داری نہ ہو

ہمسایوں کی اقسام

رسول کائنات فخر موجودات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ پڑوسی کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جس کے تین حقوق ہیں، دوسرا وہ جس کے دو حقوق ہیں، تیسرا وہ جس کا ایک حق ہے۔

(۱) پڑوسی جو قریبی رشتہ دار بھی اور صاحب ایمان واسلام بھی ہو اس کے تین حقوق ہیں۔

۱- قرابت داری کا حق ۲- مسلمان ہونے کا حق ۳- پڑوسی ہونے کا حق

(۲) پڑوسی جو مسلمان تو ہو لیکن قریبی رشتہ دار نہ ہو اس کے دو حقوق ہیں

۱- مسلمان ہونے کا حق ۲- پڑوسی ہونے کا حق

(۳) ایسا پڑوسی جو نہ تو مسلمان ہو اور نہ قریبی رشتہ دار جس طرح کہ ذمی کافر ہے۔ ایسے پڑوسی کا ایک حق ہے۔

۱- پڑوسی ہونے کا حق

لہٰذا پڑوسی کے حقوق کی رعایت کرنا چاہیے گو کہ پڑوسی ذمی ہی کیوں نہ ہو۔

تین چیزوں کی رعایت کرو

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ

والثنا نے تین وصیتیں فرمائیں۔ فرمایا

۱- ابوذر! اپنے امیر کی بات سن اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کر گو کہ امیر نک کٹا ہی کیوں نہ ہو

۲- جب تو شوربا بنائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کرنا پھر اس شوربے میں سے اپنے ہمسایہ کے اہل خانہ کو بھی شوربا دینا۔

۳- نماز اپنے وقت میں ادا کرنا

کہا جاتا ہے کہ جس شخص کے تین ہمسائے ہوں اور تینوں ہی اس پہ راضی ہوں تو اس کے وصال کے بعد ہمسائیوں کی رضامندی کی وجہ سے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

ہمسائے کی ایذا برداشت کرو

مروی ہے کہ ایک شخص اپنے ہمسائے کی شکایت لے کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر خدمت ہوا تو رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اسے اذیت نہ دینا تو اپنے اذیت کے ہاتھ کو روکے رکھ اس کی اذیتوں پہ صبر کر موت جدائی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہترین ہمسایہ وہ نہیں جو پڑوسی سے تکلیف روکے رکھے بلکہ بہترین پڑوسی وہ ہے جو ہمسائے کی اذیت پہ صبر کرے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی یہ نہیں کہ جو صلہ رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کی جائے جو قطع تعلقی کرے تو اس سے قطع تعلقی کر لی جائے یہ تو بدلہ ہوا صلہ رحمی یہ ہے کہ جو قطع تعلقی کرے اس سے تعلق جوڑا جائے اور جو زیادتی کرے اس کی جفاؤں پہ عفو و درگزر کیا جائے حلیم وہ نہیں جو حلم کے بدلے میں حلم کا مظاہرہ کرے بلکہ حلیم وہ ہے جو حلیم اور جہالت دونوں صورتوں میں حلم کا مظاہرہ کرے۔

ہمسائے کو اذیت نہ دو

حضرت ابواللیث فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ وہ ہمسائے کی اذیت پہ صبر کرے اور خود اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے بلکہ ہمسائے کے لئے امن و سکون کا پیامبر ہو ہمسائے کے لئے امن سکون تین چیزوں کے اعتبار

سے ہونا چاہیے ہاتھ، زبان اور ستر کی حفاظت کے حوالے سے زبان سے تو اس طرح کہ ہمسائے کے بارے کسی سے ایسی گفتگو نہ کرے کہ اچانک دوران گفتگو اگر ہمسایہ آجائے تو پھر اسے چپ ہونا پڑے یا شرمساری کا سامنا کرنا پڑے۔

ہاتھ سے امن کا مطلب یہ ہے کہ ہمسائے کو بازار میں جا کر یاد آیا کہ میں اپنے روپوں کی تھیلی تو گھر ہی بھول آیا اب ہمسایہ اس بات سے بے خوف و مطمئن ہو کہ میری تھیلی چرالی جائے گی بلکہ وہ یہ کہے کہ میرا اور میرے پڑوسی کا گھر ایک ہی گھر ہے میری غیر موجودگی میں میرے روپوں پر وہ ہاتھ نہیں ڈالے گا بلکہ وہ میرے روپوں کی حفاظت کرے گا۔

ستر کے حوالے سے امن کا مطلب یہ ہے کہ ہمسایہ اگر سفر میں ہو اسے دوران سفر یہ خبر ملے کہ تمہارا ہمسایہ تمہارے گھر میں تھا تو اسے اپنے ستر و عزت کے بارے مکمل تحفظ حاصل ہو اور اس کا دل مطمئن و خوش ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ تین عادتیں زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں مسلمانوں کے لئے ان کا اپنانا بہت عمدہ اور بہتر ہے۔

۱۔ اگر کسی کے ہاں مہمان آجاتا تو اس کی ضیافت کے لئے سر توڑ کوشش کی جاتی۔

۲۔ اگر کسی کی بیوی بوڑھی ہو جاتی تو اسے طلاق دے کر اس سے بے وفائی نہ کی جاتی بلکہ اس کے بدحال ہونے کے خوف سے اسے اپنے پاس رکھا جاتا۔

۳۔ جب کسی کا ہمسایہ قرض کے بوجھ تلے دب جاتا یا اسے کوئی گزند اور پریشانی لاحق ہو جاتی تو اسے قرض کے بوجھ سے نکالنے کے لئے اور تکلیف و پریشانی سے چھٹکارا دلانے کے لئے اس کی معاونت کی جاتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک شخص اپنے پڑوسی کو پکڑے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا عرض کرے گا۔

الٰہ العالمین! تو نے میرے ہمسائے بھائی کو مجھ پر وسعت عطا کی تھی اور میرے لئے رزق کی فراوانی نہیں تھی یہ سیر ہو کر نیند کے خراٹے لیتا اور میں بھوکا اپنے مقدر پہ ماتم کنا کروٹیں لے لے کر رات گزارتا۔ یا اللہ! اس سے پوچھ اس نے اپنا دروازہ کس لئے مجھ پر بند کر دیا تھا

جب کہ تو نے اسے وسعت و فراوانی عطا فرمائی تھی پھر کس لیے اس نے مجھے محروم رکھا۔

دس چیزیں جفا شمار کی جاتی ہیں

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دس چیزیں ظلم اور جفا گردانی جاتی ہیں

۱- کوئی مرد یا عورت اپنے لیے تو دعا کرے لیکن والدین اور ایمان والوں کیلئے دعا نہ کرے

۲- کوئی شخص قرآن پاک کی تلاوت تو کرتا ہو لیکن روزانہ سو آیتیں تلاوت نہ کرے

۳- مسجد میں داخل ہو کر نکل آئے لیکن دو رکعت نماز ادا نہ کرے

۴- قبرستان کے قریب سے گزرے لیکن نہ تو اہل قبور کو سلام کرے اور نہ ہی ان کی مغفرت کی دعا کرے۔

۵- جمعۃ المبارک کے دن شہر میں آ کر واپس چلا جائے لیکن نماز جمعہ ادا نہ کرے

۶- کسی کے محلہ میں کوئی عالم دین تشریف لائے اور اہل محلہ اس سے علمی فیضان لینے کے لئے اس کی خدمت میں حاضر نہ ہوں

۷- دو شخص آپس میں ملاقات کریں لیکن کوئی بھی ان سے دوسرے کا نام نہ پوچھے

۸- کوئی آدمی دعوت کرے تو اس کی دعوت میں نہ جائے

۹- ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی ضائع کر دی اور علم و ادب نہ سیکھا

۱۰- کوئی شخص تو خود سیر ہو کر سو جائے لیکن اس کا پڑوسی بھوکا ہو

بہترین ہمسایہ کون ہے

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمسائے کے حسن سلوک کی تکمیل چار چیزوں میں ہے

۱- جو کچھ پاس موجود ہو اس کے ساتھ ہمسائے کی ہمدردی کرے

۲- ہمسائے کے پاس کچھ ہو تو اس کا طمع نہ کرے

۳- ہمسائے کو کسی قسم کی اذیت نہ دے

۴- ہمسائے سے اذیت پہنچے تو اس پہ صبر کرے

باب ۱۵

شراب نوشی پہ وعید

شرابی کی حالت زار

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں میدان حشر میں شرابی کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کا چہرہ کالا سیاہ ہوگا، آنکھیں دھنسی ہوئی، زبان سینے تک لٹک رہی ہوگی منہ سے بہنے والے لعاب کی غلیظ بو کی وجہ سے ہر دیکھنے والا انفرت کا اظہار کررہا ہوگا۔ مئے نوشی کرنے والے کو نہ تو سلام کرو، بیمار ہو تو نہ اس کی عیادت کرو، مرجائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو۔

مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب پینے والا بتوں کو پوجنے والے کی طرح ہے، شراب پینے والا لات وعزیٰ کو پوجنے والے کی طرح ہے۔ یعنی مئے نوشی کو حلال جاننے والا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آگ کے انگاروں سے بھرا پیالہ کھا جانا میں شراب کا پیالہ پی جانے سے زیادہ سہل اور بہتر سمجھتا ہوں۔

ہر نشہ آور چیز حرام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس نے دنیا میں مئے نوشی کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا توبہ نہ کی تو آخرت میں وہ شراب طہورہ نوش کرنے سے محروم رہے گا۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ اسے پکایا گیا ہو یا نہ جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو چیز نشہ دے خواہ کم ہو یا زیادہ حرام ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نشہ آور چیز جس برتن سے نوش کی جائے اس برتن سے ایک گھونٹ پینا بھی حرام ہے۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پکی ہوئی شراب پینا کچی شراب پینے سے کہیں زیادہ جرم و گناہ رکھتی ہے کیونکہ جس شراب کو جوش نہ دیا گیا ہو اسے پینے والا فاسق و گنہگار ہے اور جوش دی گئی شراب کو پینے والے کے بارے کافر ہو جانے کا خدشہ ہے اس لئے کہ عام شراب پینے والا شراب نوشی کا اقرار کرتا ہے حالانکہ وہ حرام ہے جبکہ جوش دی ہوئی شراب پینے والا نشہ آور چیز کو نوش کرتا ہے اور اسے حلال سمجھتا ہے اور مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نشہ آور چیز خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہے اور جو حرام کو حلال جانے وہ بالاتفاق کافر ہے۔

ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت زہری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! شراب کے معاملہ میں میرے اللہ سے ڈرو "فَاِنَّھَا اُمُّ الْخَبَائِثِ" بے شک شراب ہر برائی کی ماں ہے گزشتہ امتوں میں سے ایک عابد مختلف مساجد میں عبادت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ ایک فاحشہ عورت سے اس کی ملاقات ہوگئی عورت نے اپنی لونڈی کے ذریعے اسے اپنے گھر طلب کر کے دروازہ بند کر لیا۔ عابد نے دیکھا کہ اس عورت کے پاس ایک شراب کا جام اور ایک خوبرو لڑکا موجود ہیں۔ عورت کہنے لگی اے عابد! تم اس وقت یہاں سے جا نہیں سکتے جب تک اس شراب کے جام کو نوش نہ کر لو یا اس معصوم بچے کو قتل نہ کر دیا پھر میرے ساتھ برائی نہ کر گزرو ورنہ میں چیخ چیخ کر لوگوں کو آگاہ کروں گی کہ عابد میرے گھر میں بری نیت سے داخل ہوا ہے۔ پھر تمہارے پاس کیا چارہ کار ہوگا؟ کون تمہاری تصدیق کرے گا؟ عابد عورت کی دھمکی سن کر ہمت ہار بیٹھا اپنے تئیں کہنے لگا کہ جہاں تک

فاحشہ عورت کا تعلق ہے، میں اس کے ساتھ برائی نہیں کروں گا، بچہ کو بھی ناحق قتل نہیں کروں گا۔ البتہ عزت بچانے کی خاطر شراب کا جام نوش کر لیتا ہوں اس نے شراب کا پیالہ پیتے ہوئے کہا اے خاتون! تو میرے ساتھ زیادتی کر رہی ہے۔ قسم بخدا شراب پی کر وہ اس وقت تک وہاں سے جدا نہ ہوا جب تک اس نے عورت سے زنا کرنے کے ساتھ ساتھ بچے کو قتل نہ کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے لوگو! اس گناہوں اور برائیوں کی ماں سے بچو۔ اللہ تعالیٰ کے عزت و جلال کی قسم! کسی دل میں ایمان اور شراب بیک وقت جمع نہیں ہو سکتے۔ کسی ایک کے جانے کا خدشہ بہر حال موجود ہے یعنی شراب نوشی کرنے والا جب نشہ میں ہوتا ہے تو اس کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہو جاتا ہے اور پھر بار بار یہ کلمہ جاری رہتا ہے۔ خدشہ ہے کہ بوقت وصال بھی اس کی زبان سے کلمہ کفر جاری ہو اور اسی حالت میں مر جائے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب کی نذر ہو جائے کیونکہ اکثر ایمان موت کے وقت کی کیفیت سے ضائع ہوتا ہے اور یہ زندگی کی بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔ پھر حسرت و ندامت کے سوا کچھ بھی پلے نہیں رہتا۔

ضحاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب کی عادت لئے مرے گا وہ روز آخرت نشہ کی حالت میں اٹھے گا۔

جنت کی خوشبو سے محروم اور دس ملعون

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا کہ چار آدمی جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو میل کی مسافت سے جنتیوں کو اپنی حلاوتوں سے آشنائے راز کرے گی۔ جنت کی خوشبو سے محروم وہ چار شخص درج ذیل ہیں۔

بخیل چغل خور ہمیشہ شراب پینے والا والدین کا نافرمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب کے سلسلہ میں دس آدمیوں پہ لعنت کی گئی ہے۔

۱- شراب کشید کرنے والا

۲- جس کے لئے شراب کشید کی گئی ہو،

۳- شراب نوشی کرنے والا

۴- بھر بھر جام پلانے والا

۵- شراب لے جانیوالے

۶- جس کی طرف لے جائی جا رہی ہو

۷- شراب کا تاجر

۸- تجارت کروانے والا (سوداگر)

۹- خرید فروخت کرنے والا

۱۰- ان پودوں کی کاشت کرنے والا جن سے شراب کشید کی جاتی ہے

روز قیامت شرابی کا حال

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ روز قیامت شراب پینے والا اپنی قبر سے اٹھے گا تو مردار کی غلیظ بو سے متعفن ہوا ہوگا۔ مٹکا اس کی گردن میں لٹکا ہوا ہوگا، ہاتھ میں شراب کا جام، اس کی کھال سانپ بچھوؤں سے بھری ہوئی، آگ کے جوتے پہنے ہوئے ہو گا، دماغ میدان حشر کی تپش سے کھول رہا ہوگا، اس کی قبر جہنم کا ایک گڑھا بنی رہے گی، جہنم میں اس کا حشر فرعون اور ھامان کے ساتھ ہوگا۔

شرابی سے تعاون کا انجام

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمت عالمیاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جس نے شرابی کو ایک لقمہ بھی کھلایا اللہ تعالیٰ اس کے جسم پہ سانپ اور بچھو مسلط فرما دے گا

جس نے شرابی کی کسی حاجت کو پورا کیا تو گویا اس نے اسلام کی عمارت گرانے میں اسکی مدد کی

جس نے شرابی کو قرض دیا تو اس نے ایک اہل ایمان کو قتل کرنے پر اس کی مدد کی

جو شرابی کے ساتھ بیٹھا میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اسے اندھا کر کے اٹھائے گا۔ اس کے لئے کوئی حجت نہ ہوگی۔

جو شراب پئے اس سے شادی نہ کرو، بیمار ہو تو نہ اس کی عیادت کرو، گواہی دے تو اس کی گواہی قبول نہ کرو۔

قسم ہے اس ذات کبریا کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا تورات وزبور اور انجیل و قرآن کریم میں شرابی کو ملعون کہا گیا ہے۔ باوجودیکہ جس نے شراب نوشی کی تو اس نے انبیائے کرام پہ نازل شدہ تمام کتابوں سے کفر کیا۔ کافر ہی شراب کو حلال و جائز جانتا ہے جس نے بھی شراب کو حلال جانا میں دنیا و آخرت میں اس سے بے زار ہوں۔

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا آیا تورات میں بھی شراب کو حرام کہا گیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں آیت طیبہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ الآیہ تورات میں بھی موجود ہے۔ بے شک ہم نے حق نازل کیا تا کہ باطل ملیا میٹ ہو جائے اور اس کے لہو ولعب، دف، گانے بجانے کے آلات اور شراب وغیرہ باطل ہو گئیں۔ ہلاکت ہے شراب پینے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے عزت وجلال کی قسم اٹھا کر کہا کہ جو شراب نوشی کر کے اپنے چال چلن کو خراب کرے گا میں اسے روز قیامت پیاسا رکھوں گا اور اس شخص کے لئے قسم اٹھا کر کہا جو شراب کے حرام ہو جانے کے بعد اسے چھوڑ دے گا میں ''حظیرۃ القدس'' سے اسے سیراب کروں گا۔ عرض کیا گیا ''حظیرۃ القدس'' کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ القدس، اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ اور حظیرہ سے مراد جنت ہے۔

شراب کی دس مذموم خصلتیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شراب پینے سے بچو کیونکہ اس میں دس مذموم خصلتیں ہیں۔

۱- جو شراب پیتا ہے وہ پاگلوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ عقلمند اسے کوستے اس کی مذمت کرتے ہیں بچے اس پہ ہنستے ہیں۔

حضرت ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد کے گلی کوچوں میں ایک نشئی دیکھا وہ پیشاب کر کے اسے اپنے جسم پہ ملتا اور ساتھ ساتھ یہ کلمات بھی پڑھ رہا تھا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں میں سے بنادے

مذکور ہے ایک مرتبہ ایک نشئی نے دوران راہ قے کی ایک کتا آ کر اس کے منہ اور داڑھی کو چاٹنے لگا وہ نشئی کتے سے کہنے لگا یا سیدی، یا سیدی (میرے آقا) رومال خراب نہ کر

۲- شراب نوشی سے مال ضائع ہو جاتا ہے اور عقل جواب دے جاتی ہے جیسا کہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمیں شراب کے بارے اپنی رائے سے مطلع فرمائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

فَاِنَّھَا مُتْلِفَۃٌ لِلْمَالِ وَمُذْھِبَۃٌ لِلْعَقْلِ۔

یہ مال کو ضائع کر دینے والی اور عقل زائل کر دینے والی ہے

۳- شراب نوشی دوستوں اور بھائیوں میں عداوت و دشمنی کا باعث بنتی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ (المائدہ: ۹۱)

یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوے کے ذریعے۔

۴- شراب نوشی ذکر الٰہی اور نماز سے غافل کر دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ (المائدہ:۹۱)

اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟

جب یہ مذکورہ آیت طیبہ نازل ہوئی تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے

لگے

یا الٰہ العالمین بے شک ہم اس عمل سے باز آ گئے

۵- بندے کو شراب نوشی زانی بنا دیتی ہے کیونکہ بادہ نوش اپنی بیوی کو حالت نشہ میں طلاق دے دیتا ہے اور اسے اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔

۶- شراب ہر برائی کی کنجی ہے کیونکہ مئے نوش کے لیے ہر گناہ سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔

۷- شراب سے کراماً کاتبین اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں فاسقوں کی مجلس میں بیٹھنے اور غلیظ بو سے انہیں تکلیف پہنچتی ہے لہٰذا مناسب نہیں کہ جو تکلیف نہ دے اسے تکلیف میں مبتلا کیا جائے۔

۸- شرابی اسّی درّہ کا مستحق ہو جاتا ہے اگر دنیا میں اسے دروں کی سزا نہ مل سکی تو آخرت میں آگ کے کوڑوں سے اسے سزا دی جائے گی جسے اس کے آباؤ اجداد اور سجن دوست سب دیکھ رہے ہوں گے۔

۹- شرابی کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے چالیس دن تک کوئی نیکی اور اس کی دعا آسمان کی طرف نہیں جا سکتی۔

۱۰- شرابی خود کو خطرات کی دنیا کی نذر کر دیتا ہے خدشہ ہے کہ بوقت وصال اس کا ایمان ہی ضائع نہ ہو جائے۔

یہ تو اخروی سزاؤں سے پہلے دنیا کی سزائیں ہیں جبکہ اخروی سزائیں تو ما دشما کے شمار میں بھی نہیں کہیں کھولتا ہوا پانی، کہیں خاردار جڑی بوٹیاں کھانے کے لئے، کہیں اجر و ثواب ضائع ہونا، لہٰذا عقل مند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ تھوڑی سی لذت کو ایک طویل اور دائمی لذت ترک کر کے اختیار کر لے۔

شراب اور فحش و منکرات سے بچنے والوں کے لئے اعزاز

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ○ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا ط (مریم: ۸۶، ۸۵)

وہ دن جب ہم اکٹھا کریں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کے حضور میں (معزز و مکرم مہمان

بنا کر) اور اس روز ہانک کر لائیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے

حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی ان آیات طیبات کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل جنت کو جمع کیا جائے گا وہ جنت کے دروازے پہ پہنچیں گے تو وہاں ایک درخت ہوگا جس کے نیچے سے دو چشمے پھوٹیں گے۔ ایک چشمہ سے پانی پئیں گے تو پیٹ کی تمام رطوبتیں نکل جائیں گی دوسرے پہ آ کر غسل کریں گے تو جسم پہ کسی قسم کی کوئی میل کچیل باقی نہ بچے گی بقول الٰہی انہیں یوں کہا جائے گا۔

سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ ط (الزمر: ۷۳)

تم پر سلام ہو تم خوب رہے پس اندر تشریف لے چلو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

پھر ان اہل جنت کے لئے عمدہ قسم کے یاقوت احمر کے سرخ اونٹ پیش کیے جائیں گے جن کے پاؤں سونے کے، یاقوت اور موتیوں سے مرصع اور ان کی مہاریں لولوٴ کے موتیوں سے ہوں گی، ہر جنتی کو دو ایسی پوشاکیں پہنائی جائیں گی کہ اگر ایک پوشاک کو اہل دنیا پہ ظاہر کر دیا جائے تو ساری دنیا روشن ہو جائے ہر جنتی کے ساتھ محافظ فرشتے ہوں گے جو اہل جنت کو جنتی محلوں بارے رہنمائی کریں گے۔ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے لئے سونے کے کنگروں سے بنے چاندی کے محل تیار ہوں گے قریب پہنچیں گے تو بکھرے ہوئے موتیوں کی بے شمار خدام زیورات، پوشاکیں، چاندی کے برتن اور سونے کے کوزے اٹھائے استقبال کریں گے ملائکہ سلام کریں گے۔ جنتی انہیں سلام کا جواب دیں گے آگے بڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ اللہ جل شانہ نے ان کے لئے عزتوں والے محل تیار کیے ہوں گے وہ ان مقامات میں اترنا چاہیں گے تو محافظ فرشتے پوچھیں گے کیا ارادہ ہے؟ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ عزتوں کے ٹھکانے پر اتر کر وہاں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ محافظ فرشتے کہیں گے آگے چلو ان سے بھی بہتر و اعلیٰ جگہ تیار کی گئی ہے آگے بڑھیں گے تو کیا دیکھیں گے کہ لولو کے کنگروں سے سجے سونے کے محل ہیں جب قریب ہوں گے تو موتیوں کی طرح بکھری دوشیزائیں خادمات چاندی کے برتن، سونے کے کوزے لئے استقبال کریں گی۔ سلام بولیں گی اہل جنت انہیں جواب دیں گے، وہیں قیام کرنا چاہیں

گے تو محافظ فرشتے کہیں گے۔ آگے چلیں اس سے بھی بہتر جگہ کی طرف چلیں، آگے چلیں گے تو سرخ یاقوت کے محلات دلفریب مناظر پیش کر رہے ہوں گے۔ اس کے اندرونی حصے میں خدام باہر سے نظر آئیں گے اہل جنت قریب جائیں گے تو پہلے دو جگہوں پہ محلات کی طرح یہاں بھی استقبال ہوں گے سلام پیش کئے جائیں گے یہ جواب دیں گے ان محلات میں جب اہل جنت داخل ہوں گے تو حور العین میں سے حوریں ان کا استقبال کریں گی جو ستر مختلف قسم کی پوشاکوں سے آراستہ ہوں گی کوئی پوشاک دوسری پوشاک جیسی نہ ہوگی پوشاک کی خوشبو سو سال کی مسافت سے محسوس ہوگی جب حور العین کے چہرے کو اہل جنت دیکھیں گے تو انہیں ان کے چہروں سے اپنے چہرے نظر آئیں گے ان کے سینوں کی طرف دیکھیں گے تو جگر نظر آئیں گے ان کے جسموں کی لطافت اور نازکی کا یہ عالم ہوگا کہ پنڈلیوں کے گودے ہڈیاں، چمڑے سب دکھائیں دیں گے یہ حور العین ایک ایسے گھر میں بیٹھی ہوں گی جو چار مربع فرسخ ہوگا اس کے چار ہزار سونے کے دروازے بڑی ترتیب سے موتیوں سے مرصع ہوں گے۔ عالیشان تخت دنیا کے ستر کمروں جتنا، ان تختوں پہ بیٹھ کر اہل جنت جس پھل کی خواہش کریں گے پھل ان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا یا پھر تخت اٹھا کر پھل کے قریب کر دیا جائے گا تاکہ وہ اپنی خواہش کے مطابق پھل تناول فرمالے۔

یہ اجر و جزا ان متقین کے لئے ہوگی جو شراب نوشی (اس کی خرید و فروخت) سے بچتے ہوں گے اور منکرات و فحش سے کنارہ کش ہوں گے۔

شرابی جس کے منہ سے بوقت وصال کلمہ کفر جاری ہوا

مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا وہ جہنم کے قریب پہنچیں گے تو ان کے لئے جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، ملائکہ لوہے کے گرز اٹھائے ان کا استقبال کریں گے جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک ایک عضو عذاب کی اذیتیں برداشت کر رہا ہوگا یا تو سانپ ڈس رہے ہوں گے یا آتش جہنم جھلسا رہی ہوں گی یا فرشتے مار مار کر ہلکان کر رہے ہوں گے فرشتوں کی ضربیں چالیس سال کی مقدار جہنم کی گہرائیوں میں انہیں اٹھا پھینکیں گی جہنم کی تہہ تک نہ پہنچنے پائیں گے کہ پھر آتش جہنم

کے شعلے انہیں اوپر اٹھا پھینکیں گے فرشتے دوبارہ ضرب لگائیں گے تو یہ جہنم کے انگاروں میں غرق ہوں گے جب سر ظاہر ہوگا پھر اور ضرب لگائیں گے اور اسی طرف قرآن پاک کی اس آیت میں اشارہ ہے

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ○ (النساء:۵۶)

جب کبھی پک جائیں گی ان کی کھالیں تو بدل کر دے دیں گے ہم انہیں کھالیں دوسری تاکہ وہ (مسلسل) چکھتے رہیں عذاب کو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

ان کے ساتھ ستر مرتبہ بدل بدل کر روزانہ عذاب کی ہولناکیوں سے انہیں دوچار کیا جاتا رہے گا جب جہنمی پیاس کی شدت سے بے تاب ہوں گے پانی پانی پکاریں گے تو انہیں ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ چہرے کے قریب پہنچتے ہی اس کی بھڑک چہرے کے گوشت کو ادھیڑ دے گی پھر جب منہ میں ڈالے گا تو دانت، داڑھیں نکل جائیں گی۔ پیٹ میں اترے گا تو انتڑیاں کاٹتا ہوا جائے گا جلد گل سڑ جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ط (الحج:۲۰،۲۱)

گھل جائے گا اس کھولتے پانی سے جو کچھ ان کے شکموں میں ہوگا اور ان کی چمڑیاں بھی گل جائیں گی۔

یعنی ان کی چمڑیاں اور جو کچھ ان کے شکموں میں ہوگا گلا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق انہیں عذاب سے دوچار کیا جاتا رہیگا پھر وہ اہل جہنم، جہنم کے فرشتوں سے فریاد کریں گے۔

اُدْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ط (المومن:۴۹)

کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔
جہنم پر مامور فرشتے انہیں کوئی جواب نہ دیں گے پھر چالیس سال تک مالک فرشتہ کو

آوازیں دیں گے وہ بھی انہیں کوئی جواب نہ دے گا کہیں گے ہم نے جہنم پر مامور فرشتوں کو پکارا مالک جہنم کو پکارا اور چالیس سال فریادیں کرتے گزر گئے لیکن کسی نے ایک نہ سنی باہم مشورہ کریں گے آؤ ہم سب مل کر چیخ و پکار کرتے ہیں سارے مل کر چیخیں گے لیکن بے سود پھر کہیں گے آؤ ہم صبر کر لیتے ہیں لیکن صبر بھی آج انہیں عذاب سے نہ بچا سکے گا کہیں گے

سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَالَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔ (ابراہیم ۲۱)

اب تو ہم پر بے قراری کرنا اور صبر کرنا دونوں ہی برابر ہیں ہمارے لئے کوئی چھٹکارا نہیں۔

یہ عذاب کافروں کے لئے ہوگا لیکن مسلمان جب شراب پی لے اور کلمہ کفر اس کی زبان پر جاری ہو جائے تو بوقت مرگ اس کا ایمان ضائع ہو جانے کا خدشہ ہے اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو یہ بھی اہل کفر میں شامل ہوگا لہٰذا مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ شراب نوشی سے باز آجائے اور شرابیوں سے قطع تعلق کر لے جب شرابیوں کی مجلس میں بیٹھے گا تو خدشہ ہے کہ اس کا اثر اس بیٹھنے والے پر بھی پڑے گا اور قیامت کی ہولناکیوں پر غور و فکر کرے کیونکہ روز قیامت کی ہولناکیوں میں غور و فکر کرنے والے کا دل کبھی بھی شراب پینے اور شراب پینے والوں کی مجلس کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔

شراب کا ایک ایک گھونٹ......؟

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جب کوئی بندہ مے نوشی کرتا ہے تو ایک ایک گھونٹ اس شرابی کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص

شراب کا پہلا گھونٹ پیتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے

دوسرا پیتا ہے تو کراماً کاتبین اس سے بے زاری کا اظہار کرتے ہیں

تیسرا پیتا ہے تو ملک الموت اس سے بیزار ہو جاتے ہیں

چوتھا گھونٹ پیتا ہے تو نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس سے رخ انور پھیر لیتے ہیں

پانچواں گھونٹ پیتا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہوں میں ایسا شخص مبغوض ہو جاتا

ہے

چھٹا پیتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بری الذمہ ہو جاتے ہیں

ساتواں پیتا ہے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام بے زاری کا اظہار فرماتے ہیں

آٹھویں پہ حضرت میکائیل علیہ السلام بے زار

نویں پر ساتوں آسمان بے زار

دسویں پہ زمین بے زار

گیارہویں پہ سمندر کی مچھلیاں بے زار

بارہویں پہ شمس وقمر بے زار

تیرہویں پہ آسمان کے ستارے بے زار

چودھویں پہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق بے زار ہو جاتی ہے

پندرہویں پہ اس پر جنت کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں

سولہویں پہ جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

سترہویں پر حاملین عرش ملائکہ بے زاری کا اظہار کرتے ہیں

اٹھارویں پر کرسی الٰہی بے زار ہوتی ہے

انیسویں پہ اللہ تعالیٰ کا عرش بے زار ہوتا ہے

بیسویں پہ خود اللہ تعالیٰ اس بندے سے بے زار ہو کر بری الذمہ ہو جاتا ہے

شراب نوش کی عبادت بھی متاثر

فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے پیٹ کو شراب سے بھرا سات دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں اور اگر عقل و خرد بھی زائل ہو گئی اور نشے میں مخمور رہا تو ایسے شخص کی چالیس دن تک نمازیں قبول نہیں ہوتیں اور اگر اسی حالت میں مر جائے تو کافر کی موت مرے گا اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ رحیم و کریم توبہ قبول فرمالے گا اگر دوبارہ توبہ توڑ کر پھر شراب نوشی میں دھت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پہ لازم

ہے کہ وہ اسے جہنمیوں کی پیپ پلائے۔

ایک دوسری حدیث طیبہ میں ہے کہ

جب کوئی شخص شراب نوشی کرتا ہے تو اس کی نماز، روزہ اور سارے عمل چالیس دن تک

بارگاہ الہیہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتے

دوسری مرتبہ پئے تو اسّی دن تک نماز، روزہ اور دیگر اعمال صالحہ غیر مقبول ہو جاتے

ہیں

تیسری مرتبہ پئے تو ایک سو بیس دنوں تک اعمال غیر مقبول

چوتھی مرتبہ پئے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دو کیونکہ ایسا نافرمان کافر ہے

اور اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ اسے ''طینۃ الخبال'' سے سیراب کرے عرض کیا گیا طینۃ

الخبال کیا ہے ارشاد ہوا جہنمیوں کے زخموں کی پیپ

گناہوں کی کنجی

حدیث مبارکہ ہے کہ سارے گناہ اور خطائیں ایک ہی مکان میں جمع ہیں اور اس مکان کی چابی شراب نوشی ہے۔ جب بندہ شراب پی لے تو وہ خود پہ سارے گناہوں کے دروازے کھول لیتا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی صاحبزادی کا نکاح کسی شرابی سے کر دیا تو گیا اس نے اپنے ہاتھوں اپنی بیٹی کو زنا کی طرف ہانک دیا مطلب یہ ہے کہ شرابی اکثر حالت نشہ میں طلاق بارے گفتگو کر کے عورت کو آزاد کر دیتا ہے اس کی بیوی طلاق کے ذریعے آزاد ہو کر اس پر حرام ہو جاتی ہے اور شرابی کو پتا بھی نہیں ہوتا یہ بھی مذکور ہے کہ شرابی بتوں کو پوجنے والے کی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو بھی رجس کہا اور بتوں کو بھی رجس اور دونوں سے اجتناب کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ (المائدہ: ۹۰)

سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے

بتوں کے بارے بھی کہا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (الحج: ۳۰)

پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

جس نے دن کو شراب پی تو وہ شام تک شرک کرتا رہا اور جس نے رات کو شراب نوشی کی تو گویا وہ صبح تک شرک کرتا رہا

شرابی قبر میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شرابی کے مر جانے کے بعد اس کی تدفین کر کے مجھے وہیں روک لو اس کی قبر اکھیڑ کر دیکھو اگر اس کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ ہو تو مجھے قتل کر دینا۔

امور جاہلیت مٹانے کا حکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرچشمہ ہدایت اور رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لئے مبعوث فرمایا تا کہ میں گانے بجانے کے آلات، بانسریاں، امور جاہلیت اور بتوں کو توڑ ڈالوں میرا ربّ کریم اپنی عزت و جلال کی قسم اٹھا کر فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے جو دنیا میں شراب پیتا ہے میں اسے قیامت کے دن شراب طہورہ سے محروم کر دوں گا۔ میرے بندوں میں سے جو شراب نوشی ترک کر دے گا میں اسے حظیرۃ القدس میں سے سیراب کروں گا۔

اوس بن سمعان رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ پچیس مرتبہ شراب کو حرام قرار دیا ہے شراب پینے والے کے لیے ہلاکت و تباہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ لازم ہے کہ جو اس کے بندوں میں سے کوئی بندہ دنیا میں مے نوشی کرتا ہو اسے آخرت میں دوزخیوں کی پیپ پلائے۔

دنیاوی گیت یا حمد الٰہی......؟

محمد بن المنکدر رعلیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ارشاد فرمائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو اپنے آپ کو اور اپنے کانوں کو دنیا میں لہو ولعب اور گانے بجانے کے شیطانی آلات کی آوازوں سے بچایا کرتے تھے انہیں مشک وکستوری کے باغ میں لے جاؤ، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا انہیں اپنی خوش الحانی میں میری حمد وثناء سناؤ اور انہیں آگاہ کردو کہ انہیں کوئی خوف وملول نہیں۔

شقیق بن سلمہ علیہ الرحمہ کے بارے روایت کیا جاتا ہے کہ انہیں ایک دعوت ولیمہ میں مدعو کیا گیا آپ علیہ الرحمہ نے وہاں لہو ولعب کرنے والے دیکھے تو واپس تشریف لے آئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دنیاوی گیت دلوں میں یوں منافقت پیدا کرتے ہیں جیسے پانی گھاس اگاتا ہے۔

عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل شام کی ایک جماعت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور گورنری میں مے نوشی کیا کرتی تھی اور وہ کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارے لئے حلال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

لَیۡسَ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیۡمَا طَعِمُوۡۤا ط

(المائدہ:۹۳)

نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے متعلق مکتوب لکھا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے کہ کوئی فساد کھڑا ہو جائے انہیں میرے پاس بھیج دو جب وہ بادہ نوش امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورے کے لئے طلب فرمایا تو سب نے یہی مشورہ دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں انہوں نے دینی امور میں ایسی چیز شروع کرنے کی کوشش کی جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی لہٰذا ان کے سر قلم کر

دیئے جائیں جبکہ حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے بارے خاموش تھے فرمانے لگے میری رائے یہ ہے کہ ان کی توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کریں تو ان کی گردن زنی کر دی جائے اور اگر مے نوشی سے تائب ہو جائیں تو انہیں اسی اسی درّے مارے جائیں ان سے توبہ کرائی گئی وہ توبہ پر آمادہ ہو گئے تو انہیں اسّی اسّی کوڑے مارے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب شراب کے حوالے سے آیت تحریم نازل ہوئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے وہ بھائی جو وصال کر چکے ہیں اور شراب نوشی کرتے رہے ان کا کیا بنے گا؟ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا ط

(المائدہ:۹۳)

نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے

یعنی آیت تحریم نازل ہونے سے پہلے وہ جو مے نوشی کر چکے اس پر انہیں کوئی گناہ نہ ہو گا

واللہ اعلم

باب ۱۶

جھوٹ پر زجر وممانعت

سچائی اور جھوٹ راہنما لیکن......؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالمیاں فخر انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تم پر سچائی اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت تک لے جاتی ہے ایک آدمی مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ کا بھی متلاشی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ سے بچو، جھوٹ فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے ایک آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا ہی قصد کیے رکھتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے جھوٹا اور کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

منافق کی علامات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ منافق کے بارے تین علامتوں کا اعتبار کر لو۔

۱-جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، ۲-وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے

۳-جب کسی سے معاہدہ کرتا ہے تو عہد شکنی کرتا ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں آیات طیبات نازل فرمائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ○ (التوبہ:۷۵تا۷۷)

اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ کے ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم دل کھول کر خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکوکاروں میں پس جب اس نے عطا فرمایا انہیں اپنے فضل سے تو کنجوسی کرنے لگے اس کے ساتھ اور روگردانی کر لی اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے نفاق جما دیا ان کے دلوں میں اسی دن تک جب ملیں گے اس کو اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ سے جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

حکمت لقمان علیہ السلام پر عروج کیسے؟

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ہم آپ کی حکمت و دانائی کا عروج دیکھتے ہیں یہ عروج آپ کو کیسے ملا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا سچائی اپنانے، امانتوں کو ادا کرنے اور فضول باتوں کو ترک کر دینے سے

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا

حضرت صفوان بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں

عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟

ارشاد فرمایا ہاں

عرض کیا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟

ارشاد ہوا قطعاً نہیں

جنت کی ضمانت

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

تم مجھے اپنے بارے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دیتا ہوں

۱- جب گفتگو کرو گے تو سچائی کے دامن کو نہ چھوڑو گے

۲- وعدہ کرو گے تو پورا کرو گے

۳- امانتوں میں خیانت نہ کرو گے

۴- اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو گے

۵- اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے

۶- اپنے ہاتھوں کو (کسب حرام سے) روکے رکھو گے

فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان چھ چیزوں میں ساری ہی بھلائیاں جمع فرمادی ہیں اس طرح کہ فرمایا

۱- اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ ۔ جب تم بات کرو تو سچ بولو۔ اس میں کلمہ توحید اور دیگر سچی گفتگو شامل ہے جب بندہ گواہی دیتا ہے کہ اَنْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) تو اس شہادت سے وہ خود سے بھی سچ بول رہا ہوتا ہے اور اپنی گفتگو میں لوگوں کے ساتھ بھی سچائی میں پورا اتر رہا ہوتا ہے۔

۲- وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ ۔ جب تم وعدہ کرو تو پورا کرو یعنی وہ وعدہ جو تمہارے اور اللہ کے درمیان اور تمہارے اور لوگوں کے درمیان ہو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وعدے سے مراد مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدمی ہے اور بندے اور لوگوں کے درمیان وعدہ سے مراد جس نوعیت کا بھی وعدہ کیا ہو اسے پورا کرنا ہے۔

۳- وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ ۔ رکھی ہوئی امانتوں کو لوٹا دو۔ امانت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بندے اور اللہ کے درمیان۔ (۲) بندے اور دیگر لوگوں کے درمیان

جہاں تک بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان امانت کا تعلق ہے تو ان سے مراد وہ فرائض ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر عائد کئے ہیں بندوں پر لازم ہے کہ وہ فرائض کو اپنے وقت پر ادا کر کے امانت الٰہی کی ادائیگی کا حق ادا کریں۔

جہاں تک تعلق بندے اور لوگوں کے درمیان امانت کا تو اس سے مراد دوسروں کے مال، ان کے راز اور علاوہ ازیں دوسری چیزیں ہیں بندے کے لیے لازم ہے کہ جب کسی دوسرے کی امانت کسی حوالے سے بھی ہو تو اس امانت کی ادائیگی کا پورا حق ادا کرے۔

۴- اَحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ ۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ شرم گاہ کی حفاظت کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنی شرمگاہ کو حرام اور شبہ والی چیز سے بچائے رکھے دوسری یہ کہ اپنی شرمگاہ کی اس حد تک حفاظت کرے کہ کسی کی نظر بھی شرمگاہ پر نہ پڑے کیونکہ ایسی سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ ۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شرم گاہ دیکھنے والے اور شرم گاہ دکھانے والے پر۔

لہٰذا مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے کہ وہ خود سے عہد کر لے کہ بوقت استنجا پوری طرح احتیاط برتے گا کہ مرد و عورت میں سے جسے اسے دیکھنا جائز نہیں ان سے خود کو چھپائے گا اور کسی کی نظر بھی نہ پڑنے دے گا۔

۵- وَغَضُّوْا اَبْصَارَکُمْ۔ اپنی نگاہیں نیچی رکھو

مراد یہ ہے کہ لوگوں کی شرمگاہوں کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز آئے، ایسی دوشیزائیں جو غیر محرم ہوں ان کے حسن وجمال کو نہ تکے، مرغوب نگاہوں سے دنیا کو نہ دیکھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ (طٰہٰ:۱۳۱)

اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو یہ محض زیب وزینت ہے دنیوی زندگی کی تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے

۶- وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ ۔ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ یعنی حرام مال اور دیگر حرام چیزوں کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں ایک شخص کسی ایک جھوٹے کلمہ پر بھی منافق قرار پاتا تھا جبکہ میں تم سے دس مرتبہ ایک ایک دن میں ایسے کلمات سنتا ہوں یعنی جب کوئی آدمی جھوٹ بولتا ہے تو یہ اس کے منافق ہونے کی علامت ہے لہٰذا مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے کہ وہ خود کو منافقین کی علامتوں سے بچائے۔ جب کوئی شخص جھوٹ کو عادت بنالیتا ہے تو تب بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے منافق لکھ دیا جاتا ہے۔ تو نہ صرف اس عادت قبیحہ پر اس کو گناہ ہوتا ہے بلکہ جو ان جھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کرتے ہیں ان کی بدعملیوں کا گناہ بھی اس کے ذمہ ہوگا۔

عذاب کی مختلف صورتیں

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدالانبیاء، فخر انس وجان رسالتمآب ﷺ جب نماز فجر کی ادائیگی سے فارغ ہوجاتے تو ہماری جانب متوجہ ہوکر ارشاد فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو مشیت الٰہیہ کے مطابق وہ اسے عرض کرتا حضور اکرم ﷺ اس خواب کی تعبیر ارشاد فرماتے ایک دن معمول کے مطابق حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تو ہم نے عرض کی کہ نہیں آج ہم میں سے کسی نے بھی کوئی خواب نہیں دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج شب میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دو آنیوالے (فرشتے) آئے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کہنے لگے ہمارے ساتھ چلیں میں چلا یا چلتے چلتے ایک ہموار زمین تک لے گئے۔ دیکھا تو وہاں ایک شخص ہاتھ میں بڑا سارا پتھر لئے دوسرے شخص کو لٹائے اس کے سر پر پتھر مارتا ہے۔ پتھر کی ضرب سے سر کچل جاتا ہے اور پتھر لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرتا ہے۔ ضرب لگانے والا شخص پتھر کے پیچھے بھاگتا ہوا اسے پکڑتا ہے جب تک پتھر لے کے واپس پلٹتا ہے تب تک لیٹے شخص کا سر پھر درست ہوجاتا ہے پھر وہ شخص ضرب لگاتا ہے، پتھر لڑکھڑاتا ہے، دوبارہ اٹھا کر پھر ضرب لگاتا ہے اور یہی عمل جاری ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ وہ دونوں کہنے لگے آپ آگے تشریف لے چلیں، میں چلا آگے میں نے ایک چت لیٹے شخص کو دیکھا اور دوسرا شخص اس کے سر پر مڑے ہوئے سر کی سلاخ لئے کھڑا تھا وہ مڑے ہوئے سر کی سلاخ اس لیٹے ہوئے شخص کے منہ میں ڈال کر

جبڑے کو چیرتا ہوا گدی تک لے جاتا۔ پھر دوسری جانب جاتا ادھر بھی یہی عمل دہراتا تب تک پہلی جانب درست ہو چکی ہوتی۔ پھر پہلی جانب آ کر یہی عمل دہراتا، پھر دوسری جانب، پھر پہلی جانب......، اسی طرح یہ عمل جاری تھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دو فرشتوں سے پوچھا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے آپ آگے تشریف لے چلیں۔ ہم چل دیئے آگے چلے تو دیکھا کہ ایک عمارت ہے جس کا اوپر والا حصہ تنور کی طرح اور نچلا حصہ وسیع وفراخ ہے۔ میں نے بغور دیکھا تو اس میں بے شمار مرد وعورت برہنگی کی حالت میں تھے ان کے نیچے سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے جب آگ شدت اختیار کرتی تو اوپر کو آتے نکلنے کے قریب ہوتے تو آگ کے شعلے کچھ بجھنے سے لگتے پھر واپس وہ اسی عمارت کی تہوں میں لوٹ جاتے آگ کے شعلے پھر بھڑک اٹھتے، وہ ننگے مرد وعورت آگ کے شعلوں کے تنور میں اپنی بے کسی اور بے بسی سے یوں چیختے چنگھاڑتے کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے کہنے لگے آگے تشریف لے چلیں ہم آگے گئے تو ایک وسیع و عریض نہر دیکھی جس میں خون کی طرح کا سرخ پانی تھا اس میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پہ کھڑا ایک دوسرا شخص بہت سارے پتھر جمع کیے ہوئے تھا نہر میں تیرنے والا شخص منہ کھولے کنارے کی طرف آتا تو کنارے پہ کھڑا شخص لقمہ کی طرح پتھر اس شخص کے منہ میں ٹھونس دیتا میں نے کہا سبحان اللہ! یہ کیسا شخص ہے؟ کہنے لگے آپ آگے تشریف لائیں۔ ہم آگے چلے تو ایک شخص کے اردگرد آگ کا الاؤ دیکھا۔ وہ اس آگ کے گرداگرد دوڑتا پھر رہا تھا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ کیسا شخص ہے؟ دونوں کہنے لگے آپ آگے تشریف لے چلیں، ہم آگے گئے تو دیکھا کہ موسم ربیع کی بہاروں سے رنگارنگ ایک باغ میں ایک طویل القامت شخص تشریف فرما ہیں اور ان کے اردگرد بچوں کا اس قدر جم غفیر تھا کہ جو تم نے کبھی نہ دیکھا ہو۔ میں نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قدرت یہ کون ہیں؟ کہنے لگے ابھی آپ آگے تشریف لے چلیں ہم آگے بڑھے تو ایک اتنا بڑا اور خوبصورت سائبان دیکھا کہ ایسا سائبان اس سے قبل نہ دیکھا ہوگا ہم چلتے چلتے ایک ایسے شہر میں پہنچ گئے جس کی عمارت کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں ہم نے شہر کے دروازے پہ دستک دی ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا ہم اس میں داخل ہو گئے

مجھے ان دونوں نے ایک اور گھر میں داخل ہونے کے لئے کہا جب ہم اس محل میں داخل ہوئے تو وہ پہلے کی نسبت زیادہ خوبصورت اور افضل واعلیٰ تھا اسی دوران کہ میں اپنی نگاہ نبوت جمائے مشاہدہ کر رہا تھا تب سفید رنگ کا ایک محل نظر آیا جو گویا کہ سفید بادل تھا وہ دونوں فرشتے کہنے لگے کہ یہ آپ کی قیام گاہ اور آپ کا در دولت ہے میں نے کہا کیا میں اس میں داخل ہو جاؤں؟ کہنے لگے فی الحال نہیں، بہر حال آپ ہی اس میں تشریف فرما ہوں گے پھر کہا کہ میں نے آج کی شب عجب مناظر دیکھے ان مناظر کا پس منظر کیا ہے؟ کہنے لگے کہ پہلا شخص جس کے سر کو پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ تھا جو قرآن یاد کرنے کے بعد اسے بھلا دیتا رہا اور فرض نماز سے بھی غافل سویا رہا۔

دوسرا وہ شخص جس کے جبڑوں کو چیرا جا رہا تھا وہ شخص تھا جو گھر سے نکلتا ایسے انداز سے جھوٹ بولتا کہ طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیتا۔

تنور کی طرح آگ کے شعلوں سے بھری عمارت میں برہنہ مرد و عورت جنہیں آپ نے دیکھا وہ زانیہ مرد اور زانیہ عورتیں تھیں۔

خونی رنگ کے پانی سے بھری نہر میں ڈبکیاں کھاتا ہوا تیرنے والا شخص سود خور تھا۔

آگ کے ارد گرد دوڑنے والا شخص خازن جہنم تھا۔

طویل القامت شخصیت جنہیں آپ نے ایک باغ میں تشریف فرما دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے ارد گرد بچوں کا جم غفیر یہ وہ بچے جو فطرت اسلام پہ پیدا ہوئے۔

جس گھر میں آپ سب سے پہلے تشریف فرما ہوئے وہ عام مومنوں کا مقام تھا، پھر آپ جس گھر میں تشریف فرما ہوئے وہ شہدائے عظام کا مقام تھا میں جبرائیل اور یہ میکائیل ہیں۔

ایک شخص نے عرض کی کہ مشرکین کے بچے کہاں ہوں گے؟ ارشاد فرمایا کہ مشرکین کے معصوم بچے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہوں گے۔

مشرکین کے بچوں بارے مختلف روایات ہیں۔

۱- اہل جنت کے خادم ہوں گے

۲-جہنم میں جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کام کی باتیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سچی ترین باتیں کلام الٰہی ہیں

معزز ترین گفتگو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

بدترین تاریکی تاریک قلبی ہے

کم مگر کفایت والی چیز اس زیادہ سے بہتر ہے جو غفلت میں ڈال دے

بدترین ندامت روز قیامت کی ندامت ہے

بہترین غنا نفس کا غنا ہے

بہترین زادراہ تقویٰ ہے

شراب گناہوں کو جمع کرنے والی ہے

عورتیں شیطانی پھندے ہیں

جوانی جنون کا حصہ ہے

بدترین معاش سودی کاروبار ہے

سب سے بڑی خطا جھوٹی زبانیں ہیں

جھوٹ کے تین مواقع

حضور رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین موقعوں پہ جھوٹ بولنا درست ہے

۱-جنگ کے دوران کیونکہ جنگ ایک دھوکہ ہے

۲-دو آدمیوں کے درمیان مصالحت کی غرض سے

۳-کوئی شخص اپنی زوجہ سے صلح کرنا چاہے تو

سچائی اہل اللہ کی زینت

بعض تابعین روایت کرتے ہیں کہ خوب جان لو!

سچائی اولیائے کرام کی زینت اور جھوٹ بدبختوں کی علامت ہے

اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرمایا

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (المائدہ:۱۱۹)

یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو ان کا سچ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹)

اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الزمر:۳۳)

اور وہ ہستی جو اس سچ کو لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں پرہیزگار ہیں۔

مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الزمر:۳۴)

انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے ربّ کے پاس

جھوٹ بدبختوں کی علامت

کلام الٰہی میں جھوٹوں کی مذمت کی اور ان پہ لعنت و ملامت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ (الذاریات : ۱۰)

ستیاناس ہو اٹکل پچو باتیں بنانے والوں کا

یعنی جھوٹوں پہ لعنت ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ط

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے حالانکہ اسے بلایا جا رہا ہے اسلام کی طرف اور اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

باب ۱۷

غیبت کا بیان

غیبت کسے کہتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ ورسولہ اعلم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے بھائی کا ایسے انداز سے تذکرہ کرے جو اسے ناگوار گزرے یہ غیبت ہے۔

عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے مسلمان بھائی میں واقعی وہ نقص موجود ہے جسے اس کی غیر موجودگی میں بیان کیا جائے تب بھی غیبت ہوگی؟ ارشاد فرمایا کہ بالکل یہی غیبت ہے اگر کوئی نقص موجود نہ ہو لیکن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے خوامخواہ نقص کلامی کریں تو یہ بہتان ہوگا۔

فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کرام نے تو یہاں تک ذکر کیا ہے کہ اگر تو کسی کے کپڑوں کو دیکھ کر یوں کہے کہ اس کا کپڑا چھوٹا یا بڑا ہے (اور وہ اسے ناگوار گزرے) تو یہ بھی غیبت ہے جب تو خود اس کی ذات بارے گفتگو کرے گا تو یہ کیوں نہ غیبت ہوگی۔

کاشانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک چھوٹے قد کی عورت حاضر ہوئی، واپس گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کتنے چھوٹے قد کی عورت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عائشہ!

تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں اے محبوبِ خدا! میں نے تو وہ کچھ کہا جو تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اچھے لفظوں میں اس کا ذکر نہیں کیا۔

مردار بھائی کا گوشت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ شب معراج سیر سموات کے دوران میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر انہیں اس کے لقمے دیئے جا رہے تھے ساتھ انہیں کہا جاتا کہ اسے کھاؤ یہ وہی ہے جو تم دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا یہ آپ کی امت کے عیب جو اور غبت گو ہیں۔

دانتوں میں گوشت کے ریشے

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف فرما تھے جبکہ اصحاب صفہ مسجد نبوی شریف میں' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ بیان کر رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گوشت پیش کیا گیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ہماری طرف سے عرض کریں کہ عرصہ بیت چکا ہم نے گوشت نہیں کھایا تاکہ ان معروضات کے نتیجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں گوشت عنایت فرمائیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض پیش کرنے کے لئے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ زید بھی تو ہماری طرح بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہوتے ہیں پھر یہ کس طرح ہمیں حدیث بیان کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں؟ جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیغامِ صحابہ پہنچا چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید اپنے بھائی صحابہ سے جا کے کہہ دو کہ تم نے تو ابھی ابھی گوشت کھایا ہے۔ زید رضی اللہ عنہ نے آ کر صحابہ کو بتایا کہ سرکار یوں فرما رہے ہیں صحابہ نے کہا قسم بخدا! ہم نے تو گوشت نہیں کھایا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر عرض کی یا رسول

اللہ صلی اللہ علیک وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم تو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے گوشت نہیں کھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے نہیں انہوں نے ابھی گوشت کھایا ہے۔ زید رضی اللہ عنہ پھر واپس آ گئے کہا کہ تم نے گوشت کھایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم ٹھے کاشانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ تم نے (اپنے بھائی کی غیبت کر کے) ابھی ابھی گوشت کھایا ہے اور گوشت کے ریشے تمہارے دانتوں میں موجود ہیں۔ تھوکو تو تمہیں گوشت کی سرخ رنگت کا اثر تھوک میں نظر آئے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تھوکا تو گوشت کی سرخ رنگت کا اثر ان کے تھوک میں تھا۔ انہوں نے توبہ کی، کہی ہوئی باتوں سے رجوع کیا اور اپنی غلطی پر معذرت کی۔

بدبودار ہوا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں بدبودار اور متعفن ہوا چلی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کچھ منافقوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے اسی لئے متعفن ہوا چل رہی ہے۔

بعض داناؤں سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں غیبت کی بو ہوا میں تحلیل ہو کر سارے ماحول کو متعفن کر دیتی تھی جبکہ ہمارے دور میں ایسا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے دور میں غیبت اتنی کثرت سے ہوتی ہے کہ ہماری ناکیں غیبت کی بو محسوس کرنے سے بے اثر ہو گئیں ہیں۔ اور اسے اس مثال سے یوں سمجھئے کہ ایک شخص چمڑے رنگنے والے کارخانہ میں چلا جائے تو اس کے لئے وہاں لمحہ بھر کے لئے ٹھہرنا وبال جان بن جاتا ہے جبکہ وہاں کام کاج کرنے والے وہیں کھاتے پیتے ہیں انہیں بو تک بھی محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ان کی ناک مسلسل بو کے عمل سے اثر قبول کرنے کی حس سے ماؤف ہو چکی ہوتی ہے یہی معاملہ ہمارے ہاں غیبت کا ہے۔

تھوڑی سی بدگمانی بھی گناہ ہے

حضرت سدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ حضرت سلمان فارسی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شریک سفر تھے ایک جگہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑاؤ کیا، خیمے نصب کئے اور کھانا وغیرہ تیار کرنے میں مصروف ہو

گئے اسی دوران حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سو گئے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ یہ بندہ خدا تو چاہتا ہے کہ خیمے نصب ہوں، کھانا تیار ہو اور بس؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ سلیمان جاؤ اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سالن لے کے آؤ تاکہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لنگر کھالیں۔ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بھیجنے والے تو گوشت کا سالن کھا چکے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے واپس آکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خبر دی تو ان سب نے کہا کہ ہم نے کھانا بھی نہیں کھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بھی برحق ہے چلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوتے ہیں، حاضر خدمت ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ابھی ابھی اپنے ساتھی سلیمان کی غیبت کر کے گویا مردہ بھائی کے گوشت کے سالن سے اپنے پیٹوں کو بھرلیا ہے، سلیمان سو رہے تھے اور تم جاگ کر اس کی غیبت کر کے گوشت وہ بھی مردہ بھائی کا کھا رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

(الحجرات:۱۲)

اے ایمان والو! دور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ظن کی دو قسمیں ہیں

ظن کی پہلی قسم یہ ہے کہ جس میں گناہ ہو

ظن کی دوسری قسم یہ ہے کہ جس میں گناہ نہ ہو

ایسا ظن کہ جسے بیان کر کے اس کا اظہار کیا جائے اس میں گناہ ہے اور جسے دل میں پوشیدہ رکھا جائے اظہار بیان نہ ہو اس میں گناہ نہیں۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات:۱۲)

یعنی اپنے بھائیوں کے عیوب تلاش نہ کرو

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ-اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ (الحجرات:۱۲)

اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اسے تو مکروہ سمجھتے ہو

جس طرح تم اپنے بھائی کا گوشت کھانا ناپسند کرتے ہو ایسے ہی اس کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنے کو بھی ناپسند کرو

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات ۱۲)

اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ یہ آیت طیبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے دو آدمیوں کے بارے نازل ہوئی وہ اس طرح کہ ایک سفر میں دو مالدار آدمیوں کے ساتھ ایک غریب شخص کو ملا دیا۔ تاکہ وہ ان دونوں کے ساتھ کھانے میں بھی شریک ہو، ان کے لئے جگہ کو بھی درست کرے اور ان دونوں کا معاون بھی ہو اور وہ شخص جسے دو غنی آدمیوں کے ساتھ ملایا گیا تھا وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے ایک دن ایک جگہ انہوں نے قیام کیا تو اتفاق سے ان کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز بھی تیار نہ تھی کہنے لگے سلمان تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ اور بچا ہوا سالن لے آؤ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ چل دیئے ان میں سے ایک شخص دوسرے سے کہنے لگا کہ سلمان ایسا شخص ہے کہ اگر یہ کنویں پہ چلا جائے تو کنویں کا پانی بھی کم پڑ جائے۔ دوسری طرف حضرت نے بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنے ساتھیوں کا پیغام پیش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہیں کہو کہ تم تو سالن کھا چکے ہو۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے آ کر ساتھیوں کو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم سالن کھا چکے ہو، دونوں ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے عرض کرنے لگے ہم نے تو سالن نہیں کھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تو تمہارے منہ میں گوشت کی سرخی دیکھ رہا ہوں، وہ کہنے لگے کہ نہ تو ہمارے پاس گوشت تھا اور نہ ہی آج ہم نے گوشت کھایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمانے لگے کہ تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی، کیا تم اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے؟ کہنے لگے نہیں، فرمایا اگر تم مرے ہوئے

بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تو غیبت نہ کیا کرو کیونکہ جس نے غیبت کی گویا اس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا تب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات ۱۲)

اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو

کھجوروں کا تھال

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے آ کر کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے پاس کھجوروں کا ایک تھال بھیج دیا فرمانے لگے اسے کہنا کہ تو نے نیکیوں کا تحفہ مجھے بھیجا تھا میں نے چاہا کہ میں اس کا بدلہ اتار دوں لیکن میں پورا بدلہ تو نہ اتار سکا جو کچھ ہو سکا بھیج رہا ہوں اسے قبول کرلو حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پر بیٹھے کچھ لوگ کسی کی غیبت کرنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سے پہلے لوگ تو گوشت سے پہلے روٹی کھایا کرتے تھے اور تم نے گوشت روٹی سے پہلے کھانا شروع کر دیا ہے (اور وہ بھی مرے ہوئے بھائی کا)

بغیر عمل کے نیکیاں

حضرت ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت ایک بندے کا نامہ اعمال کھولا جائے گا تو وہ اس میں بے شمار نیکیاں دیکھے گا حالانکہ اس نے اس حوالے سے کوئی عمل نہ کیا ہو گا۔ وہ بارگاہ ربّ العالمین میں عرض کرے گا مولا! یہ نیکیوں کی کثرت کیسے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تجھے علم بھی نہ تھا کہ لوگ تیری غیبت کرتے رہے (یہ انہی کی نیکیاں ہیں جو تیرے کھاتے میں ڈال دی گئی ہیں)

حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''او جھوٹے تو دنیا میں اپنے دوستوں پہ بخیل ہے اور آخرت میں دشمنوں پر سخی۔ دنیا میں تو اپنی بخیلی پر معذور نہیں ہے اور آخرت میں سخاوت پہ قابل ستائش نہیں کسی دانا کا کہنا ہے کہ غیبت قاریوں کا پھل، فاسقوں کی ضیافت، عورتوں کی چراگاہ، دنیاوی کتوں کا سالن اور پرہیز گاروں کے لئے کوڑا کرکٹ کی جگہ ہے۔

چار خطرناک چیزیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

چار چیزیں روزہ ضائع کر دیتی ہیں، وضو توڑ دیتی ہیں، اعمال کا قلع منہدم کر دیتی ہیں وہ چار چیزیں درج ذیل ہیں۔

۱-غیبت، ۲-جھوٹ، ۳-چغلی، ۴-غیر محرم دوشیزہ کے مقام حسن کو تکنا

مذکورہ چیزیں گناہوں کی بنیادوں کو یوں سیراب کرتی ہیں جس طرح پانی درخت کی جڑوں کو سیراب کرتا ہے شراب نوشی گناہوں کو قوی کر دیتی ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتب سماوی میں پڑھا ہے کہ جو شخص غیبت کرتا رہا ہو اور توبہ کر کے مر جائے تو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور جو توبہ نہ کرے بلکہ غیبت کرتا کرتا ہی مر گیا تو وہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوگا۔

اوروں کے ستر کو ننگا نہ کرو

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حواریوں سے پوچھا کہ اگر تم کسی سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرو اور ہوا کی وجہ سے ستر کا کچھ حصہ برہنہ حالت میں پاؤ تو کیا تم اسے چھپا دو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم اس کے ستر کو چھپائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تم تو بقیہ ستر کو بھی برہنہ کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کی سبحان اللہ! ہم کیسے بقیہ ستر کو بھی برہنہ کر رہے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ تمہارے سامنے کسی شخص کا ذکر کیا جاتا ہے تو تم اس کی برائیوں کو خوب خوب بیان کرتے ہو تم اس کی برائیاں کر کے اس کے ستر سے مزید کپڑے بھی اتار دیتے ہو۔

غیبت یا خنزیر کا گوشت

خالد ربعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک جامع مسجد میں تھا کہ کچھ لوگ

کسی آدمی کی غیبت کرنے لگے میں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا تو وہ رک گئے اور گفتگو میں مشغول ہو گئے لیکن کچھ دیر بعد پھر غیبت شروع کر دی میں نے بھی اس بارے کوئی بات کہہ دی۔ اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا طویل القامت شخص میرے پاس آیا جس کے ہاتھ میں ایک طبق تھا جس پر خنزیر کے گوشت کا ٹکڑا رکھا ہوا تھا وہ طویل القامت سیاہ رنگ شخص مجھے کہنے لگا کہ اسے کھاؤ میں نے کہا میں خنزیر کا گوشت کھاؤں؟ قسم بخدا میں تو کبھی نہ کھاؤں۔ اس نے مجھے سختی سے ڈانٹا اور کہا اس سے بدتر چیز تم نے کھالی اسے کیوں نہیں کھاتے پھر وہ شخص میرے منہ میں اس ٹکڑے کو ٹھونسنے لگا اسی حالت میں میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ اللہ کی قسم تیس چالیس روز تک یہ کیفیت رہی کہ میں کھانا کھاتا تو اسی گوشت کا ذائقہ اور اس کی بدبو میں اپنے منہ میں محسوس کرتا۔

کسی کو لسانی اذیت نہ دو

سفیان بن حسین علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ قریب سے ایک شخص گزرا میں اس کی بدخوئی کرنے میں مصروف ہو گیا ایاس بن معاویہ کہنے لگے سفیان خاموش ہو جاؤ، پھر کہنے لگے سفیان کیا تم نے غزوہ روم میں شرکت کی تھی؟ میں نے کہا نہیں، کہا کیا تو غزوہ ترک میں شریک ہوا تھا؟ میں نے کہا نہیں فرمانے لگے تجھ سے روم بھی سلامت رہا، ترک بھی سلامت رہا۔ لیکن ایک مسلمان بھائی تجھ سے سلامت نہ رہا سفیان بن حسین کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد پھر میں نے کبھی کسی کی غیبت اور بدخوئی نہیں کی۔

حاتم زاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس مجلس میں تین باتیں ہوں وہاں سے رحمت الٰہی اٹھالی جاتی ہے۔

۱- دنیاوی کا ذکر، ۲- ہنسی، ۳- لوگوں کی عیب جوئی

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اے بندہ خدا! تیری جانب سے تین عادتیں مومن کا حصہ ہونی چاہیے تا کہ تو نیکو کاروں میں شامل ہو جائے۔

۱- اگر تو کسی کو نفع نہیں دے سکتا تو اس کو ضرر بھی نہ دے۔

۲- اگر لوگوں میں خوشیاں تقسیم نہیں کرسکتا تو انہیں مغموم بھی نہ کر۔
۳- اگر کسی کی تعریف کرنے کی تجھے توفیق نہیں ہے تو اس کی مذمت بھی نہ کر۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولاد آدم سے فرشتے ہم جلیس ہوتے ہیں جب کوئی شخص اپنے بھائی کا اچھے الفاظ میں ذکر کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں۔اس کے لئے اور تیرے لئے بھی ایسی نیک خواہشات ہیں اور جب کوئی شخص اپنے بھائی کا برے کلمات سے ذکر کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے ابن آدم! تو نے اپنے بھائی کے مستور پردوں کو بے نقاب کردیا اپنے نفس کی طرف رجوع کر اللہ تعالیٰ کی تعریف بجالا جس نے تیرے عیب چھپا رکھے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کے بارے مذکور ہے کہ انہیں ایک ضیافت میں مدعو کیا گیا آپ تشریف فرما تھے کہ لوگ کہنے لگے کہ فلاں شخص نہیں آیا ان میں سے ایک شخص نے کہا وہ بڑا بھاری بھرکم آدمی ہے۔حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ انہوں نے میرے پیٹ کی وجہ سے میرے ساتھ یہ سب کچھ کیا ہے جبکہ میں ایسی دعوت پر موجود ہوں جس میں مسلمان کی غیبت کی جارہی ہے آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور تین دن تک کچھ نہ کھایا۔

کسی دانا کا کہنا ہے کہ اگر تو تین چیزوں کو بجالانے سے عاجز ہے تو تین دوسری تجھ پر لازم ہیں

۱- اگر بھلائی نہیں کرسکتا تو شر سے بھی رک جا
۲- اگر کسی کو نفع پہنچانے کی طاقت نہیں تو اسے ضرر پہنچانے سے بھی خود کو روک لے
۳- اگر روزہ نہیں رکھ سکتا تو لوگوں کا گوشت بھی نہ کھا

وھب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دنیا و مافیہا کی تخلیق سے لے کر اس کے فنا ہونے تک متاع جہاں کو راہ خدا میں قربان کردینے سے زیادہ پسند میرے لئے یہ ہے کہ میں غیبت چھوڑ دوں

اور دنیا و مافیہا کو راہ خدا میں قربان کردینے سے زیادہ محبوب میرے لئے یہ ہے کہ میں

غیرمحرم کی طرف نگاہ تک نہ اٹھاؤں۔ پھر آپ علیہ الرحمہ نے قرآن پاک پر یہ آیات طیبات تلاوت فرمائیں۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات ۱۲)

اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور: ۳۰)

آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں

غیبت کرنے والے کی توبہ

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیبت کرنے والے کی توبہ کس طرح مقبول ہوگی اس بارے صاحبان علم کا اختلاف پایا جاتا ہے آیا جس شخص کی غیبت کی گئی ہو اس سے معذرت چاہ کے اسے اپنے لئے جائز کرالیا ہو تب توبہ جائز ہوگی یا اس کے بغیر ہی توبہ مقبول وجائز ہو جائے گی۔

۱- بعض علماء کے نزدیک جس کی غیبت کی گئی ہو اسے آگاہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اسے آگاہ کئے بغیر توبہ کرلی تو جائز ہے۔

۲- دیگر علماء کے نزدیک جب تک آگاہ نہ کیا جائے اور اس سے کی ہوئی غیبت کو اپنے لئے جائز نہ کرالیا جائے اس وقت تک توبہ مقبول وجائز نہ ہوگی۔

جبکہ ہمارے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں

۱- اگر تو غیبت کے الفاظ اس شخص تک پہنچ گئے ہوں جس کی غیبت کی ہو تو اس کی توبہ اس وقت تک مقبول نہ ہوگی جب تک اس شخص سے اپنے لئے جائز نہ کرالے۔

۲- اگر غیبت کے الفاظ اس شخص تک نہ پہنچے ہوں جس کی غیبت کی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور ضمیر کو اس بات پہ پختہ کرلے کہ آئندہ غیبت جیسی قبیح حرکت کا ارتکاب نہ کروں گا۔

مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت ابن سیرین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا حضرت! میں نے آپ کی غیبت کی ہے معذرت کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ

مجھے معاف فرما کر اس غیبت کو میرے لئے جائز فرمادیں آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں اس چیز کو کیسے جائز و حلال کرسکتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہو۔ گویا اس کے جائز و حلال ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرو۔

اگر غیبت کے الفاظ اس شخص کے پاس نہ پہنچے ہوں جس کی غیبت کی گئی ہو تو غیبت کرنے والے کی توبہ کی مقبولیت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے اور اسے آگاہ نہ ہی کرے یہی زیادہ بہتر ہے تاکہ آگاہی سے اس کا دل پریشان و مضطرب نہ ہو۔

بہتان لگانے والے کی توبہ

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے پر بہتان لگایا ہو تو اس کی توبہ کے لئے تین جگہوں پر رجوع کی ضرورت ہے۔

۱- ان لوگوں کی طرف رجوع کرے جن کی موجودگی میں بہتان لگایا ہو انہیں جا کے کہے کہ میں نے تمہارے پاس فلاں شخص کے بارے یوں یوں کہا تھا تم بغور جان جاؤ میں نے یہ سب کچھ جھوٹ بکا تھا۔

۲- جس کے بارے بہتان لگایا ہو اس کے پاس جا کر اس سے معافی طلب کرے۔

۳- بارگاہ ربّ العالمین سے مغفرت مانگے اور توبہ کرے کیونکہ بہتان سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔ دیگر گناہوں میں تو ایک ہی توبہ سے گناہ کی بخشش ہو جاتی ہے جبکہ بہتان میں توبہ کے لئے تین جگہوں میں رجوع کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی بہتان اور کفر کو ایک ہی جگہ ذکر فرما کر دونوں کو ایک ہی حکم میں متصل فرمادیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ (الحج ۳۰)

پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

غیبت کس کی ہوگی؟

کہا جاتا ہے کہ غیبت مخصوص و معلوم لوگوں کی ہی ہوسکتی ہے اگر شہر والے لوگوں کے

بارے کہا کہ فلاں شہر والے بخیل و کنجوس اور بدتر لوگ ہیں تو اسے غیبت نہیں کہا جائے گا کیونکہ شہر میں تو ہر اچھے برے وصف کے لوگ موجود ہیں۔ بہر حال ایسے کلام سے بھی بچنا ہی بہتر ہے۔

کسی عابد کے بارے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کے لئے روئی خریدی، بیوی کہنے لگی کہ روئی کے تاجر بڑے برے لوگ ہیں انہوں نے روئی کے معاملہ میں تیرے ساتھ خیانت کی ہے۔ عابد نے اسی وقت بیوی کو طلاق دے دی لوگوں نے پوچھا تو فرمانے لگے میں غیرت مند آدمی ہوں میں ڈرتا ہوں کہ روز قیامت روئی بیچنے والے غیبت کرنے کی وجہ سے میری بیوی پر دعویٰ کریں گے اور کہا جائے گا کہ فلاں عابد کی بیوی روئی بیچنے والوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے حساب و کتاب کی گرفت میں ہے۔ بس اسی وجہ سے میں نے طلاق دے دی۔

تین آدمیوں کے بیان کئے جانیوالے نقائص غیبت شمار نہ ہوں گے۔

۱۔ظالم بادشاہ، ۲۔علانیہ گناہ کرنے والا، ۳۔بدعتی

بشرطیکہ ان کے عمل اور مذہب کو بیان کیا جائے اگر بدنی عیب بیان کئے گئے تو یہ غیبت ہوگی ان کے عمل و مذہب کو بھی اس نقطہ نگاہ سے بیان کیا جائے کہ لوگ ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔

رحمت عالمیاں ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ فاسق و فاجر کے فسق و فجور کا ذکر کرو تا کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔

غیبت کی چار قسمیں

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غیبت کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔کفر ۲۔منافقت ۳۔معصیت ۴۔مباح

کفر

کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرے اسے منع بھی کیا جائے کہ غیبت نہ کر وہ جواب دے کہ یہ کوئی غیبت ہے میں اپنے تئیں سچا ہوں تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے حرام کردہ چیز کو حلال کرنا چاہا اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو حلال کرلے وہ العیاذ باللہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

منافقت

کوئی شخص کسی دوسرے کی موجودگی میں کسی کا نام نہ لے کر تو غیبت نہ کرے لیکن سننے والا سمجھ جاتا ہو کہ اس کا اشارہ فلاں شخص کی طرف ہے اپنے طور پر تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں غیبت سے بچ نکلا لیکن درحقیقت ایسی غیبت منافقانہ غیبت کہلاتی ہے۔

معصیت

کوئی شخص کسی کا نام لے کر غیبت کرے غیبت کرنے والا جانتا بھی ہو کہ غیبت کرنا گناہ ہے لہٰذا وہ گناہگار بھی ہوگا اور اس پر توبہ بھی لازم ہوگی۔

مباح

علانیہ گناہ کرنے والے شخص کے فسق وفجور کو بیان کرنا یا بدعتی شخص کے نقائص کو بیان کرنا تاکہ لوگ ان کے عیوب سے آگاہ ہوکر ان کے شر سے بچ سکیں اس پر ایسا کرنے والے کو اجر دیا جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

اُذْكُرُوْا الْفَاجِرَ بِمَا فِيْهِ لِكَيْ يَحْذَرُهُ النَّاسُ

فاجر کے فسق وفجور کو بیان کرو تاکہ لوگ اس کے فسق سے محفوظ رہیں

پانچ چیزیں

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ بیان فرماتے ہیں وہ انبیائے کرام علیہم السلام جو رسول نہیں تھے ان میں سے کسی کے پاس پیغام الٰہی خواب میں آتا، کسی کے پاس فقط آواز آتی لیکن دکھائی کچھ نہ دیتا تھا انہیں انبیائے کرام میں سے کسی نبی نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ انہیں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ صبح کے وقت سب سے پہلے جس چیز سے تمہارا آمنا سامنا ہو اسے کھا لینا، دوسرے نمبر پر جو چیز دیکھو اسے چھپا لینا،

تیسرے نمبر پر جسے دیکھو اس کی فریاد کو قبول کر لینا، چوتھی چیز کو مایوس نہ کرنا، پانچویں سے کنارہ کش ہو جانا

صبح ہوئی سب سے پہلے جس چیز سے آمنا سامنا ہوا وہ کالے رنگ کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا وہ نبی حیران و ششدر کھڑے سوچنے لگے کہ میرے اللہ تعالیٰ نے تو مجھے اسے کھانے کا حکم دیا تھا کیا میں اتنے بڑے پہاڑ کو کھاؤں گا؟ پھر خود کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ میرا اللہ مجھے ایسا کوئی حکم نہیں دے سکتا جو میری طاقت سے بالاتر ہو، یہ سوچ کر وہ پہاڑ کھانے کا عزم لے کر آگے بڑھے جب قریب ہوئے تو پہاڑ چھوٹا ہو گیا۔ اس کے قریب پہنچ کر لقمہ اٹھایا تو وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا انہوں نے اسے کھایا اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور چل پڑے۔ آگے گئے تو دیکھا کہ سونے کا ایک برتن پڑا ہے کہنے لگے کہ دوسری چیز کو چھپا دینے کا حکم تھا انہوں نے ایک گڑھا کھودا اور سونے کے برتن کو دبا دیا، کچھ قدم چلے تھے مڑ کے دیکھا تو برتن باہر پڑا تھا واپس آ کے پھر دبایا، کچھ دور جا کر دیکھا تو پھر وہ باہر پڑا تھا، پھر دبایا، پھر باہر نکل آیا بار بار یونہی ہوتا کہنے لگے میں نے حکم الٰہی کی تعمیل کر دی آگے اللہ مالک۔ آگے چل دیئے دیکھا کہ ایک باز پرندے کا تعاقب کر رہا ہے اور اسے اپنی گرفت میں لینے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے پرندے نے پکارا اے اللہ کے نبی! میری مدد فرمایئے انہوں نے اس کی فریاد قبول کرتے ہوئے اسے پکڑ کر اپنی آستین میں چھپا لیا، دوسری طرف باز نے آ کر عرض کی یا نبی اللہ! میں بھوکا ہوں اور کل سے اسے شکار کرنے کے لئے اس کے تعاقب میں تھا تا کہ اسے پکڑ کر اپنا پیٹ بھر سکوں لٰہذا آپ مجھے میرے رزق سے مایوس نہ کریں۔ آپ نے سوچا کہ مجھے تیسری چیز کی فریاد قبول کرنے کا اور چوتھی کو مایوس نہ لٹانے کا حکم تھا لٰہذا میں اس باز کو مایوس نہ لٹانے کا کون سا طریقہ اختیار کروں؟ کچھ دیر کی سوچ و بچار کے بعد انہوں نے چھری لی اور اپنی ران کا ایک ٹکڑا کاٹ کر باز کی طرف پھینکا وہ لے کے اڑ گیا پھر آپ نے پرندے کو بھی آزاد کر دیا پانچویں چیز بدبودار مردار تھا جسے دیکھتے ہی آپ کنارہ کش ہو گئے۔ شام کے سائے ڈھلے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی الٰہ العالمین! جو تو نے حکم دیا میں نے کر دیا اب مجھے ان کی حقیقت حال سے بھی آگاہ کر دے رات کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ

انہیں کہا جا رہا ہے کہ پہلی چیز جسے کھانے کا حکم دیا تھا وہ غصہ تھا۔ ابتداء میں غصہ پہاڑ کی طرح ہتا ہے جب صبر کیا جائے اور غصہ کو پی لیا جائے تو وہ شہد سے بھی میٹھا ہو جاتا ہے۔

دوسری چیز اعمال صالحہ تھے انہیں جس قدر چھپایا جائے وہ اسی قدر ظاہر ہوتے ہیں

تیسری چیز پرندے کی شکل میں جوتھی وہ امانت ہے جس میں خیانت نہ کی جائے

چوتھی چیز باز کی شکل میں یہ تھی کہ جب کوئی سائل سوال کرے خود محتاج ہی کیوں نہ ہو اس کے سوال کو پورا کرو

پانچویں چیز بدبودار مردار غیبت تھی غیبت کرنے والوں سے اسی طرح بھاگو جس طرح مردار کی بدبو سے بھاگتے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب ۱۸

چغلی کھانے کا بیان

بدترین لوگ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔

"چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا

اے صحابیو! تمہیں پتہ ہے کہ بدترین دشمن کون ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی اللہ ورسولہٗ اعلم۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ بدترین شخص وہ ہے جو دو چہروں والا ہو ادھر آئے تو اور منہ لے کر (یعنی کچھ بات کرے) ادھر جائے تو اور منہ لے کر۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم دو ایسی قبروں کے قریب سے گزرے جن میں مردوں کو دفنائے ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ فرمانے لگے ان قبروالوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کوئی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تر کھجور کی شاخ طلب فرمائی اس کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں کو ہر ہر قبر پہ گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا جب تک یہ خشک نہ ہونگی۔ (تسبیح پڑھتی رہیں گی اور ان کی تسبیح وتہلیل کی برکت سے) ان قبروالوں پر

عذاب ہلکا ہو جائے گا۔

فقیہ ابواللیث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ" کہ ان دونوں کو کسی کبیرہ گناہ کے سبب عذاب میں مبتلا نہیں کیا گیا تھا" اس سے مراد یہ ہے کہ یہ گناہ تمہارے نزدیک گو کبیرہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبیرہ ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث "کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا"

جب جنت میں داخل نہ ہوگا تو ظاہر ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا کیونکہ جہان آخرت میں یا جنت یا جہنم جب حدیث طیبہ کی رو سے ثابت ہو گیا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا تو لامحالہ وہ جہنم میں جائے گا لہٰذا چغل خور پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے کیونکہ دنیا میں ذلت، مرنے کے بعد عذاب قبر، روز قیامت جہنم اور اللہ کی رحمت سے مایوسی اس کا مقدر ٹھہر چکا ہے۔

اگر زندگی میں توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا (انشاء اللہ)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لوگوں میں سے بدترین وہ شخص ہے جو دو چہروں والا ہے ادھر آئے تو اور چہرے سے ادھر جائے تو دوسرے چہرے سے جس کی دنیا میں دو زبانیں ہوں گی (یعنی چغلیاں کھائے گا) اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی آگ کی دو زبانیں بنائے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندوں میں سے بدترین بندے لعن طعن کرنے والے اور چغل خور ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عذاب قبر کے تین حصے ہیں۔

۱- غیبت کی وجہ سے

۲- پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے

۳- چغل خوری کی وجہ سے

چغل خور غلام

حماد بن سلمہ علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ کسی آدمی نے اپنا غلام بیچا اور خریدار سے کہہ دیا کہ اس میں صرف ایک ہی عیب ہے کہ یہ چغل خور ہے خریدار نے اس عیب کو معمولی

سمجھتے ہوئے خرید لیا۔ چند دن ہی گزرنے پائے تھے کہ غلام نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا تیرا شوہر تیرے ساتھ محبت نہیں کرتا۔ وہ تو کوئی لونڈی لانا چاہتا ہے کیا تو چاہتی ہے کہ وہ تیرے ساتھ مہربانی ومحبت کرے؟ اس نے کہا ہاں چغل خور غلام نے کہا کہ جب تیرا شوہر سو جائے تو استرا لے کر اس کی داڑھی کے نچلے بال مونڈ لینا۔

دوسری طرف شوہر سے آ کر کہا کہ تیری بیوی نے تو خفیہ یار بنا رکھا ہے تجھے دھوکے میں رکھا ہے اور وہ اس کے ساتھ مل کر تجھے قتل کرنا چاہتی ہے اگر معاملہ سے آگاہی چاہتا ہے تو لیٹ جانا اور خود کو یوں ظاہر کرنا کہ تو سو رہا ہے آدمی نے بتکلف خود کو سوتا ہوا ظاہر کر کے لیٹ گیا۔ بیوی داڑھی کے بال مونڈھنے کی غرض سے آئی۔ شوہر کو یقین ہو گیا کہ یہ استرے سے میری شہ رگ کاٹنا چاہتی ہے شوہر سے استرا چھینا اور اسی استرے سے بیوی کو قتل کر دیا، عورت کے وارث آئے اور انہوں نے شوہر کو قتل کر دیا شوہر کے وارث آئے انہوں نے عورت کے وارثوں کو قتل کرنا چاہا دونوں فریقین میں جنگ وجدال شروع ہو گیا۔

جادوگر سے بھی بدتر

حضرت یحییٰ بن کثیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چغل خور جادوگر سے بھی بدتر ہے چغل خور ایک لمحہ میں وہ فساد برپا کر دیتا ہے جو جادوگر ایک مہینے میں بھی نہیں کر سکتا اور یوں بھی کہا جاتا ہے کہ چغل خور کا عمل شیطان کے عمل سے بھی بدتر ہے کیونکہ شیطان کا عمل خیال اور وسوسوں کی دنیا میں مبتلا کرنا ہے جبکہ چغل خور کا عمل سامنے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی

"حَمَّالَةَ الْحَطَبِ"

کی تفسیر میں مفسرین کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں کہ حطب سے مراد چغلی ہے حطب کو چغلی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ چغلی عداوت اور دشمنی کا سبب بنتی ہے تو گویا یہ دشمنی کی آگ بھڑکانے کا باعث ہے حضرت اکثم بن صیفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چار شخص ذلیل لوگ ہیں۔

۱-چغل خور ۲-جھوٹا ۳-مقروض ۴-یتیم

سات کلمات کی طلب

ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سات سو فرسخ کا فاصلہ طے کر کے کسی

دوسرے آدمی سے سات کلمات سیکھنے کے لئے گیا ملاقات ہوئی تو کہنے لگا کہ میں آپ کے پاس وہ کچھ سیکھنے کے لئے آیا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، کہا کہ مجھے

آسمان اور آسمان سے بھی زیادہ ثقیل چیز بارے بتائیں؟

زمین اور اس سے بھی زیادہ وسیع چیز کی خبر دیں؟

پتھر اور پتھر سے بھی سخت چیز کون سی ہے؟

آگ اور اس سے بھی زیادہ شدید جھلسا دینے والی چیز کون سی ہے؟

سردی اور اس سے بھی زیادہ برودت و ٹھنڈک والی شئی کون سی ہے؟

سمندر بلکہ اس سے بھی زیادہ گہرائی کس کی ہے؟

یتیم بلکہ اس سے بھی زیادہ ذلیل کون ہے؟

ایک دوسری روایت میں ہے کہ

زہر سے بھی زیادہ مہلک کیا چیز ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ

بے گناہ شخص پہ بہتان لگا دینا آسمان سے بھی زیادہ ثقیل ہے

حق زمین سے بھی زیادہ وسیع ہے

قناعت پسند دل سمندر سے بھی گہرا ہے

حرص کی تپش آگ سے بھی زیادہ سخت ہے

قریبی رشتہ دار سے ضرورت پوری نہ ہونا سردی سے بھی زیادہ یخ ٹھنڈی ہے

کافر کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے

چغل خور کی چغلی ظاہر ہو جائے تو اس وقت وہ یتیم سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے

ایک دوسری روایت کے مطابق

چغلی ہر قسم کی زہر سے زیادہ مہلک ہے

آٹھ آدمیوں پہ جنت حرام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کہ جب اللہ عزوجل نے جنت کو پیدا فرمایا تو جنت سے کہا کہ میرے ساتھ گفتگو کر، جنت نے عرض کی میرے مولا! سعادت مند ہے وہ شخص جو مجھ میں داخل ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جنت مجھے میرے عزت وجلال کی قسم! آٹھ قسم کے لوگ تجھ میں داخل نہ ہو پائیں گے۔

۱-شراب کا عادی ۲-زنا پر اصرار کرنے والا ۳-چغل خور ۴-بے غیرت

۵-کمینہ ۶-ہیجڑا ۷-قطع تعلقی کرنے والا

۸-اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر وعدہ کرے لیکن پھر پورا نہ کرے

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تمہارے پاس آ کر کسی کی باتیں بتاتا ہے تو یقین کرلو کہ وہ تمہاری باتیں بھی لے جا کر کسی کو بتاتا ہوگا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے آ کر کسی آدمی کا تذکرہ چھیڑ دیا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تو چاہے تو ہم تیرے بارے تحقیق کرلیں اگر تو تو جھوٹا ہوا تو اس آیت کے ضمن میں تیرا شمار ہوگا۔

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (الحجرات : ۶)

اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو۔

اگر سچا ہوا تو اس آیت کے ضمن میں داخل ہوگا

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ (القلم: ۱۱)

جو بہت نکتہ چیں چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔

اگر چاہے تو ہم تجھے معاف کردیں۔ اس نے عرض کی اے امیر المومنین! میں معافی مانگتا ہوں آئندہ ایسی حرکت کبھی نہ کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حرام زادہ باتوں کو صیغہ راز میں نہیں رکھ سکتا اور خاندانی شریف النسب شخص ہمسائیوں کو اذیت نہیں دیتا۔ یعنی جو لوگوں کی باتیں ایک دوسروں کے سامنے بیان کرتا پھرے اور چغلی کھاتا پھرے وہ حرام زادہ ہے اگر حرام کا تخم نہ ہوتا تو وہ ضرور باتوں کو چھپاتا یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستنبط ہے۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ

زَنِیۡمٍ ۝ (القلم:۱۱تا۱۳)

جو بہت نکتہ چین، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے، سخت منع کرنے والا بھلائی سے، حد سے بڑھا ہوا، بڑا بدکار ہے، اکھڑ مزاج اس کے علاوہ بداصل ہے۔

ولید بن مغیرہ کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں جو طعنہ زنی کرتا تھا، چغلیاں کھاتا تھا۔

مَنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ۔ لوگوں کو بھلائی سے روکتا تھا

مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ۔ فاسق وفاجر تھا

عُتُلٍّ بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ۔ یعنی ساری ہی برائیاں اس نانجار میں تھیں اس پر مستزادیہ کہ وہ حرام زادہ تھا

تین گناہ

مذکور ہے کہ کسی دانا کے پاس اس کا کوئی دوست ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو وہ کسی اور دوست کا ذکر لے کے بیٹھ گیا۔ دانا شخص نے اپنے دوست سے کہا تو بڑے عرصے کے بعد میرے پاس آیا تو تین گناہ اپنے ساتھ لے کر آیا ہے۔

۱-تو نے میرے بھائی کے معاملہ میں مجھے بغض میں مبتلا کر دیا

۲-میرے فارغ دل کو دنیاوی امور میں مشغول کر دیا

۳-خود کو جھوٹ کی تہمت میں مبتلا کر لیا

چغلی رحمت الٰہیہ کے نزول میں رکاوٹ

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے کر صحرا میں چلے جاتے نماز استسقا ادا کرتے، بارش کے نزول کے لئے دعا مانگتے لیکن بارش نہ ہوتی تین مرتبہ ایسا کیا لیکن تینوں مرتبہ ہی بارش کا نام ونشان نظر نہ آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی مولا! تیرے بندے تین مرتبہ تیرے حضور جھولیاں پھیلا کر التجائے بارش کر چکے لیکن تو نے ان کی دعا قبول نہیں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اے موسیٰ! تیری اور تیرے ساتھ آنیوالے بنی اسرائیل کی دعا قبول نہیں کروں گا کیونکہ تم میں ایک چغل خور ہے، جو مسلسل چغلیاں کھاتا رہتا ہے۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الہ العالمین! تو نشاندہی فرمادے کہ وہ کون ہے تا کہ ہم اسے باہر نکال دیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں تمہیں چغلی سے منع کرتا ہوں کیا میں چغلی کر کے تمہیں اس کی نشاندہی کردوں نہیں تم سب مل کر توبہ کر و وہ بھی صدق دل سے توبہ کرلے سب نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرما کران کے قحط کو ختم فرمادیا۔

مذکور ہے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص آیا سلیمان بن عبدالملک اس شخص سے کہنے لگے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو میرے بارے غیر مناسب باتیں کرتا ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین! مجھے تو اس بات کی خبر ہی نہیں اور نہ ہی میں نے ایسا کیا ہے۔ سلیمان کہنے لگے کہ مجھے کسی سچے آدمی نے خبر دی ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمانے لگے چغل خور کبھی سچا نہیں ہوسکتا، سلیمان بن عبدالملک کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا ہے اور بخیر وعافیت اس شخص کی گلوخلاصی ہوگئی۔

کسی عقلمند شخص کا کہنا ہے کہ جو آدمی تمہیں آکر بتائے کہ تمہارا فلاں بھائی تمہیں گالیاں دیتا ہے تو گالی اس بتانے والے نے دی ہے نہ کہ اس نے جس کے بارے تمہیں بتا رہا ہے۔

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو تیری تعریف ایسے اوصاف سے کرے جو وصف تجھ میں ہو ہی نہ تو تم مطمئن نہ ہو جاؤ وہ تمہاری برائی بھی یوں ہی کرے گا کہ تجھ میں کوئی برائی نہ ہوگی لیکن وہ تمہاری برائیاں بیان کرے گا۔

چھ چیزوں کی تحقیق کرلو

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے پاس آکر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں آدمی تمہارے بارے ایسی رائے کا اظہار کرتا تھا اور یوں یوں کہتا تھا تو ایسے شخص کے معاملہ میں تجھ پر لازم ہے کہ چھ چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھو۔

۱۔ کہ بات کرنے والے کی بات پر فوراً یقین نہ کرلو کیونکہ چغل خور اہل اسلام کے نزدیک مردود الشہادۃ ہے۔

جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا

بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ط

اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کرلیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔

یعنی اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو خوب چھان بین کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں تم فقط اس کی خبر کی بنیاد پر کسی کو کوئی نقصان پہنچا بیٹھو۔

۲- چغلی کرنے والے کو ایسا کرنے سے روک دو کیونکہ منکرات سے روکنا واجب ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:۱۱۰)

ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے۔

۳- اللہ جل شانہٗ کی خاطر ایسے شخص سے بغض رکھو کیونکہ یہ گنہگار ہے گنہگار سے بغض واجب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص سے بغض رکھتا ہے۔

۴- جس بھائی کی بابت چغل خور نے آ کر تمہیں بتایا ہے اس غیر موجود بھائی بارے بدگمانی نہ کرو کیونکہ مسلمان سے بدگمانی کرنا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات: ۱۲)

بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں

۵- اپنے غیب بھائی بارے جاسوسی نہ کرو ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت مقدسہ میں جاسوسی سے منع فرمایا ہے

۶- چغل خور کی بات جو تجھے پسند نہ آئی ہو اسے دہراؤ بھی نہ۔ و باللہ التوفیق

[با]ب ۱۹

حسد کا بیان

[ن]یکیاں بھسم

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”کینہ اور حسد نیکیوں کو اس طرح سے بھسم کر دیتے ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو بھسم کر [د]یتی ہے“

حضرت عبدالرحمٰن بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے آدمیوں کے لئے نجات کی کوئی راہ نہیں ہے۔

۱-بدگمان ۲-حاسد ۳-بدفالی لینے والا

بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا ان سے بچنے کی کوئی سبیل ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جب تو حسد کرے تو اس کا اظہار نہ کر۔

جب تو بدگمانی رکھے تو اس کی ٹوہ میں نہ لگ

جب تو بدفالی لے تو اسے نظر انداز کرتے ہوئے گزر جا

مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے دل میں کسی بارے حسد کی آگ سلگ رہی ہو تو ظاہر نہ ہونے دو۔ برائی سے اس کا تذکرہ نہ کرو کیونکہ جب تک زبان سے اظہار تکلم نہ ہو یا عملی طور پر کوئی فعل صادر نہ ہو اس وقت تک اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرماتا

جب کسی مسلمان بارے بدگمانی پیدا ہو تو اس وقت تک اسے حقیقت نہ سمجھ لو جب تک

اپنی آنکھوں سے اس کوتاہی کا مشاہدہ نہ کرلو۔ جب کسی جگہ جانے کا ارادہ کروتو کسی جانور یا کوّے کی آواز سن کر یا کسی عضو کو پھڑ کتے دیکھ کر سفر کا ارادہ ملتوی نہ کردو

مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ اچھی فال کو پسند کرتے اور بدفالی کو ناپسند فرماتے تھے

ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بدفالی امور جاہلیت میں سے ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ (یٰس: ۱۸)

کہنے لگے ہم تو برا شگون سمجھتے ہیں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ (النمل: ۴۷)

وہ کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لئے فال بد سمجھتے ہیں

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم کسی پرندے کی آواز سنو تو کہو یا اللہ یہ پرندہ بھی تیری مخلوق ہے بھلائی بھی تیری ہی پیدا کردہ ہے تیرے علاوہ کوئی لائق عبادت بھی نہیں قوت وطاقت کا خزانہ بھی تیرے ہی پاس ہے یہ الفاظ ادا کر کے اپنی منزل کی جانب رواں ہو جائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے ذرہ بھر بھی نقصان نہیں ہوگا۔

ضرررساں چیز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا

آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ دو، بھائی بھائی بن کر، اللہ کے بندے بن کر رہو

حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا، بیٹے حسد سے بچ کیونکہ اس کے اثرات دشمن میں ظاہر ہونے سے پہلے تمہارے منہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسد سے ضرررساں کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ حسد کرنے والا اس سے پہلے کہ جس سے حسد کیا جارہا ہے اس پر حسد اثر انداز ہو خود حاسد پانچ سزاؤں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

١-ناختم ہونیوالاغم ٢-بےنتیجہ مشقت ٣-ناقابل ستائش مذمت
٤-ناراضی وغضب الٰہی ٥-توفیق الٰہی کے دروازوں کی بندش

ارشادنبوی ﷺ ہے۔خبردار! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن نہ بنوعرض کیا گیایارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کادشمن کون ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن ہیں جولوگوں سے اللہ تعالیٰ کی عطاؤں پہ حسد کرتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ارشادفرماتے ہیں کہ میں ساری مخلوق کے معاملے میں قاریوں پہ گواہی دے سکتا ہوں لیکن کسی قاری کے حق میں کسی قاری کی گواہی نہیں دے سکتا کیونکہ اکثرطور پرقاریوں کوہی ایک دوسرے پہ حاسد پاتا ہوں۔

حساب وکتاب سے پہلے ہی جہنم رسید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضوراکرم نورمجسم ﷺ کاارشادگرامی ہے

روز قیامت حساب وکتاب سے پہلے ہی چھ آدمی چھ چیزوں کے سبب سے جہنم میں داخل ہوجائیں گے،عرض کیا گیایارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سے چھ آدمی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشادفرمایاکہ

١-حکام ظلم کی وجہ سے ٢-عرب عصبیت کی وجہ سے
٣-نمبردار تکبر کی بناپر ٤-تاجرخیانت کی وجہ سے
٥-دیہاتی جہالت کی وجہ سے ٦-عالم حسدکرنے کی بناپر

علماءدنیاوی مال طلب کرنے کے لئے ایک دوسرے پہ حسدکرتے ہیں ایک طالب علم کے لئے لازم وضروری ہے کہ وہ طلب آخرت کے لئے علم حاصل کرے تاکہ نہ توخودکسی پہ حسدکرے اورنہ ہی کوئی اوراس پہ حسدکرے جب حصول علم طلب دنیاکے لئے ہوگاتولامحالہ حسد پیداہوگاجیساکہ ارشادباری تعالیٰ ہے:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (النساء:٥٤)

کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

یعنی یہود حضور اکرم نور مجسم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حسد کرتے تھے اور حسد کی بنا پر ہی کہتے تھے کہ اگر یہ رسولِ خدا ہوتے تو اتنی عورتوں کے ساتھ نکاح میں کیوں مشغول ہوتے۔

فضل سے مراد آیت مذکورہ میں نبوت اور ازواجِ مطہرات ہیں

اللہ تعالیٰ کی پہلی نافرمانی

کسی دانا کا قول ہے کہ حسد سے بچو کیونکہ آسمانوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی حسد کی وجہ سے ہوئی۔ زمین پہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سب سے پہلا گناہ حسد ہی تھا۔ آسمانوں میں پہلی نافرمانی شیطان کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار تھا اور اس کی بنیاد حسد ہی تھی شیطان ملعون نے

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔ (الاعراف:۱۲)

جو زمین میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سبب بنا وہ قابیل کا حضرت ھابیل کو قتل کرنا تھا اور اس کا سبب بھی حسد تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ:۲۷)

حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا حال بھی انہیں کھرا کھرا سنا دیجئے۔ ان دونوں نے ایک نذرانہ پیش کیا ان میں سے ایک کی نذر کی مقبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں تجھے مار ہی ڈالوں گا اس نے کہا اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول فرماتا ہے۔

داناؤں کی باتیں

حضرت احنف بن قیس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حاسد کے لئے سکون نہیں ہے، بخیل

کے لئے وفانہیں ہے۔ رنجیدہ خاطر اور بدحال کا دوست نہیں ہے، جھوٹے کے مروت معدوم ہے

خائن کی رائے ناقابل اعتبار اور بداخلاق کے لئے سرداری نہیں ہے

کسی دانا کا قول ہے کہ میں نے حاسد سے بڑھ کر کسی شخص کو مظلوم سے ملتا جلتا ظالم نہیں دیکھا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے دنیاوی معاملات میں کبھی کسی سے حسد نہیں کیا کیونکہ اگر تو وہ شخص جنتی ہے تو میں کیسے حسد کروں وہ تو جنت تک رسائی حاصل کر ہی لے گا۔

اگر دوزخی ہے تو پھر بھی مجھے حسد کرنے کی کیا ضرورت ہے جہنم تو اس کا مقدر ٹھہر ہی چکا

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے بندہ خدا! تو اپنے بھائیوں سے کیوں حسد کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے عزتوں سے سرفراز کر دیا ہو تجھے کیا پڑی ہے جو عطائے الٰہی پہ حسد کرتا ہے؟ اور اگر وہ عطائے خداوندی سے محروم ہے تو پھر بھی حسد کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا ٹھکانہ تو جہنم ہے۔

حضرت فقیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی دعا بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتی

۱- حرام کھانیوالا ۲- بہت زیادہ غیبت کرنے والا

۳- جس کے دل میں مسلمانوں کیلئے کینہ اور حسد ہو

حسد کب جائز ہے؟

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دو قسم کے آدمیوں پہ حسد کرنا جائز ہے

۱- ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی دولت سے مالا مال کیا ہو اور وہ شام وسحر قرآن پاک کی تلاوت ہی کرتا رہے۔

۲- ایسا شخص کہ جس کے دروازے فقراء ومساکین اور نادار ومحتاج لوگوں کے لئے کھلے رہیں اور صبح وشام وہ راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرتا رہے۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب زندہ دار رہنے کے لئے اور انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ کے تحت حسد کرنا قابل ستائش ہے لیکن دوسرے شخص سے ان چیزوں کے زوال کے لئے حسد میں کڑھنا قابل مذمت ہے۔ اسی طرح ہر اعتبار سے جب انسان کسی شخص میں مالی فراوانی یا کوئی اور چیز دیکھے تو اسی چیز کو اپنے لئے لینے کی تمنا کرتا ہو یہ کہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے تو یہ قابل مذمت ہے اگر بارگاہ الٰہی سے ایسی ہی کسی چیز کی آرزو کرے اس سے چھن جانے کی نیت نہ ہو تو یہ چیز قابل ستائش اور محمود ہے آیات طیبات میں بھی یہی مفہوم ذکر کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (النساء:۳۲)

اور نہ آرزو کرو اس چیز کی بزرگی دی ہے اللہ نے جس سے تمہارے بعض کو بعض پر

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (النساء:۳۲)

اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (وکرم) کو

لہٰذا ایک مسلمان کے لئے مناسب وضروری ہے کہ دوسرے کی فضیلت کی خود کے لئے آرزو نہ کرے بلکہ اس جیسی فضیلت کی بارگاہ الٰہی سے تمنا و آرزو کرے۔ مسلمان پہ لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو حسد کی مہلک اور موذی مرض سے بچائے رکھے کیونکہ حسد حکم الٰہی کا متضاد ہے اور خیر خواہی رضائے الٰہی کا نام ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلَا اِنَّ الدِّیْنَ النَّصِیْحَۃ۔ دین اسلام خیر خواہی کا نام ہے

لہٰذا مسلمانوں کو دوسرے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی پہ راضی ہونا ہے نہ کہ حسد پر

مسلمان کے چھ حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کے مسلمان پہ چھ حقوق ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کون سے؟

ارشاد فرمایا:

۱- جب ملاقات کرے تو سلام کرے
۲- جب دعوت دے تو مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرے
۳- جب خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرے
۴- چھینکے تو مسلمان بھائی کے الحمدللہ کہنے پر یرحمک اللہ کہہ کر جواب دے
۵- بیمار ہو تو عیادت کے لئے جائے۔
۶- مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ہدایات

ابو محمد ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں (انس) ایک خادم کی حیثیت سے آٹھ سال کی عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا سب سے پہلا سبق جو مجھے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا وہ یہ تھا کہ

اے انس! اپنی نماز کے لئے اپنے وضو کو درستگی کے ساتھ قائم رکھنا تیرے محافظ فرشتے تجھ سے محبت کریں گے، تیری عمر میں اضافہ ہوگا۔

اے انس! غسل جنابت میں خوب احتیاط برتنا کیونکہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، خوب احتیاط کے ساتھ غسل جنابت سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچاؤ، اپنی جلد کو میل کچیل سے خوب صاف کرو اتنے اہتمام سے غسل کرنے کے نتیجہ میں اپنے غسل سے فارغ نہ ہونے پائے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں بخش کر تمہارے جسم کے ساتھ ساتھ تمہارے نامہ اعمال کو بھی گناہوں سے پاک کر دے گا۔

اے انس! تمہاری چاشت کی نماز قضا نہ ہونے پائے، کہ یہ نیکوکاروں کی نماز ہے۔ شب و روز کے اوقات میں کثرت سے نماز ادا کر جب تک تو حالت نماز میں رہے گا ملائکہ تیرے لئے رحمت کی دعائیں مانگتے رہیں گے۔

اے انس! جب تو نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو تو خود کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دے جب رکوع کرے تو ہتھیلیاں گھٹنوں پر، انگلیاں کشادہ اور بازو پہلوؤں سے جدا ہوں،

جب سجدہ کرے تو چہرہ زمین سے چپکا ہوا ہو، کوے کی طرح چونچ نہ مارنا، لومڑی کی طرح کلائیاں نہ بچھانا جب سجدے سے سر اٹھائے تو کتے کی طرح نہ بیٹھنا، تیری سرین تیرے قدموں کے درمیان اور زمین پر تیرے قدموں کے ظاہری حصے سے چپکی ہوئی ہو جس نماز میں رکوع وسجود مکمل ادائیگی کے ساتھ نہ کیے جائیں وہ نماز نگاہ رحمت الٰہی سے محروم ہو جاتی ہے۔

اگر ہو سکے تو شام وسحر اور شب وروز کے لمحہ لمحہ میں باوضو رہ اس حالت میں تیری روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو تجھے شہادت کا رتبہ نصیب ہوگا۔

اے انس! گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کیا کر اس سے تجھ پر اور تیرے گھر میں اللہ تعالیٰ کی لامحدود برکتیں نازل ہوں گی اگر کسی ضرورت سے گھر سے باہر جائے تو اہل قبلہ کو سلام کر دیکھنا کہ ایمان کی لذت وحلاوت تیرے دل میں کس طرح گھر کرتی ہے اور اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو گھر لوٹنے پر اللہ تعالیٰ اس کی بھی تلافی فرمادے گا

اے انس! شب وروز کے کسی لمحے میں تیرے دل میں کسی مسلمان کے بارے کینہ یا حسد نہیں ہونا چاہیے یہی میری سنت اور میرا طریقہ کار ہے جس نے میری سنت پہ عمل کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہی جنت میں میرے ساتھ ہوگا

اے انس! جب تو ان پر عمل پیرا ہو جائے گا اور میری وصیت کو اچھی طرح یاد کر لے گا تو پھر تجھے موت سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں ہوگی اسی میں تیرا سکون تیرے لئے راحت اور تجھے آرام ہے۔

ارشاد رسول اکرم ﷺ ہے کہ دل کی تہوں سے کینہ کو اکھاڑ پھینکنا ہی میری سنت ہے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دل سے کینہ اور حسد کو نکال دے یہی بہترین اور افضل عمل ہے

حسد سے حفاظت جنت کی بشارت

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر

خدمت تھے کہ اسی دوران حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک جنتی شخص اپنے بائیں ہاتھ میں جوتے پکڑے آئیگا اسی طرح کا ایک شخص آیا اس نے سلام کیا اور لوگوں کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ دوسرا دن ہوا پھر حضور اکرم ﷺ نے ویسا ہی حکم ارشاد فرمایا تو اسی قسم کا ایک آدمی آ گیا، تیسرا دن ہوا پھر حضور اکرم ﷺ نے یونہی ارشاد فرمایا جب حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے ساتھ ہو لئے فرمانے لگے کہ میرے اور میرے والد گرامی کے درمیان کسی بات میں اختلاف رائے ہو چکا ہے اور میں نے قسم اٹھالی ہے کہ تین راتوں تک ان کے پاس نہ جاؤں گا اگر کہو تو قسم کی تین روزہ مدت تمہارے پاس گزار لوں۔ اس مذکورہ شخص نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے پاس رات گزاری لیکن اسے کوئی غیر معمولی عبادت کرتے نہ دیکھا صرف یہی کہ بستر پر لیٹتے وقت اس نے اللہ کا ذکر کیا، تسبیح وتہلیل کی یہاں تک صبح کی نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مکمل طور پر وضو کیا نماز ادا کی اور صبح کو کوئی روزہ وغیرہ بھی نہ رکھا میں نے بغور تین راتوں تک اس کا جائزہ لیا لیکن سوائے اس کو اچھے کلمات سے اوروں کو یاد کرنے اور اچھی اچھی باتوں کے سوا کوئی خاص عمل کرتے نہ دیکھا تین راتیں گزر چکی تو میں نے اس کے عمل کو حقیر سے سمجھتے ہوئے اسے کہا کہ میرے اور میرے والد گرامی کے درمیان نہ تو کوئی خاص رنجیدگی اور تلخی پیدا ہوئی اور نہ ہی جدا ہونے کی کوئی خاص وجہ بلکہ میں نے تو حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ سے تین مجلسوں میں یہ سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئیگا اور تم ہی آئے ہو میں نے چاہا کہ تمہارے ساتھ رہ کر وہ عمل دیکھوں جس سے تم جنتی بنے ہو اور پھر میں بھی وہ عمل کروں جبکہ میں نے تمہیں کوئی خاص عمل کرتے نہیں دیکھا کس عمل کے سبب حضور اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمایا تھا؟ اس نے کہا کہ عمل تو وہی جو تم دیکھ چکے فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے آنے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ میرا ایک ہی عمل ہے کہ نہ تو میں دل سے کسی کی برائی چاہتا ہوں اور نہ ہی کسی پہ عطائے خداوندی دیکھ کر حسد کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یہی تمہاری

انفرادیت ہے جس بناپر حضور اکرم ﷺ نے جنتی ہونے کا حکم ارشاد فرمایا تھا اور اسی چیز کی مجھ میں طاقت نہیں۔

کسی دانا کا قول ہے کہ حاسد پانچ وجوہ کی بناپر اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لیتا ہے

۱۔ کسی پر نعمت کا ظہور دیکھتا ہے تو بغض کر کے اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لیتا ہے

۲۔ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں رہتا بلکہ کہتا ہے کہ ایسی تقسیم اللہ تعالیٰ نے کیوں کی

۳۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پہ بدگمانی کرتا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے حاسد اللہ تعالیٰ کے فضل میں بھی بخل کرتا ہے

۴۔ اللہ تعالیٰ کے مقربین کو رسوا کرتا ہے کیونکہ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ نعمت الٰہی اس سے چھن جائے اور بندہ خدا رسوا ہو جائے

۵۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان ملعون سے معاونت کرتا ہے

کہا جاتا ہے کہ حاسد کو مجلس و جلوت میں مذمت اور ذلت

فرشتوں سے لعنت اور بغض

خلوت و تنہائی میں بے صبری اور غم و اندوہ

نزع کے وقت شدت اور ہیبت

اور جہنم میں جھلسا دینے والی گرمی نصیب ہوتی ہے

واللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعلم

باب ۲۰

تکبر کا بیان

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت تکبر کرنے والے انسانوں کی شکل میں چیونٹیوں کی طرح ہوں گے ہر سمت سے ذلت ان پہ چھائی ہوگی، آگ میں چلیں گے اور جہنمیوں کے زخموں کا نچڑا ہوا مواد کھائیں گے۔

حضرت سفیان بن مسعر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّد الشہداء حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کچھ مسکینوں کے پاس سے گزرے دیکھا کہ وہ چادر بچھائے ٹکڑے کھا رہے ہیں عرض کرنے لگے حضور کھانا حاضر ہے تشریف لائیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، ان مسکینوں کے ساتھ بڑی رغبت سے خشک ٹکڑوں کو چبا کر فرمانے لگے مسکینو! میں نے تمہاری دعوت قبول کی تم میری دعوت قبول کرو مسکین آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چل پڑے جب آستانہ سادات پہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی باندی سے کہا کہ جو کچھ بھی گھر میں موجود ہے لے آؤ (اور ان مہمانوں کی ضیافت کرو)

نگاہ رحمت الٰہی سے محروم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسالتمآب، سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

روز قیامت تین آدمیوں سے نہ تو اللہ عزوجل کلام فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نگاہ

رحمت سے متوجہ ہوگا بلکہ انہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا وہ تین آدمی یہ ہیں

۱۔بوڑھا زانی ۲۔جھوٹا بادشاہ ۳۔تکبر کرنے والا عیالدار فقیر

پہلے تین جنتی۔ پہلے تین جہنمی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے تین، تین ایسے شخص پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جنت اور سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونیوالے تین شخص یہ تھے

۱۔ شہید

۲۔ ایسا غلام کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی راہ میں جس کے لیے دنیا کی غلامی رکاوٹ نہ بنے (یعنی اپنے مالک کی غلامی بھی کرے اور اطاعت الٰہیہ کی بجا آوری میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے)

۳۔مسکین وکمزور، عیالدار فقیر

سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونیوالے شخص

۱۔قابض حکمران ۲۔زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا مالدار ۳۔متکبر فقیر

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بغض فرماتا ہے اور اس قسم کے انسانوں میں سے پھر تین بہت ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہیں۔

۱۔ فاسق اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہے اور بوڑھا فاسق تو انتہائی مبغوض ہے۔

۲۔ بخیل مبغوض ہے لیکن مالدار ہو کر بخیل ہو تو ایسا شخص بھی انتہائی مبغوض ہے۔

۳۔ تکبر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہے لیکن فقیر ہو کر متکبر ہو تو ایسا شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا ہی مبغوض ہے۔

تین آدمی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور ان میں سے تین تو اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پیارے ہیں

۱۔ متقین سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے لیکن جوانی میں تقویٰ اختیار کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی محبوب ہے۔

۲- سخی اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے لیکن سخی فقیر تو اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا ہے۔

۳- عاجز سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے لیکن غنی بھی ہو عاجز بھی تو ایسا شخص تو اللہ تعالیٰ کو بڑا محبوب ہے۔

تکبر اور جمال پسندی- دو مختلف چیزیں

حضرت یحییٰ بن جعلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو پائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں چاہتا ہوں میرے کپڑے صاف ستھرے ہوں میرا جوتا تسمے والا ہو اور میرا عصا لٹکا ہوا ہو کیا میرا یہ ذوق بھی تکبر میں شامل ہو گا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ وَّ يُحِبُّ الْجَمَالَ''

اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور صفائی ستھرائی کو پسند کرتا ہے

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی نعمت فرمائے تو نعمت کے اظہار کو بھی پسند فرماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندہ خود پہ نعمتوں کو ظاہر کرے اور بتکلف مفلس بننے کو اور حاجت مندی کو ناپسند فرماتا ہے۔ ہاں حق کا انکار کرنا اور مخلوق خدا کو حقیر جاننا تکبر ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جس شخص نے اپنا جوتا خود سیا، کپڑوں کو پیوند لگائی اور بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریزی کی خاطر اپنی جبین کو خاک آلود کر لیا تو وہ تکبر سے بری ہو گیا

ایک دوسری حدیث طیبہ میں ہے

جس نے صوف کا لباس پہنا، ٹانکے لگا ہوا جوتا پہنا، اپنی سواری پہ سوار ہوا، اپنی بکری کا خود دودھ دوہا، بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھا تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس سے تکبر کی روش کو مٹا دیا۔

بڑا ہی مبغوض شخص

مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ وسلامہٗ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی میرے

مولا! تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ مبغوض شخص کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ!

جس کا دل متکبر ہو، جس کی زبان غلیظ بکتی ہو، جس کا اعتقاد کمزور ہو، جس کا ہاتھ بخیل ہو

تواضع شرافت کا سبب جبکہ تکبر......؟

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

تواضع اسباب شرافت میں سے ایک سبب ہے تواضع کے سوا ہر صاحب نعمت حسد کا شکار ہو جاتا ہے کسی دانا کا قول ہے کہ قناعت کا پھل راحت اور تواضع کا پھل محبت ہے

مہلب بن ابی صغرہ قافلہ حجاج کے سربراہ مقرر تھے ریشمی پوشاک پہنے، متکبرانہ چال چلتے مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے پاس سے گزرے تو مطرف نے کہا اے بندہ خدا! ایسی چالوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں مہلب کہنے لگا کیا تم مجھے جانتے نہیں ہو کہ میں کون ہوں؟ مطرف کہنے لگے ہاں میں جانتا ہوں تیری ابتداء ایک گندہ قطرہ ہے تیری انتہا بدبودار مردار ہے اور انہیں دونوں غلاظتوں کا ڈھیر اٹھائے تو پھر رہا ہے مہلب نے اس دن کے بعد سے پھر ایسی چال چھوڑ دی۔

کسی دانشور نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ مومن بندے کا فخر اپنے رب کے ساتھ ہے اور اس کی عزت اس کے دین سے جبکہ منافق کا فخر اس کے نسب سے اور اس کی عزت اس کے مال سے ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم کسی عاجز کو دیکھو تو عاجزی کے پر اس کے لئے پھیلا دو اور جب کسی متکبر کو دیکھو تو اس کے لئے ویسا ہی رویہ اختیار کرو جیسا اس سے دیکھتے ہو کیونکہ اسی میں متکبرین کی ذلت اور ان کی حقارت ہے۔ اور تمہارے لئے یہ انداز صدقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا ہے اور رفعتیں اس کا مقدر بن جاتی ہیں

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عاجزی کا نمایاں مقام یہ ہے کہ تو

ہر ملنے والے مسلمان سے سلام میں پہل کرے، گھٹیا سی نشست پر بیٹھنے پہ بھی راضی ہو جائے، تیری خوبیاں نیکیاں اور تقویٰ کو ذکر کیا جائے تو تو اسے ناپسند کرے۔

تکبر کافروں کا وطیرہ

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگو بخوبی آگاہ ہو جاؤ کہ تکبر فرعونوں اور کافروں کی عادت ہے جبکہ تواضع اور عاجزی انبیائے کرام اور صالحین عظام کی صفت ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے کافروں کی صفت تکبر بیان کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ (الصافات: ۳۵)

کفار کا یہ حال ہے کہ جب انہیں کہا جاتا ہے نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا تو یہ تکبر کرنے لگتے ہیں

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ (العنکبوت: ۳۹)

اور (ہم نے ہلاک کر دیا) قارون، فرعون اور ھامان کو اور بلاشبہ تشریف لائے ان کے پاس موسیٰ روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بھی وہ غرور و تکبر کرتے رہے زمین میں اور وہ (ہم سے) آگے بڑھ جانیوالے نہ تھے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (الزمر ۷۲)

داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں سے اس حال میں کہ تم ہمیشہ اس میں رہو گے پس کتنا برا ٹھکانہ ہے مغروروں کا۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (النحل ۲۳)

بے شک وہ پسند نہیں کرتا غرور و تکبر کرنے والوں کو

تواضع مومنوں کی صفت

اللہ جل شانہٗ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کرتے ہوئے تواضع ان کی صفت بیان

کی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (الفرقان ۶۳)

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ

عباد الرحمٰن سے مراد پیکر عجز وانکسار ہیں عجز وانکساری ان کی صفت بیان کرتے ہوئے ان کی تعریف کی ہے اور اپنے محبوب نبی ﷺ کو تواضع کا حکم دیا ہے

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (الشعراء ۲۱۵)

اور آپ نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لئے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے

نبی کائنات ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم: ۴)

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں

خلق سے مراد تواضع ہی ہے کیونکہ حدیث طیبہ میں ہے سرکار دو عالم ﷺ دراز گوش پر سواری فرماتے تھے غلاموں کی دعوت قبول فرماتے تھے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ تواضع بھی حسن اخلاق میں سے ہے صالحین کے اخلاق سے بھی تواضع اہم چیز رہی ہم پر بھی واجب ہے کہ ہم ان کی اقتداء کریں۔

لاجواب مثالیں

مذکور ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک شب کوئی مہمان ٹھہرا نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ لکھنے میں مصروف ہو گئے مہمان آپ کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا دریں اثنا چراغ ٹمٹمانے لگا مہمان نے عرض کی حضور میں چراغ درست کر دیتا ہوں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں یہ انسانی مروت کے منافی ہے کہ مہمان سے کام لیا جائے اس نے عرض کی میں غلام کو بیدار کئے دیتا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں وہ تو ابھی ابھی سویا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اٹھے شیشی پکڑی اور چراغ کو تیل سے بھر دیا مہمان

عرض کرنے لگا امیر المومنین آپ نے خود ہی چراغ درست فرمانے کے لئے تکلیف فرمائی؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے میں اٹھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا چراغ درست کر کے واپس پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہی ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو تواضع کرنے والا ہو۔

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے صاحبان علم اور معززین آپ کے استقبال اور ملاقات کے لئے حاضر ہو رہے تھے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ سواری پر سوار ہو جائیں کہ لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے آئیں گے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم معاملات یہیں دیکھتے ہو' آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ معاملات تو وہاں ہیں (وہاں کی عزتوں اور استقبال کی فکر کریں) لہٰذا میرا راستہ خالی کر دو۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے غلام کے درمیان باری طے تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوتے تو غلام مہار پکڑ کر چلتا غلام سوار ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ایک فرسخ (تین میل) کی مقدار اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے چلتے جب شام کے قریب پہنچے تو غلام کے سوار ہونے کی باری تھی، غلام سوار تھا اور آقا مہار پکڑے چل رہا تھا راستے میں پانی آیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جوتے اتار کر بائیں بغل میں لئے اور پانی میں داخل ہو گئے آدھی دنیا کا خلیفۃ المسلمین اونٹنی کی مہار پکڑے آ رہا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ شام کے امیر (گورنر) مقرر تھے عرض کرنے لگے امیر المومنین! شام کے بڑے بڑے رئیس اور معززین آپ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھیں اچھا نہیں لگتا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت عزتوں سے سرفراز فرمایا ہے مجھے لوگوں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدینہ کے گورنر تھے کسی رئیس آدمی نے کوئی چیز خریدی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس کے قریب سے گزرے اس نے مزدور سمجھ کر کہا کہ ادھر آؤ اور میرا سامان اٹھاؤ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سامان اٹھا کر چل پڑے راستے میں لوگ ملتے تو پیشکش

کرنے لگے اللہ تعالیٰ ہمارے امیر کو سلامتی سے نوازے آپ سامان اٹھانے کے لئے ہمیں دیدیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں دینے سے انکار کردیا رئیس شخص کو خبر ہوئی تو کف دست ملنے لگا ہائے افسوس میں نے سامان کا بوجھ امیر شہر کے کندھوں پر لاد دیا معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا حضور میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ چلو چلو یہاں تک کہ سامان اس مذکورہ آدمی کے گھر تک پہنچا دیا اس آدمی نے کہا کہ آئندہ میں کسی کو ایسا کرنے کے لئے نہیں کہوں گا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر تھے ایک چارے (گھاس) کی دکان پر جا کر آپ رضی اللہ عنہ نے چارے کا ایک گٹھا خریدا دونوں نے باندھنے کے لئے کھینچا تو نصف بائع کے ہاتھ میں اور نصف آپ کے ہاتھ میں رہ گیا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کندھے پر رکھا اور گھر تشریف لے آئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر مقرر کر کے بھیجا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار خود ہی فرماتے جا رہے تھے، امیر کے لئے راستہ خالی کردو، امیر کے لئے راستہ خالی کردو۔

یہ تھے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جن کے اخلاق واوصاف تواضع تھے اور وہ مخلوق خدا کے نزدیک، ملائکہ کے نزدیک اور اللہ جل شانہٗ کے نزدیک معزز ومحتشم اور برگزیدہ شخصیات تھے۔

قربان میں ان کی بخشش پر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے

صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور ظالم کے ظلم کو معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ مظلوم کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ مقدسہ میں تشریف فرما تھے خشک کئے ہوئے گوشت کے کچھ ٹکڑے ایک تھال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے تھے گھٹنوں کے بل بیٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

انہیں تناول فرما رہے تھے ایک بے تکلف سی عورت کہ جسے دیکھنے سے نہ پتہ چلے کہ وہ مرد ہے یا عورت آئی۔ حضور اکرم ﷺ کے تشریف فرمانے کے اس انداز کو دیکھ کر کہنے لگی دیکھو، دیکھو حضور ﷺ تو اسے تشریف فرما ہیں جیسے کوئی غلام بیٹھتا ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں بندہ خدا ہوں میں غلاموں کی طرح ہی بیٹھتا اور انہی کی طرح ہی کھاتا ہوں' آؤ تم بھی کھاؤ عورت عرض کرنے لگی نہیں میں تو آپ ﷺ کے ہاتھ سے ہی کھاؤں گی پھر کہنے لگی نہیں میں تو وہی لقمہ کھاؤں گی جسے آپ اپنے دہن اقدس میں چبا رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت پٹھے کے گوشت کا ٹکڑا چبا رہے تھے اسے اپنے دہن اقدس سے نکال کر اس عورت کو دے دیا راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے حضور اکرم ﷺ کا وہ تبرک منہ میں کیا ڈالا کہ اس تبرک کی برکت سے اس پہ اتنا حیا چھا گیا کہ ساری زندگی اس نے اس دن کے بعد کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔ اس دن کے بعد سے لے کر تا دم وصال اس سے کوئی کسی نے غلط بات نہیں سنی۔

کونین کے والی

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ'' مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دی گئی ہیں پھر مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شاہانہ نبی ہوں یا فقیرانہ نبی اور اللہ کا بندہ بنوں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کیا کہ عاجزی اختیار کیجئے اور اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کو ترجیح دیجئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا بندہ نبی بننے کو ترجیح دی تو مجھے یہ مقام عطا فرما دیا گیا اور میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی اور پہلا میں ہی شفاعت کرنے والا ہوں۔

عاجزی رفعتوں کا سبب

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جس نے خشیت الٰہیہ سے عاجزی کی اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے بلندیوں سے سرفراز فرمائے گا اور جس نے بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے اترانے کی کوشش کی روز قیامت اللہ تعالیٰ پستی اس کا مقدر بنا دے گا

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے

''جس کی روح اس کے جسم سے جدا ہو، ایک دوسری روایت میں ہے، جو دنیا سے اس حالت میں جدا ہوا کہ وہ تکبر، خیانت اور قرض سے پاک ہے تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا''۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ بازار تشریف لے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے چھ درہم میں کھردرے کپڑے کی دو قمیصیں خریدیں، غلام سے کہا اے اسود! ان میں سے جو تمہیں پسند ہو لے لو، غلام نے ان دونوں میں سے جو اچھی تھی پسند کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری زیب تن فرمالی دیکھا تو اس کی آستینیں بڑی تھیں ایک چھری منگوائی اور آستینوں کو کاٹ دیا اور جمعہ والے دن منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور کٹی ہوئی آستینیں ہاتھوں کی پشت پر لٹک رہی تھیں آپ رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کے لٹکے ہوئے کپڑے کو دیکھا تو فرمانے لگے او بندہ خدا! اپنے کپڑوں کو اوپر کر لو، کپڑا بھی زیادہ دیر تک خراب نہ ہوگا اور تمہارا دل بھی صاف رہے گا''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے

عظمت اور کبریائی میری چادریں ہیں کوئی ایک بھی مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عظمت و کبریائی کے چادر ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے ''الجبار المتکبر'' جب یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں تو پھر بندہ ضعیف کے لئے کسی طرح بھی موزوں ومناسب نہیں کہ وہ تکبر کر کے صفات الٰہیہ کو اپنانے کی کوشش کرے۔

باب ۲۱

ذخیرہ اندوزی

حضرت معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسالتمآب ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا "لَا یَحْتَکِرُ اِلَّا خَاطِئٌ" "ذخیرہ اندوز (مہنگے داموں مال بیچنے کے لئے روک رکھنے والا) گنہگار ہی ہوسکتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"جس نے چالیس دن تک ذخیرہ اندوزی کے لئے کھانے پینے کی اشیاء کو روکے رکھا تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے بے زار اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہو گیا"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ" "ایک شہر سے دوسرے شہر تک اشیائے خوردنی لے جانیوالے کے رزق میں فراوانی عطا کی جاتی ہے اور ذخیرہ اندوز پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے"

"جالب" سے مراد یہ ہے کہ جو اشیائے خوردنی کو بیچنے کے لئے خریدتا ہو اور پھر اسے فروخت کرنے کے لئے دوسرے شہر میں لے جائے اس سے اس کے رزق میں فراوانی ہو گی کیونکہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں گے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی دعاؤں کی برکات اس کے شامل حال ہوں گی۔

تین قسم کے کسب معاش سے بچو

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ میں اپنے بیٹے کو ذریعہ معاش کے لئے کوئی کسب سکھانا چاہتا ہوں

آپ مشورہ عنایت فرمائیں کہ میں کون سا کسب معاش سکھاؤں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسب معاش سکھانے کے لئے بیٹے کو گندم کے بیوپاری کے سپرد بھی نہ کرنا، قصاب کے سپرد بھی نہ کرنا اور کفن بیچنے والے کے سپرد بھی نہ کرنا

جہاں تک گندم کے بیوپاری کا معاملہ ہے تو چالیس دن تک گندم روک رکھنے والا اگر ایسی حالت میں مرجائے تو اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ بندہ شراب نوشی اور زانی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے جہاں تک تعلق ہے قصاب کا تو قصاب جانوروں کو ذبح کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل سے رحم کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے

بہرحال کفن بیچنے والا وہ تو میرے امتیوں کے مرنے کی آرزو میں رہتا ہے جبکہ میری امت میں سے ایک ایک بچہ بھی مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پیارا ہے۔

ذخیرہ اندوز کون؟

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اشیائے خورد و نوش کو شہر سے خریدے لیکن لوگوں کو اشد ضرورت کے باوجود بازار میں نہ بیچے بلکہ اسے گراں سے گراں تر کرنے کے لئے بندش کئے رکھے تو یہ وہ ذخیرہ اندوزی ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ بہرحال اس کی زمین و جائیداد سے غلہ آیا ہو یا کسی دوسرے شہر سے خرید کیا گیا ہو تو یہ ذخیرہ اندوزی نہ ہوگی لیکن اگر لوگوں کو اس کی ضرورت ہو تو پھر اسے فروخت کردینا ہی زیادہ بہتر ہے ایسی صورت میں روکے رکھنے کی صورت میں اس کی بدنیتی اور مسلمانوں کے ساتھ قلت شفقت کی بنا پر اسے گناہ ہوگا۔ مناسب راہ یہی ہے کہ ذخیرہ اندوز کو غلہ بیچنے پر مجبور کیا جائے گا اگر غلہ بیچنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کی ملامت کی جائے اور تادیبی کارروائی کی جائے اسے کسی بھاؤ کے تقرر کا پابند نہیں کیا جائے گا بلکہ کہا جائے گا کہ اسے لوگوں کی خرید و فروخت کی طرح فروخت کرو۔

رحمت عالمیاں، فخر انس و جان حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"بھاؤ کا تقرر میں نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بھاؤ کا تقرر فرمانیوالا ہے"

ایک اور حدیث طیبہ میں ہے کہ قیمتوں کی گرانی اور قیمتوں کی ارزانی اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں ان میں سے ایک... کا نام رغبت اور دوسرے کا رہبت ہے وہ سستی

اورارزاں قیمت پراشیاءکوبازاروں میں لے آتے ہیں اور جب قیمتوں کی گرانی چاہتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں مال کی رغبت ڈال دیتا ہے وہ مال کواپنے ہاں روکے رکھتے ہیں جس کے نتیجے میں بھاؤ میں گرانی آجاتی ہے۔

نیک نیتی کا صلہ

بنی اسرائیل کا ایک عابد ایک مرتبہ ریت کے ٹیلے کے پاس سے گزرا ٹیلے کو دیکھ کر آرزو کرنے لگا اگر میرے پاس اس ٹیلے جتنا آٹا ہوتو میں بنی اسرائیل کوان قحط زدہ دنوں میں آٹا دے کرانہیں سیر کرادوں اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ جاکر میرے فلاں بندے کو میرا یہ پیغام دے دو کہ اگر تمہارے پاس ایک ٹیلے جتنا آٹا ہوتا تو تمہیں اس کا صدقہ کرنے کا جوثواب ملتا ہم محض تمہارے نیک ارادے پہ ہی اتنا ثواب عطا فرمائے دیتے ہیں یعنی جب اس عابد نے نیک نیتی سے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا اور مسلمانوں کے ساتھ شفقت و ہمدردی کا جذبہ ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے اجر کی خوشنودی ایک نبی کے ذریعے سنا دی لہٰذا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے لئے شفیق ورحیم ہو۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت

مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی حضرت! مجھے کوئی وصیت کیجئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں چھ چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔

۱- جن چیزوں کی کفالت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے یقین قلب سے ان کا اعتقاد رکھنا

۲- فرائض کوان کے اوقات میں ادا کرنا

۳- ہمہ وقت ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنا

۴- شیطان کی موافقت نہ کرنا کیونکہ وہ تو مخلوق سے حسد کرتا ہے

۵- دنیا آباد کرنے میں ہی نہ کھو جانا ورنہ تیری آخرت خراب ہو جائے گی

۶- ہمیشہ مسلمانوں کی خیر خواہی چاہنا

سعادت مندی کی گیارہ علامتیں

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی چاہے اور ان کے لئے مہربانی کے جذبات اپنے اندر پیدا کرے کیونکہ یہ سعادت مندی کی علامت ہے

۱- دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب ہونا
۲- تلاوت کلام پاک اور عبادت الٰہی کا قصد و ارادہ ہونا
۳- لایعنی اور بے فائدہ گفتگو سے گریز کرنا
۴- نماز پنجگانہ کی محافظت کرنا
۵- حرام سے اجتناب خواہ قلیل ہو یا کثیر
۶- نیک لوگوں کی سنگت اختیار کرنا
۷- پیکر عجز و انکسار ہونا نہ کہ متکبر بننا
۸- سخی اور شریف الطبع ہونا
۹- مخلوق خدا پر مہربانی کرنا
۱۰- مخلوق کو نفع پہنچانا
۱۱- موت کو کثرت سے یاد کرنا

بدبختی کی گیارہ علامتیں

۱- مال جمع کرنے کی حرص
۲- دنیاوی لذتوں اور شہوات کی خواہش رکھنا
۳- فحش گفتگو کثرت سے کرنا
۴- نماز کی ادائیگی میں سستی برتنا
۵- حرام اور مشتبہ چیزیں کھانا
۶- فاسقوں کی صحبت اختیار کرنا

۷- بداخلاق ہونا

۸- متکبر اور مغرور ہونا

۹- مسلمانوں کے لئے مہربان نہ ہونا

۱۰- بخیل اور کنجوس ہونا

۱۱- لذتوں کو مٹا دینے والی موت کو فراموش کر دینا

یعنی جب انسان موت سے غافل نہ ہو تو وہ لامحالہ اشیائے خوردنی کا ذخیرہ جمع کر کے روکے نہ رکھے گا بلکہ مسلمانوں پہ مہربانی کرتے ہوئے اسے بازار میں لا کر بیچ ڈالے گا۔

مذکور ہے کہ کسی زاہد کے گھر میں گندم کا ڈھیر تھا اسی دوران لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے انہوں نے گندم اٹھائی اور ساری کی ساری بیچ ڈالی پھر بقدر ضرورت خریدنے کے لئے چل پڑے انہیں کہا گیا آپ نے بقدر ضرورت بیچتے وقت اپنے پاس گندم کیوں نہ رکھ لی؟ کہنے لگے میں نے چاہا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ان کی تکلیف میں شریک ہو جاؤں۔

واللہ الموفق بمنہٖ وکرمہٖ

باب ۴۲

ہنسنے پر وعید

حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا یا مِلحَ الْاَرْضِ لا تُفْسِدُوْا ۔ اے زمین کے حسین و ملیح (علماء) تم اپنے اندر خرابیاں پیدا نہ کرنا اگر چیزوں میں خرابی پیدا ہو جائے تو ان کا علاج نمک سے کیا جاتا ہے اور اگر نمک ہی خراب ہو جائے تو کسی چیز سے بھی اس کا علاج ممکن نہیں۔

اے میرے حواریو! تعلیم سکھانے پہ اجرت نہ لینا مگر جس طرح تم مجھے تعلیم دینے پر مقام دیتے ہیں اور جان لو کہ تمہارے اندر جہالت کی دو عادتیں موجود ہیں بیدار ہوئے بغیر سپیدہ سحر طلوع ہو جانا، بغیر کسی بات کے ہنسنا

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان "ملح الارض" سے مراد علماء ہیں کیونکہ علمائے کرام ہی خلق خدا کی اصلاح کی ذمہ داری کا فریضہ سرانجام دیتے ہو وہی راہ آخرت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جب علماء ہی راہ آخرت کو ترک کر دیں تو اس راہ پہ کون رہنمائی کرے گا اور راہ آخرت سے ناواقف کس کی اقتداء میں آخرت کی راہ تلاش کریں گے۔

اور علمائے کرام انبیائے کرام کے وارث ہیں جس طرح انبیائے کرام نے بغیر کسی طلب اجر کے تبلیغ دین اور اشاعت علم کا فریضہ سرانجام دیا اسی طرح علماء بھی بغیر اجر کے تعلیم پھیلائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (الشوریٰ: ۲۳)

آپ فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داروں کی

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ (ھود۲۹)

میرا ثواب تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔

اسی طرح انبیائے کرام کی اقتداء کرتے ہوئے علماء کے لئے بھی ضروری ہے

کہ وہ اشاعت دین اور فروغ علم پہ کسی قسم کے معاوضے کا مطالبہ نہ کریں

مزید ارشاد فرمایا کہ قہقہہ لگا کر ہنسا مکروہ اور احمقوں کا عمل ہے ابتدائی رات میں گپیں

ہانکنا اور صبح بیدار نہ ہونا بھی بے وقوفوں کا طریقہ ہے۔

آقائے نامدار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

صبح سویرے سوئے رہنا حماقت، وسط دن (دوپہر) میں سونا اچھی عادت اور شام کو

سونا جہالت ہے۔

لذتوں کو مٹانے والی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ﷺ ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے دیکھا تو لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہیں اور قہقہے لگا رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ وہیں کھڑے ہو گئے انہیں سلام کیا فرمانے لگے لوگو! لذتیں مٹانے والی چیز کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم لذتیں مٹانے والی چیز کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا موت۔ پھر مسجد میں تشریف لے جاتے ہوئے لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے لوگو قسم ہے مجھے اس ذات طیبہ کی جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی جان ہے اگر تم جانتے ہوتے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ پھر آپ ﷺ نے مسجد میں تشریف لے جاتے ہوئے لوگوں کو باتیں کرتے اور ہنستے ہوئے دیکھا تو سلام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اسلام کی ابتداء غریبوں سے ہوئی اور غریبوں کی طرف ہی لوٹے گا غریبوں کو مبارک ہو قیامت کے دن ان کے لئے خوشخبری ہے۔ عرض کیا گیا قیامت کے دن غریب کون ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو اس وقت بھی اصلاح پر کاربند رہیں ہوں

گے جب لوگ فتنہ وفساد کی آگ کی نذر ہو جائیں گے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحت

حضرت اسحٰق بن منصور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام علیحدہ علیحدہ ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں؟ حضرت خضر علیہ السلام فرمانے لگے

اے موسیٰ! جھگڑالو بننے سے گریزاں وترساں رہنا، بغیر ضرورت سے کسی کے پاس سے چل کر نہ جانا، بغیر کسی حیرانی کے ہنسنا مت اور کسی گنہگار کے گناہ پر تعجب نہ کرنا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ گنہگاروں کو ان کے گناہوں پر شرم مت دلانا اور اے ابن عمران! اپنے گناہوں پر جس قدر ہو سکے اشک ریزی کرنا۔

تبسم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت عوف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تھے اور (اپنے سامعین کی طرف) پوری طرح متوجہ ہوتے تھے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث طیبہ اس بات کی شہادت فراہم کرتی ہے کہ تبسم مباح ہے اور قہقہہ لگا کر ہنسنا ممنوع ہے لہٰذا کسی بھی صاحب عقل کے لئے مناسب نہیں کہ وہ قہقہے لگائے جس نے بھی دنیا میں تھوڑے سے بھی قہقہے لگائے وہ آخرت میں بہت زیادہ روئے گا یہ تو اس شخص کے لئے وعید ہے جو تھوڑے قہقہے لگائے خدا کی پناہ قیامت میں اس کا کیا حال ہوگا جو دنیا میں قہقہے ہی لگاتا رہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا (التوبہ ۸۲)

تو انہیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں کم ہنسنا چاہیے ورنہ آخرت میں بہت زیادہ رونا پڑے گا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا یعنی دنیا میں بہت کم ہنسو وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ورنہ آخرت میں رونا

ہی رونا ہوگا۔ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ یہ سزا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا تعجب

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہنسنے والے پہ تعجب کہ جس کے تعاقب میں جہنم ہے اور ایسے خوشیاں منانے والے پر بھی تعجب ہے کہ جس کے تعاقب میں موت ہے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک شخص کے پاس سے گزرتے دیکھا تو وہ قہقہے لگا رہا تھا پوچھا اے بندہ خدا! کیا تو نے پل صراط عبور کرلیا ہے؟ اس نے عرض کی حضرت نہیں۔

کیا تجھ پہ عیاں ہو چکا ہے کہ تیرا ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم؟

عرض کیا نہیں

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تیرا یہ ہنسنا کیسا؟

کہا جاتا ہے کہ پھر اس دن کے بعد کبھی اس شخص کو ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا یعنی حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے انداز خطاب نے انہیں اس قدر متاثر کیا کہ اس نے ہمیشہ کے لئے ہنسنے سے توبہ کرلی، یہ اس زمانے کے علمائے کرام کا مقام تھا کہ وہ گفتگو کرتے، وعظ ونصیحت کرتے تو لوگوں کے دلوں میں ان کی باتیں اترتی جاتیں کیونکہ وہ عالم باعمل تھے اسی لئے ان کے علمی فیض سے لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا جبکہ ہمارے زمانے کے علماء بےعمل ہیں اسی لئے ان کی باتیں کانوں کی کھڑکیوں سے ٹکرا کے ہواؤں میں تحلیل ہوکر صحرا کے ذروں کی طرح ضائع ہوجاتی ہیں اور لوگوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جو شخص گناہ کر کے خوشی کا اظہار کرے اور ہنسے وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہوگا کہا جاتا ہے کہ جو دنیا میں بہت زیادہ ہنستا ہے وہ آخرت میں بہت زیادہ روئے گا اور جو دنیا میں بہت زیادہ روتا ہے وہ جنت بڑی خوشیاں منائے گا

خوشی حرف غلط کی طرح ختم

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار عادتیں مومن کی مسکراہٹوں اور

اس کی خوشیوں کا بستر گول کر دیتی ہیں۔

۱-غم آخرت ۲-ذریعہ معاش کی تلاش

۳-گناہوں کی فکر ۴-مصیبتوں کا قریب ہونا

مومن کو چاہیے کہ وہ ان چار چیزوں کو اپنا لے تا کہ ہنسنے کی مصیبت سے چھٹکارا مل سکے کیونکہ ہنسنا مومن کی عادت نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ نے ہنسنے پہ لوگوں کو عار دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ٥ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ (النجم:۵۹تا۶۱)

بھلا کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو اور (بے شرموں کی طرح) ہنس رہے ہو اور روتے نہیں ہو اور تم نے کھیل مذاق بنا رکھا ہے

اور کئی لوگوں کی ان کے رونے پہ ان کی تعریف کرنا ہے

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ (الاسراء:۱۰۹)

اور گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل گریہ زاری کرتے ہوئے

زندوں کے غم

داناؤں کا کہنا ہے کہ زندہ لوگوں کا غم پانچ چیزیں ہیں اور ہر انسان کو چاہیے کہ وہ ان پانچ چیزوں کو غم زندگی بنالے۔

۱- گزرے دنوں کے گناہوں کا غم، کیونکہ گناہ تو کیے لیکن گناہوں کی معافی تو ظاہر نہیں ہوئی لہٰذا چاہیے کہ بندہ اسی غم میں مبتلا رہے۔ ہائے گناہ تو کیے لیکن معافی بھی ہو گئی؟ اس کا یقین نہ ہے

۲- عمل خیر تو کیے لیکن قبولیت کا مژدہ سامنے نہیں آیا۔

۳- گزشتہ زندگی تو سامنے ہے کہ کیسی گزری آئندہ کیا ہوگا؟ کوئی علم نہیں

۴- یہ تو یقین ہے کہ اخروی دونوں ٹھکانے جنت اور جہنم اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ کون سا ٹھکانہ مقدر ٹھہرے۔

۵- یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ راضی ہے یا ناراض

جو شخص اپنی زندگی میں انہیں غم زیست بنالیتا ہے تو یہ غم اسے ہنسنے اور قہقہے لگانے سے روک دیتے ہیں اور جو شخص انہیں غم زیست نہیں بناتا وہ مرنے کے بعد پانچ غموں کی نظر ہو جاتا ہے۔

مردوں کے پانچ غم

۱- اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے وارث دشمنوں کے لئے ترکہ کا غم کہ جو اس نے جائز و ناجائز طریقوں سے جمع کر رکھا تھا۔

۲- اعمال صالحہ میں سستی کی ندامت کا غم کہ جب نامہ اعمال میں دیکھے گا کہ عمل صالح تو نہ ہونے کے برابر ہیں تو نیک عمل کرنے کے لئے دنیا میں جانے کی اجازت مانگے گا لیکن اب اجازتوں کا دروازہ بند ہو چکا ہوگا۔

۳- گناہوں کا غم، نامہ اعمال کو گناہوں سے بھرا ہوا دیکھے گا تو دنیا میں آ کر توبہ کرنے کی اجازت مانگے گا لیکن یہ مطالبہ بھی بے سود۔

۴- بہت سارے لوگ جو (وصولی حق کے لئے) جھگڑیں گے اور انہیں اعمال بطور معاوضہ دے کر راضی کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

۵- غضب الٰہی کو پائے گا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ممکن نہ ہوگا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگو! اگر تمہیں معلوم ہو جائے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ، اگر تم میری طرح آگاہ ہو جاؤ تو جبل فاراں کی چوٹیوں پہ جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور آہ وزاریاں کرتے رہو، اور اگر تم پر وہ حالات منکشف ہو جائیں جو مجھ پر ہیں تو تم اپنی بیویوں سے بے تکلفیاں اور ان سے خوشگواریاں چھوڑ دو تمہیں اپنے بستروں پہ سکون نہ آئیگا بلکہ تم چاہنے لگو گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں درخت ہی پیدا کر دیتا کہ جس کی شاخیں کاٹ دی جاتیں۔

مومن کے شام وسحر

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ

نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے شام وسحر غمگین ہوتے ہیں جبکہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہوتی تھی کہ جب کبھی انہیں دیکھا جاتا تو اس شخص کی طرح لگتے جسے نئی نئی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہو اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ ہر وقت اس قدر مغموم رہتے تھے جیسے ابھی ابھی اپنی والدہ ماجدہ کی تدفین کر کے لوٹے ہوں۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی اس آیت طیبہ

مَالِهٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا۔ (الکہف:۴۹)

یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے کے باقی ہی نہیں چھوڑا۔

کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صغیرہ سے مراد تبسم اور کبیرہ سے مراد قہقہہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگو! اگر تم بھی میری طرح حقیقت حال سے آگاہ ہو جاؤ تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ، تم میں سے ہر ہر شخص اتنا طویل سجدہ کرے کہ اس کی پشت ٹوٹ جائے اتنی آہ وزاری کرے کہ آواز ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گریہ زاری کرو اگر گریہ زاری نہ کرسکو تو کم از کم رونے کی سی شکل بنالو۔

رونے والی آنکھ

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ، محمد بن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ روز حشر آنکھوں کے سوا ہر آنکھ گریہ کناں ہوگی وہ تین آنکھیں جو قیامت کے دن رونے سے محفوظ ہوں گی۔

۱- جس آنکھ سے دنیا میں خشیت الٰہی سے آنسو بہہ پڑے ہوں۔

۲- وہ آنکھ جو حرام دیکھنے سے محفوظ رہی ہوگی۔

۳- جو راہ خدا میں جاگتی رہی ہوگی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ندامت

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ہنسا جس پر آج تک ندامت محسوس کر رہا ہوں، وہ یوں کہ میں نے عمرو بن عبید القدری سے مناظرہ کیا جب مجھے کامیاب ہونے کا احساس ہونے لگا تو میں ہنس دیا۔ القدری کہنے لگا علمی گفتگو بھی کرتے ہیں اور ہنستے بھی ہیں۔ آئندہ میں کبھی آپ سے گفتگو نہیں کروں گا اس بات پہ آج تک میں ندامت

محسوس کرتا ہوں کیونکہ اگر میں ہنستا نہ تو وہ میری بات تسلیم کرنے کی طرف لوٹ آتا۔

متاع زیست

محمد بن عبداللہ العابد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ

جس نے فضول بنی ترک کردی اسے خشوع وخضوع کی توفیق نصیب ہوگئی

جس نے تکبر سے کنارہ کشی اختیار کرلی اسے عاجزی کی توفیق نصیب ہوگئی

جس نے یاوہ گوئی چھوڑ دی اسے حکمت ودانائی مل گئی

جس نے فضول کھانے چھوڑ دیئے اسے عبادت کی حلاوت نصیب ہوگئی

جس نے مزاح ترک کردیا اسے فرحت وتازگی نصیب ہوگئی

جس نے ہنسنا چھوڑ دیا اسے ہیبت کی توفیق نصیب ہوگئی

جس نے دنیاوی رغبت سے منہ موڑلیا اسے محبت نصیب ہوگی یعنی جو لوگوں کے مال کی طرف رغبت نہیں کرتا لوگ اس سے پیار کرتے ہیں

اور جس نے اوروں کی ٹوہ لگانا چھوڑ دی اسے اپنے عیبوں کی اصلاح کی توفیق نصیب ہوگئی

جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں وہم چھوڑ دیا اسے شک اور منافقت سے نجات مل گئی

پانچ سطریں

اللہ جل شانہ کے اس قول وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا۔ (الکہف ۸۲)

جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے۔

کے تحت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی جس میں پانچ سطریں مرقوم تھیں

پہلی سطر: مجھے ایسے شخص پہ تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے پھر کیسے خوشیاں مناتا پھرتا ہے

دوسری سطر: مجھے ایسے شخص پہ بھی تعجب ہوتا ہے جسے نار جہنم کا یقین ہے پھر کیسے ہنستا پھرتا ہے

تیسری سطر: مجھے ایسے شخص پہ بھی تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے پھر کیوں غمگین ہے

چوتھی سطر: مجھے ایسے شخص پہ بھی تعجب ہے جسے انقلابات زمانہ اور دنیا کے زوال کا یقین ہے پھر کیسے مطمئن بیٹھا ہے

پانچویں سطر: پانچویں سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ مومن کا ہنسنا امور آخرت سے غفلت کی وجہ سے ہے اگر امور آخرت سے غافل نہ ہو تو اس کے چہرے پر مسکراہٹیں بھی نہ ہوں

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ خوشی طلب کرو جس میں غم نہ ہو، اور ایسا غم تلاش کرو جس میں خوشی نہ ہو یعنی جب تو جنت تک رسائی کا ارادہ کر لے تو دنیا میں غمگین ہو کے ہنستا مسکراتا اور خوشیاں نہ مناتا پھر' تاکہ تو جنت کی خوشی کو پالے اور یہ ایسی خوشی ہے جس میں غم نہیں۔

قساوت قلبی

مذکور ہے کہ تین چیزیں دل کو سخت کر دیتی ہیں
بغیر کسی عجب کے ہنسنا، بغیر بھوک کے کھانا، بلاوجہ گفتگو کرنا

حضرت بہز بن حکیم اپنے والدگرامی اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ویل (جہنم کی ایک وادی) ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ویل ہے ایسے شخص کے لئے ویل ہے ایسے شخص کے لئے، ویل ہے ایسے شخص کے لئے

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے گردونواح بیٹھے ہوئے لوگوں کو ہنسانے کے لئے گفتگو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی ناراضی کا اظہار فرماتا ہے اور ناراضی کے اثرات عام لوگ جو اردگرد ہوں ان پر بھی پہنچتی اور کوئی شخص رضائے الٰہی کی خاطر دوسروں سے گفتگو کرے تو نہ صرف گفتگو کرنے والوں پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے بلکہ جن سے گفتگو کی جارہی ہو انہیں بھی رحمت الٰہی اپنے دامن میں پناہ دے دیتی ہے۔

زیادہ ہنسنا مردہ دلی کا باعث ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں حضور اکرم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا

اے ابو ہریرہ! متقی بن جاؤ لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے

قناعت پسند بن جاؤ لوگوں سے زیادہ شکر گزار بن جاؤ گے

اوروں کے لئے بھی وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو تو مومن بن جاؤ گے

اپنے ہمسائیوں سے حسن سلوک کرو کامل مسلمان بن جاؤ گے

ہنسا کم کردو کیونکہ زیادہ ہنسا مردہ دلی کا سبب ہوتا ہے

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے

جو مزاح کرتا ہے وہ دوسروں کی نگاہ میں حقیر ہو جاتا ہے

جو کسی عمل کو کثرت سے کرتا ہو وہ اسی میں شہرت پالیتا ہے

جو بڑا باتونی ہوتا ہے اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں

جس کی غلطیاں زیادہ ہوں اس میں حیا کم ہوتا ہے

جس میں حیا کم ہو اس میں تقویٰ کم ہوگا

جس میں تقویٰ کم اس کا دل مرجاتا ہے

جس کا دل ہی مردہ ہو وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے

آٹھ آفتیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیادہ ہنسنے سے خود کو بچاؤ کیونکہ اس میں آٹھ آفتیں ہیں

۱- صاحبان علم اور صاحبان عقل زیادہ ہنسنے والے کی مذمت کرتے ہیں

۲- احمق اور جاہل زیادہ ہنسنے والے کے خلاف جرأت کرتے ہیں

۳- اگر تو جاہل ہے تو زیادہ ہنسا تیری جہالت میں اضافہ کرے گا اور اگر تو عالم ہے تو تیرے علم میں کمی واقع ہو جائے گی کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے عالم جب ہنستا ہے تو اس کے علم

کا ایک حصہ کم ہو جاتا ہے۔

۴- زیادہ ہنسا گزشتہ گناہوں کی فراموشی کا سبب ہے۔

۵- زیادہ ہنسنے سے تجھ میں آئندہ گناہ کرنے کی جرأت پیدا ہو جائے گی کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔

۶- زیادہ ہنسنے سے موت اور موت کے بعد امور آخرت سے غفلت ونسیان پیدا ہو جاتا ہے

۷- تیرے ہنسنے کی وجہ سے جو دوسرے لوگ ہنسیں گے ان کے گناہ کا بوجھ بھی تیرے ناتواں کندھوں پر ہوگا۔

۸- زیادہ ہنسنے کی وجہ سے آخرت میں بہت زیادہ رونا پڑے گا بلکہ ایسا واجب وضروری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

(التوبہ:۸۲)

تو انہیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ یہ سزا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا سے مراد ہے کہ دنیا مختصر سی ہے جتنا چاہے ہنس لے جب اللہ کے حضور جائے گا تو وہاں نہ ختم ہونے والا جہان ہے اس لئے وہاں بہت زیادہ رونا پڑے گا اور یہی مفہوم ہے وَلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ کا۔

باب ۴۳

غصہ کو ضبط کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب سرور کونین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غصہ آگ کا شعلہ ہے جسے غصہ آئے اگر کھڑا ہو تو وہ بیٹھ جائے اگر بیٹھا ہو تو پہلو کے بل لیٹ جائے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آقا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا

غصہ سے بچو کیونکہ یہ اولاد آدم کے دل میں آگ بھڑکا دیتا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب کسی کو غصہ آتا ہے تو کیسے اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں جب تم میں سے کوئی شخص ایسے آثار محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے اور اپنے جسم کو زمین سے ملالے۔

بہتر اور بدتر آدمی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں بہت جلد غصہ آجاتا ہے اور اسی طرح جلد ہی ختم بھی ہو جاتا ہے لہٰذا ان دونوں میں سے ایک دوسرے کا بدلہ بن جاتا ہے اور کچھ ایسے لوگ ہیں جنہیں غصہ تاخیر سے آتا ہے اور ختم بھی دیر سے ہوتا ہے اور یہ بھی ایک دوسرے کے بدل بن جاتے ہیں تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیر سے غصہ آئے اور جلد ہی ختم ہو جائے اور تم میں سے بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں جلد غصہ آجائے اور جانے کا نام نہ لے۔

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا

''جس نے غصہ کو پی لیا حالانکہ وہ غصہ نکال لینے پر قادر بھی تھا لیکن اس نے ضبط نفس سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے دل کواپنی رضا سے بھردے گا۔

انجیل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''اے میرے بندے تو غصہ کی حالت میں میرا ذکر کر میں بھی تجھے اس وقت فراموش نہیں کروں گا جب حالت غضب میں ہوں گا تو اپنے لئے میری مدد پر راضی ہو جا میری مدد تیرے لئے خود تیرے لئے تیری مدد سے بہتر ہے''

نشئی سزا سے بچ گیا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کو کہ جس نے آپ کو رنجیدہ خاطر کیا تھا فرمایا اگر تو نے مجھے رنجیدہ خاطر نہ کیا ہوتا تو میں ضرور تیری سرزنش کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ'' کے تحت آپ رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا

مذکور ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے نشہ میں دھت ایک شخص دیکھا چاہا کہ اسے پکڑ کر اس کے ساتھ تادیبی کارروائی کی جائے آپ رضی اللہ عنہ نے پکڑا تو اس نشئی نے آپ رضی اللہ عنہ کو گالی دے دی، آپ نے اسے چھوڑ دیا کسی نے پوچھا امیرالمومنین کہ اس احمق نے آپ کو گالی دی اور آپ نے چھوڑ دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے گالی دے کر مجھے غضبناک کر دیا تھا اگر میں اسے سزا دیتا تو یہ میری اپنی ذات کے غصہ کے لئے ہوتی جبکہ میں نہیں چاہتا کہ میں کسی مسلمان کو اپنی عزت نفس کی خاطر تکلیف دوں۔

لونڈی آزاد ہوگئی

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی باندی ان کے پاس شوربہ لائی، پھسلی شوربہ میمون بن مہران پر جا گرا۔ میمون رضی اللہ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا، مارنے لگے تو باندی پکار اٹھی میرے آقا! میرے اللہ کا فرمان ہے۔ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ۔ اس پر عمل کیجئے۔ میمون کہنے لگے میں نے عمل کرتے ہوئے غصہ کو ضبط کرلیا۔ باندی کہنے لگی اس کے بعد والے کلمات وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ پر بھی عمل کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمل کیا

اور تمہیں معاف کر دیا اس نے عرض کی کہ اس کے بعد والے کلمات پر بھی عمل فرمائیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ میمون کہنے لگے میں نے عمل کیا اور رضائے الٰہی کی خاطر تجھے آزاد کر دیا۔

تین بہترین عادتیں

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص میں تین عادتیں نہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔

حلم تقویٰ اخلاق

اسلاف میں کسی کے بارے کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس ان کا کوئی پسندیدہ گھوڑا تھا ایک دن وہ گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ گھوڑا تین ٹانگوں پہ کھڑا ہے غلام سے پوچھا کہ یہ کس کی کارستانی ہے؟ غلام نے عرض کی یہ میرا کام ہے پوچھا تجھے کیا سوجھی؟ کہا میں نے چاہا کہ تجھے غم میں مبتلا کروں۔ بزرگ کہنے لگے یقیناً میں بھی شیطان کو غم میں مبتلا کر کے رہوں گا جس نے تجھے ایسا کرنے پہ ابھارا جا تو بھی آزاد اور یہ گھوڑا بھی تیرا ہوا۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حلیم بھی ہو اور صبر والا بھی ہو کیونکہ یہ دونوں متقی کی صفتیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں صاحبان حلم کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (الشوریٰ: ۴۳)

اور جو شخص (ان مظالم پر) صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کر دے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

یعنی جس نے ظلم پر صبر کیا ظالم کے ظلم پر چشم پوشی کر دی اور اسے معاف کر دیا تو ایسا کرنے والا بہت بڑا اجر پائے گا۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ (حٰمٓ السجدہ ۳۴)

نہیں یکساں ہوتی نیکی اور برائی

یعنی اچھے اور برے کلمات کبھی برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی مسلمان کے شایان شان

ہے کہ وہ اچھے کلمات کے جواب میں برے کلمات کہے پھر ارشاد ہوا۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (فصلت: ۳۴)

برائی کا تدارک اس (نیکی) سے کرو جو بہتر ہے

یعنی ناپسندیدہ کلمات کے جواب میں بھی اچھے کلمات کہے

فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (فصلت: ۳۴)

پس ناگہاں وہ شخص تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے یوں بن جائے گا گویا تمہارا جانی دوست ہے

یعنی جب تو یہ انداز اپنا لے گا کہ ناپسندیدہ کلمات کا جواب بھی اچھے کلمات سے دے گا تو تیرا دشمن بھی تیرے اس انداز سے متاثر ہوکر تیرا قریبی اور تیرا سچا دوست بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ علیہ السلام صاحب حلم تھے۔

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ (ہود: ۷۵)

بے شک ابراہیم (علیہ السلام) بڑے بردبار، رحم دل اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے۔ "حلیم" سے مراد چشم پوشی کرنے والا اور اَوَّاہٌ سے مراد وہ کہ جو گناہوں کے ذکر پر آہیں بھرنے والا ہو

مُنِیْبٌ سے مراد یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ہمہ وقت متوجہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم نورِ مجسم ﷺ کو بھی صبر اور حلم کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سابقہ انبیائے کرام بھی ان صفات سے بہرہ ور تھے۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف: ۳۵)

پس (اے محبوب) آپ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا

یعنی کافروں کے جھٹلانے اور ان کی اذیتوں پر صبر کریں جس طرح کہ سابقہ انبیائے کرام کافروں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کرتے

رہے۔

اولوالعزم سے مراد بلند ارادوں والے لوگ ہیں یعنی ایسے لوگ جو معاملات پر ثابت قدم اور صبر آزما مرحلوں سے گزرنے والے ہوتے ہیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا۔ میں سلاماً سے مراد حلم لیتے تھے اگر لوگ ان سے جاہلانہ روش اختیار کرتے تو آپ تحمل فرماتے۔

غصے والا شخص شیطان کا کھلونا ہے

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شیطان نے بنی اسرائیل میں سے ایک عابد کو گمراہ کرنے کی ٹھان لی لیکن گمراہ کرنے کے لئے اس پر قابو پانا بڑا مشکل تھا ایک مرتبہ عابد کسی کام کی غرض سے گھر سے نکلا شیطان بھی ساتھ ہولیا تاکہ موقع ملے تو اسے گمراہی کی دلدل میں دھکیل دوں۔ شیطان شہوت اور غصے کی شکل میں آیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک پہاڑ کی چٹان کی صورت میں خوف بن کے آیا اور یوں باور کرایا کہ چٹان سر پر گرا ہی چاہتی ہے عابد ذکر الٰہی میں مست رہا اور ذکر الٰہی کی برکات سے چٹان دور ہوگئی۔

پھر شیطان شیروں اور درندوں کی سی صورت بنا کر ڈرانے دھمکانے لگا لیکن عابد ذکر الٰہی میں مشغول ان سے بے پرواہ اپنی مستی میں مست رہا۔

پھر ایک اژدھے کی شکل میں آکر عابد کے قدموں میں لوٹنے لگا عابد نماز ادا کرتا تو شیطان اژدھے کی شکل میں پاؤں سے شروع ہو کر جسم پر چمٹ جاتا اور سر پر پہنچ جاتا جب عابد سجدہ کرنا چاہتا تو یہی اژدھا منہ پھاڑے سجدہ کی جگہ براجمان نظر آتا اور یوں لگتا کہ گویا نگلنا ہی چاہتا ہے عابد اسے وہاں سے ہٹا کر سکون سے سجدہ کرتا۔ ایک دن عابد نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ شیطان نے آکر کہا کہ میں نے تیرے ساتھ فلاں فلاں حربہ استعمال کیا۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکا اب میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ میں تجھے گمراہ نہ کروں گا بلکہ تیرے ساتھ دوستی کی گرہیں مضبوط کروں گا۔

عابد کہنے لگا تو نے مجھے خوف میں مبتلا کرنا چاہا لیکن بحمدہٖ تعالیٰ تیرے خوف کی مجھے کوئی

پرواہ نہیں رہی جس طرح تیرے خوف کی مجھے پرواہ نہ تھی اسی طرح تیری دوستی کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیطان کہنے لگا کیا تو مجھ سے یہ نہ پوچھے گا کہ تیرے اہل خانہ تیرے بعد کن مصیبتوں سے دوچار ہوں گے؟ عابد نے کہا تب تو میں مرچکا ہوں گا، شیطان نے کہا کیا تو یہ سوال نہیں کرے گا کہ میں اولاد آدم کو کس طرح گمراہی کی دلدل میں اٹھا پھینکتا ہوں، عابد کہنے لگا ہاں ہاں مجھے یہ بتا تا جا کہ اولاد آدم پہ گمراہی کا جال تو کس طرح ڈالتا ہے شیطان نے کہا کہ میں انسان کو گمراہی کے جال میں تین طرح سے پھانستا ہوں۔ بخل، غصہ اور نشہ سے۔ جب انسان بخیل ہو جائے تو ہم اس کے مال کو اس کی نگاہوں میں قلیل کر دیتے ہیں وہ حقوق کی ادائیگی سے باز آ جاتا ہے اور لوگوں کے مال میں راغب ہو جاتا ہے جب آدمی غصہ میں آ جائے تو ہم اسے اپنے درمیان یوں دوڑاتے ہیں جس طرح بچہ گیند کو دوڑائے پھرتا ہے اگر ایسا شخص اپنی دعاؤں سے مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہو تب بھی ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے کیونکہ وہ ایک ہی بات میں الٹ پلٹ جاتا ہے اور جب کوئی نشہ کی حالت میں ہو تو پھر وہ ہمارے قابو میں یوں ہوتا ہے کہ جس طرح بکری کو کان سے پکڑ کر جہاں چاہیں لے جائیں اسی طرح نشہ میں دھت شخص کو جہاں ہم چاہیں اس کو برائی کی طرف آسانی سے ہانک کر لے جاتے ہیں۔

شیطان نے عابد کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ غصہ کی حالت میں انسان شیطان کے ہاتھ میں یوں ہوتا ہے جس طرح بچے کے ہاتھ میں کھلونا لہٰذا غصیلے شخص کے لئے مناسب راہ یہی ہے کہ وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان کی گرفت میں آ کر اپنے اعمال سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

شیطان کے تین ٹھکانے

ایک مرتبہ شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے موسیٰ! تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چن لیا ہے، تجھے تاج رسالت اور شرف ہمکلامی سے نوازا ہے میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوں میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ اللہ کے حضور عرض

کریں کہ وہ میری توبہ قبول فرمالے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ ابلیس لعین کو غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی منگوایا، وضو کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہ العالمین! ابلیس بھی تیری ہی مخلوق ہے وہ توبہ کا سوال کرتا ہے میرے مولیٰ تو اس کی توبہ قبول کرلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب ملا وہ مردود توبہ کرنے والا کہاں؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! وہ توبہ کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں تیری خاطر اس کی توبہ قبول کرلوں گا بشرطیکہ تو اسے حکم دے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کردے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خوشی خوشی لوٹے اور آکر شیطان کو کہا کہ جلدی کرو توبہ کی راہ نکل آئی۔ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کردو۔ شیطان سن کر غصہ سے لال پیلا ہوگیا۔ تکبر کرتے ہوئے کہنے لگا میں نے اس وقت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا جب وہ زندہ تھا اب کیسے کرسکتا ہوں جب کہ وہ مرچکا ہے۔ پھر کہنے لگا اے موسیٰ! تو نے اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کی لہٰذا تیرا مجھ پر حق ہے میں تجھے تین چیزوں کی تاکید کرتا ہوں کہ تین اوقات میں مجھے نہ بھولنا۔

۱- جب تو غصہ کی حالت میں ہو اس وقت میں تیرے دل میں اور رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہوں۔

۲- جب دشمنوں کے اژدھام سے آمنا سامنا ہوجائے تو اس وقت میں انسان کے پاس آکر اس کی بیوی، اس کے اہل خانہ، مال، اولاد کی یاد دلاتا ہوں وہ اپنے گھر اور مال و اسباب کی یادوں میں کھو کر دشمنوں کے نرغے میں بزدل ہوکر پیٹھ پھیر لیتا ہے۔

۳- غیر محرم خاتون کی صحبت سے بچنا اور مجھے نہ بھولنا کیونکہ اس موقع پر تو میں دونوں کے درمیان پیغام رساں ہوتا ہوں۔

حضرت لقمان حکیم کی نصیحت

حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا تین چیزوں کی پہچان تین موقعوں پر ہوتی ہے۔

۱-حلم غصہ کے وقت　　۲-شجاع اور بہادری میدان کارزار میں

۳-بھائی چارہ ضرورت کے وقت

کسی تابعی کے بارے کہا جاتا ہے کہ کسی شخص نے ان کے سامنے ان کی تعریف کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اے بندہ خدا! کس لئے تو نے میری تعریف کی ہے؟ کیا تو نے مجھے آزمایا ہے کہ غصہ کے وقت میں نے حلم کا مظاہرہ کیا ہو؟ اس نے کہا نہیں

پوچھا کیا تو نے میرے ساتھ سفر کر کے میرے حسن اخلاق کی آزمائش کی ہے؟ اس نے کہا نہیں

اچھا تو کیا میرے پاس امانت رکھ کر میری ایمانداری کو آزما لیا ہے؟ کہا نہیں

تابعی کہنے لگے اے اللہ کے بندے تجھ پر افسوس ہے تو نے ان تین چیزوں پر میری آمائش بھی نہیں کی اور مجھے قابل ستائش بھی سمجھ لیا ہے۔

اہل جنت کی تین علامتیں

اہل جنت کی تین علامتیں ہین اور یہ کسی کریم النفس میں بھی پائی جاتی ہیں۔

۱-جو ظلم کرے اسے معاف کر دینا　　۲-جو محروم رکھے اس پر خرچ کرنا

۳-جو برائی کرے اس پر احسان کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ (اعراف ۱۹۹)

قبول کیجئے معذرت (خطا کاروں سے) اور حکم دیجئے نیک کاموں کا اور رخ (انور) پھیر لیجئے نادانوں کی طرف سے

مروی ہے کہ جب آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی تو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر بھی بتاؤ، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ میں پوچھ کے آتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو آکر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ جو آپ کے ساتھ تعلق توڑے اس کے ساتھ آپ ناطہ جوڑیں، جو محروم کرے اس پہ آپ اپنی عطاؤں

کے دروازے کھول دیں جو ظلم کرے اسے آپ معاف فرمادیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دفاع فرشتہ کرتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنا شروع کردیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔ جب وہ شخص گالیاں بک چکا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بولنا شروع کردیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور تشریف لے جانے کے چل دیئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے مجھے گالیاں دیں تو آپ خاموش رہے میں نے کلام کیا تو آپ تشریف لے جارہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب وہ شخص تجھے گالیاں دے رہا تھا تو تیری طرف سے ایک فرشتہ اسے گالیوں کا جواب دینے پر مامور تھا جب تو نے خود بولنا شروع کردیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آکر بیٹھ گیا جبکہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں وہاں بیٹھوں جہاں شیطان بیٹھا ہوا ہو، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں حق ہیں۔

۱- ایسا شخص کہ جس پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں اور وہ ظالم کو محض رضائے الٰہی کی خاطر معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ومرتبہ کو بڑھا دیتا ہے۔

۲- ایسا شخص جو مال اکٹھا کرنے کے لئے بھیک مانگنے کا دروازہ خود کے لئے کھول لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے مال کی قلت بڑھا دیتا ہے۔

۳- ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے کوئی عطیہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مال فراواں عطا فرمادیتا ہے۔

سُچے موتی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک شرف وامتیاز ہوتا ہے مجلسوں کا سب سے اعلیٰ شرف و امتیاز یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر بیٹھا جائے مجلس بھی امانت ہیں۔

سوئے ہوئے اور بے وضو شخص کے پیچھے نماز ادا نہ کرو"

سانپ اور بچھو کو نماز کی حالت میں ہی مار ڈالو
دیواروں کو پردوں سے نہ ڈھانپو
جو شخص اپنے بھائی کی تحریر اس کی اجازت کے بغیر پڑھتا ہے وہ گویا آتش جہنم کو دیکھ رہا ہے
جو لوگوں سے زیادہ قوی ہونا چاہتا ہو اسے اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ کرنا چاہئے
جو لوگوں سے زیادہ معزز بننا چاہتا ہو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے
جو لوگوں سے زیادہ غنی بننا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پہ زیادہ بھروسہ کرے بنسبت اس کے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے
مزید ارشاد فرمایا
لوگو! کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ تم میں سے بدتر کون شخص ہے؟
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ضرور آگاہ فرمائیں
ارشاد فرمایا کہ جو شخص کھانے میں کسی کو شریک نہ کرتا ہو، اپنا برتن (سخاوت) روکے رکھتا ہو
غلام (ماتحت) کو کوڑے مارتا (تشدد کرتا) ہو
پھر فرمایا کہ کیا اس سے بھی بدتر شخص کے بارے تمہیں آگاہ نہ کروں؟
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیوں نہیں؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگوں سے بغض رکھتا ہو اور لوگ اس سے بغض رکھتے ہوں
پھر ارشاد فرمایا کہ اس سے بدتر شخص کے بارے نہ بتاؤں؟
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ضرور آگاہ فرمائیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی کی لغزش کو قبول نہیں کرتا، کسی کی معذرت کی پرواہ نہیں کرتا، اور کسی کے جرم کو معاف نہیں کرتا
پھر ارشاد فرمایا کہ اس سے بھی بدتر شخص وہ ہے

جس سے نہ تو اچھائی کی امید کی جاسکتی ہو اور نہ ہی اس کے شر سے کوئی شخص امن میں ہو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکمت بھری باتیں

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان فرمایا اے بنی اسرائیل! جاہلوں کی موجودگی میں حکمت بھری باتیں نہ کرو، کرو گے تو حکمت و دانائی سے زیادتی ہوگی

دانا لوگوں سے حکمت و دانائی کو مت روکو ورنہ دانا لوگوں سے زیادتی ہوگی

ظالم کو ظلم سے ہی جواب نہ دو ورنہ تمہارے اللہ کے ہاں تمہاری فضیلت ختم ہو جائے گی

اے بنی اسرائیل! امور تین نوعیت کے ہیں

۱- وہ امور جن کا ہدایت ہونا واضح ہے ان کی پیروی کرو

۲- وہ امور جن کا گمراہ ہونا واضح ہے ان سے اجتناب کرو

۳- وہ امور جن میں اختلاف ہے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو

زہد کیا ہے؟

کسی دانا کا کہنا ہے کہ زہد چار طرح کا ہے

۱- دنیاوی اور اخروی معاملات میں اللہ تعالیٰ نے جن امور کا وعدہ فرمالیا ہے ان پہ کامل بھروسہ کرنا۔

۲- لوگوں کی طرف سے تعریف و مذمت کی حیثیت اس کی نگاہ میں ایک ہو

۳- عمل میں خلوص نیت اور حسن اعتقاد ہو

۴- ظالم کو معاف کر دینا، ماتحتوں پہ غضبناک نہ ہونا، حلم، بردباری اور صبر کا دامن تھامے رکھنا

حضرت ابودرداؓ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے ان سے عرض کی کہ مجھے ایسے کلمات کی تعلیم دیجئے جن کے ذریعے میں بارگاہ الٰہی سے نفع کثیر پا سکوں۔ حضرت ابودرداؓ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں ان کلمات کی وصیت کرتا ہوں جن پر عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر درجات علیا کی صورت میں تمہیں ثواب عطا فرمانا ہوگا۔

حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ

دن بدن اللہ تعالیٰ سے ہی رزق مانگو

مرنے سے پہلے خود کو موت کے لئے تیار کرلو

اللہ تعالیٰ کیلئے اپنی عزت کو وقف کردو۔ کوئی تجھے گالی دے یا کوئی تجھے اذیت پہنچائے تو اسے کہہ دو کہ میں نے اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے سپرد کردی۔ جب تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت مانگو۔

تیری رحمت نے یہ گوارہ نہ کیا

جب غزوۂ اُحد میں رحمۃ للعالمین سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تو یہ چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے کوہ گراں بن گئی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جنہوں نے آپ کو یہ اذیت دی اگر آپ ان کے لئے بددعا کریں تو آپ کی کیا رائے ہے؟ تو رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو احکام الٰہی کی دعوت دینے والا اور ذرہ ذرہ کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا کر وہ میرے مقام کو نہیں جانتے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس شخص نے مسلمانوں کو تکلیف دینے سے اعراض کرتے ہوئے اپنی زبان کو روک لیا روز حشر اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں کو چھپائے رکھنے کا حکم فرمائے گا۔ اور جس نے اپنے غصے پہ قابو پالیا میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غصے کو روک لے گا۔

قوی ترین چیز

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پہ ہوا جو

آزمائش قوت کے لئے پتھر اٹھا رہے تھے اور اندازہ لگا رہے تھے کہ ان سے قوی اور طاقتور کون ہے حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ پتھر ہے کہ جس سے ہم قوت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی قوی ترین چیز کے بارے آگاہ نہ کروں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسلمان اور دوسرے مسلمان بھائی کے درمیان عداوت ہو وہ اپنے اور اپنے بھائی کے شیطان کو مغلوب کر دے۔ یہاں تک کہ بھائی اس کے پاس آئے تو وہ اس سے کلام کرے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم پتھر اٹھانے سے طاقت کا اندازہ لگا رہے ہو۔ تو کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ تم میں سے زیادہ قوت و طاقت ور کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کون زیادہ طاقتور ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غیظ وغضب سے بھرا ہوا شخص صبر کا مظاہرہ کرے تو وہی شخص سب سے زیادہ طاقتور ہے۔

معاف کر دینے کا اجر

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں جس شخص نے ظلم کرنے والے شخص کے لئے بددعا کی اس نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے سرور انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رنجیدہ کیا اور کفر وشیطان میں ابلیس کو خوش کیا اور جس شخص نے ظالم کو معاف کر دیا اس نے کفر و شیطان میں ملعون شیطان کو رنجیدہ کیا اور انبیاء وصالحین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین میں سیّد الثقلین آقائے نامدار ﷺ کو خوش کیا۔

انسانیت کیا ہے؟

حضرت احنف بن کیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ انسانیت کیا ہے تو آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ اقتدار اور غلبہ کے وقت عاجزی کرنا، انتقام کی طاقت ہوتے ہوئے معاف کر دینا، بغیر کسی احسان کے عطاؤں کے دروازے کھلے رکھنا۔

حضرت عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شفیق ورحیم مومن نکیل ڈلے ہوئے اونٹ کی طرح ہے اگر اس کو چلایا جائے تو تابعداری کرتا ہے اور اگر اس کو بٹھایا جائے تو وہ چٹان پہ بھی بیٹھ جاتا ہے۔

جلد بازی کے نقصانات اور صبر کے فوائد

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت تم پر صبر کرنا ضروری ہے غصہ کے وقت جلد بازی سے بچو کیونکہ جلد بازی میں تین نقصان ہیں اور صبر میں تین فائدے ہیں۔ جلد بازی کے تین نقصانات یہ ہیں۔

اپنے آپ پہ ندامت، دوسروں کے نزدیک ملامت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب و عقوبت اور صبر کے تین فائدے یہ ہیں۔

خود پہ اطمینان وخوشی، لوگوں کے نزدیک قابل ستائش اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب۔

حلم کی ابتداء کڑوی ہے لیکن انتہا میٹھی ہے جس طرح کہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

اَلْحِلْمُ اَوَّلُهٗ مَرٌّ نَزَاكَتُهٗ لٰكِنَّ اٰخِرَهٗ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ

حلم کا ذائقہ شروع شروع میں کڑوا ہوتا ہے لیکن اس کی انتہا شہد سے بھی میٹھی ہے۔

واللہ اعلم

باب ٢٤

زبان کی حفاظت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ کلمات وصیت کیجئے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو خشیت الٰہی کا پیکر بن جا اسی میں ساری بھلائیاں ہیں اور اپنے اوپر جہاد کو لازم کرلے یہی مسلمانوں کا زہد ہے ذکر الٰہی اور تلاوت کلام پاک سے رطب اللسان رہ۔ یہ چیزیں تیرے لئے زمین میں اور آسمان میں شہرت کا اور تیرے لئے ذکر خیر کا باعث ہوں گے اور اپنی زبان سے احسن کلمات کے سوا کوئی بات نہ کر اس کے ساتھ ہی تو شیطان کو مغلوب کرلے گا۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات "علیک بتقوی اللہ تعالٰی" سے مراد یہ ہے کہ آدمی ہر اس عمل سے اجتناب کرے جس سے اللہ تعالٰی نے منع فرمایا ہے اور ہر اس عمل کو بجالائے جس کے کرنے کا اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے۔ جب ایسا کرے گا تو گویا اس نے ساری بھلائیاں ہی اپنے دامن میں سمیٹ لی ہیں۔

"واخذن لسانك" سے مراد یہ ہے کہ اپنی زبان کو اپنی گرفت میں رکھو یعنی کہو تو اچھی بات کہو تاکہ وہ غنیمت بن جائے یا پھر خاموش رہو تاکہ سلامتی تمہارا مقدر بن سکے۔ کیونکہ خاموشی میں ہی سلامتی ہے۔ جان لو انسان خاموشی سے ہی شیطان پر غلبہ پا سکتا ہے۔ مسلمان کے لئے مناسب راہ یہی ہے کہ وہ شیطانی وار سے بچنے کے لئے زبان کی حفاظت کرے اور اللہ تبارک وتعالٰی بھی اس کے عیبوں کو پردہ راز میں رکھے گا۔

خاموشی میں ہی عافیت ہے

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حامئ بیکساں سرور سروراں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا اُسے آزاد کر دینا اس کا کفارہ ہے اور جس نے اپنی زبان کو اپنی گرفت میں رکھا اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا، جس نے اپنے غصے پہ قابو پالیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب آخرت سے محفوظ فرمالے گا اور جس نے اپنے اللہ کے حضور گناہوں کی معافی مانگ لی رحیم وکریم اللہ تعالیٰ اس کی معافی کو قبول فرمالے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ اور روز حشر پہ ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ ہمسائے اور مہمان کی عزت کرے۔ بات کرے تو اچھی کرے ورنہ خاموش رہے۔

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن سوقہ زاہد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ کہنے لگے کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو تمہیں بہت زیادہ نفع دے مجھے تو اس نے بڑا فائدہ دیا ہے۔ فرمانے لگے کہ ہمیں عطاء بن ابی رباح نے یہ فرمایا اے بھتیجے:

پہلے لوگ فضول گفتگو سے بڑا اجتناب برتتے تھے وہ تلاوت کلام پاک، امر بالمعروف نہی عن المنکر یا معاشی معاملات میں بقدر ضرورت بات کرنے کے علاوہ ہر بات کو ہی فضول سمجھتے تھے پھر ارشاد فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سن کر بھی باز نہیں آتے

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (الانفطار: ۱۱)

حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے۔

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۝ (ق: ۱۸،۱۷)

(ان میں سے) ایک دائیں جانب اور (دوسرا) بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے وہ نہیں نکالتی اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہباں (لکھنے کے لئے) تیار ہوتا ہے۔

کیا تمہیں حیا نہیں آتی یہ کہ جب روز روشن کی طرح صحیفے یعنی نامہ اعمال کو کھولا جائے گا اور ان میں اکثر گفتگو وہ ہوگی کہ جس کا دین و دنیا سے کوئی تعلق ہی نہ ہوگا۔

مومن کی علامتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے چار چیزیں مومن کی ہی علامتیں ہیں۔

۱-خاموشی جو کہ عبادت کا آغاز ہے ۲-عاجزی

۳-ذکرالٰہی ۴-شریف الطبع

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے بھی یہی کلمات مروی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کسی بھی مسلمان کے اسلام کی خوبی فضول باتوں کو ترک کردینا ہے۔

حضرت لقمان حکیم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ مقام دانائی کس طرح حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا سچی گفتگو، امانتوں کی ادائیگی اور فضول گفتگو سے اجتناب کی وجہ سے۔

شاہوں کا کلام

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار بادشاہوں نے گفتگو کی ان کی مختلف گفتگو گویا ایک کمان کے ہی چار تیر ہیں۔

۱- کسریٰ (شاہ ایران) کا مقولہ ہے کہ جب تک میں کلام نہ کروں مجھے کوئی ندامت نہیں اور جب میں کلام کرلوں تو پھر باعث ندامت ہے۔

۲- شہنشاہ چین نے کہا کہ جب تک میں کلام نہ کروں تب تک تو میں اس کلام کا مالک ہوں اور جب کلام کر گزروں تب کلام میری مالک ہے۔

۳- شاہ روم نے کہا جب تک میں کلام نہ کروں تب تک تو اس کلام کو لوٹا لینے پہ قادر ہوں جب کر چکوں تو پھر میں لوٹانے پہ قادر نہیں ہوں۔

۴- شہنشاہ ہند نے کہا تعجب ہے ایسے شخص پہ جو ایسی گفتگو کرے کہ اگر افشا ہو جائے تو اسے

نقصان دے اگر نہ افشاء ہو تو اسے کوئی نفع نہ دے۔

خود احتسابی حفظ لسان کا بہترین ذریعہ

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کیا جاتا ہے کہ وہ صبح اٹھتے ہی قلم و قرطاس تھام لیتے اور ہر ہر گفتگو سپرد قرطاس کرتے جاتے رات کے سائے ڈھلتے تو اس لکھی ہوئی تحریر کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کا محاسبہ کرتے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زاہدوں کا یونہی عمل ہوتا تھا کہ وہ زبان کی حفاظت کے لئے جو بھی گفتگو کرتے دنیا میں اپنا محاسبہ کر لیتے۔ یونہی ہر صاحب ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ آخرت میں حساب و کتاب کی پیشی سے پہلے پہلے دنیا میں ہی اپنا محاسبہ کر لے کیونکہ دنیا کا حساب آخرت کے حساب سے کہیں زیادہ آسان ہے اور دنیا میں زبان کی حفاظت آخرت کی ندامت سے کہیں زیادہ سہل ہے۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ربیعہ بن خثیم رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے بتایا کہ ہم بیس سال تک ربیع بن خثیم کی خدمت میں رہے اس دوران ہم نے ان کی زبان سے ایک کلمہ بھی ایسا نہیں سنا جو عیب دار ہو۔

حضرت موسیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سیّد الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت ربیع کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ آج سے ربیع رضی اللہ عنہ ضرور گفتگو کریں گے وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر اس نے اطلاع دی کہ حضرت امام عالی مقام حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ (الزمر:۴۶)

اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے چھپے کھلے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان امور کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ الجھ رہے تھے۔

اور اس کے علاوہ انہوں نے کچھ نہ کہا۔

جاہلوں کی چھ خصلتیں

کسی دانا کا قول ہے چھ عادتوں کے ذریعے جاہل کو پہچانا جا سکتا ہے۔

(۱) بلا وجہ منہ پہ تیوریاں چڑھے رہنا (غضبناک ہونا) یعنی انسانوں پہ، حیوانوں پہ اور ہر چیز پہ غصہ جھاڑتے رہنا۔

(۲) بے سود گفتگو کرنا۔ لہٰذا عقل مند آدمی کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ کوئی ایسی گفتگو نہ کرے جس گفتگو پر اسے کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ اس کی ساری کلام ایسی ہونی چاہیے کہ اس کلام میں اس کے لئے دنیا و آخرت کا فائدہ ہو۔

(۳) نامناسب جگہ پر خرچ کرنا یعنی ایسی جگہ پر مال خرچ کرنا جہاں اجر و ثواب کی کوئی توقع نہ ہو۔

(۴) ہر کسی کے پاس اپنا راز ظاہر کر دینا۔

(۵) ہر شخص پہ اندھا اعتماد کر لینا۔

(۶) دوست دشمن کی پہچان نہ کرنا۔

کسی بھی شخص کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ دوست کی پہچان پیدا کرے تا کہ دوستی صحیح معنوں میں پروان چڑھ سکے اور دشمنی کی پہچان پیدا کرے تا کہ اس کے شر سے احتراز ہو سکے۔ سب سے پہلا دشمن شیطان ہے لہٰذا ضروری ہے کہ شیطان کی باتوں میں آ کر اس کے ہتھے چڑھنے سے حتی الامکان بچا جائے۔

گفتگو، خاموشی اور نگاہ فائدہ مند کب

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام فرماتے ہیں ہر وہ کلام جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو وہ لغو ہے اور ہر وہ خاموشی جس میں تفکر و تدبر نہ ہو وہ غفلت ہے اور ہر وہ نگاہ جس میں عبرت نہ ہو وہ فضول ہے۔ سعادت مند ہے وہ شخص جس کا کلام ذکر الٰہی، جس کی خاموشی غور و فکر اور جس کا دیکھنا عبرت ہو۔

حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کی گفتگو تھوڑی اور عمل زیادہ ہوتا ہے اور منافق کی گفتگو زیادہ اور عمل تھوڑا ہوتا ہے۔

منافق پانچ نعمتوں سے محروم

حضورا کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں سے منافق محروم رہتا ہے

(۱) دینی سمجھ بوجھ (۲) تقویٰ (۳) ہنستا مسکراتا چہرہ

(۴) قلبی نورانیت (۵) مسلمانوں کے ساتھ باہمی الفت ومحبت

حضرت یحییٰ بن اقشم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی بھی شخص کی درست گفتگو کا اندازہ اس کے تمام اعمال سے کیا جاتا ہے اور کسی بھی شخص کی فضول گفتگو کا اندازہ اس کے اعمال سے کیا جا سکتا ہے۔

بری صحبت سے بچو

حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا

''اے بیٹے! جو شخص برے دوستوں کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ سلامت نہیں رہ سکتا اور جو شخص بری جگہ میں داخل ہوتا ہے وہ تہمتوں سے نہیں بچ سکتا اور جو شخص اپنی زبان پر گرفت نہیں رکھتا وہ شرمساری کا سامنا کرتا ہے۔ حضورا کرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ خوشخبری ہے ایسے شخص کے لئے جسے اپنی زبان پر گرفت حاصل ہے اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے گھر کے دروازے کھلے رکھے (یعنی سخاوت کیلئے) اور خوشخبری ہے ایسے شخص کے لئے جس نے اپنی خطاؤں پہ آہ وزاری کی''۔

دانا کی زبان اور جاہل کا دل

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دانا آدمی کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے جب وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو زبان دل کی طرف رجوع کرتی ہے اگر وہ بات اس کے لئے فائدہ مند ہو تو وہ اسے کہہ ڈالتا ہے اور اگر فائدہ مند نہ ہو تو وہ اس سے رک جاتا ہے جبکہ جاہل کا دل اس کی زبان کے کنارے پر ہے جو دل کی طرف رجوع نہیں کرتی جو زبان پہ آتا ہے بکتا چلا جاتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی یارسول اللہ صلی

اللہ علیک وسلم! حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں عبرت ونصیحت اور دانائی کی باتیں تھیں۔

عقل مند آدمی کے لئے مناسب یہ ہے کہ جب تک اس کی عقل مغلوب نہ ہو وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے، وقت کی قدر کرے اور اپنے مشن کی طرف متوجہ رہے اور اس کی عملی گفتگو کے لئے یہی کافی ہے کہ مختصر کلام کرے اور بیہودہ گفتگو سے گریز کرے۔

عقلمند کی یومیہ تقسیم

امیر المومنین مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حامئ بیکساں سرور دو جہان حضور ﷺ سے یہ سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عقلمند کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی توجہ تین چیزوں کی طرف مبذول رکھے۔

۱-فکر معاش ۲-فکر آخرت ۳-حلال چیزوں میں لذت

مزید ارشاد فرمایا کہ عقلمند آدمی کے دن کی تقسیم چار ساعتوں میں ہونی چاہیے

۱- ایک گھڑی بارگاہ ایزدی میں مناجات کی

۲- ایک گھڑی خود احتسابی کی

۳- ایک گھڑی اہل علم کی صحبتوں سے فیضیاب ہونے کی کہ جس میں اہل علم اسے دنیا و آخرت سے آگاہی سکھائیں اور اس کی خیر خواہی چاہیں۔

۴- ایک گھڑی جائز وحلال لذتوں سے آشنائی کے لئے نفس کو کھلا چھوڑ دے۔

مزید ارشاد فرمایا کہ

عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مشن کی طرف متوجہ رہے، اہل زمانہ کی پہچان رکھے اور اپنی شرمگاہ اور اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات حکمت آل داؤد علیہ السلام میں مرقوم ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے۔ حضرت داؤد علیہم السلام اس وقت ذرہ بنانے میں مصروف تھے۔

حضرت لقمان ان کے عمل کو دیکھ کر بڑے ہی متعجب ہوئے چاہا کہ اس بارے پوچھیں لیکن حضرت لقمان کی دانائی نے انہیں روک دیا۔ حضرت لقمان رک گئے اور کوئی بات نہ پوچھی۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام فارغ ہوئے انہوں نے ذرہ پہنی تو حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا کہ جنگ کے لئے یہ ذرہ کتنی اچھی ہے اور اس کا بنانے والا بھی کتنا خوب ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خاموشی حکمت ہے لیکن اسے اپنانے والے بہت تھوڑے ہیں۔

۱-النطق زین والسکوت سلامة فأذا نطقت فلا تکن مکثارا

۱-ما ان ندمت علی سکوتی مدة ولقد ندمت علی الکلام مرارا

۱- علم زینت ہے اور خاموشی سلامتی جب بولنے کی ضرورت ہو تو زیادہ نہ بولو۔

۲- خاموشی پر تو کبھی شرمسار نہ ہوا ہوگا' لیکن کئی دفعہ بولنے کے بعد تو شرمسار ہوا ہوگا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت لقمان ان کے پاس کئی سالوں تک جاتے رہے اور چاہتے کہ ان سے سوال کروں۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام فارغ ہوئے اور اسے پہنا تو حضرت لقمان نے کہا کہ یہ ذرہ کتنی اچھی ہے اور جنگ کیلئے کتنی اچھی ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خاموشی حکمت ہے لیکن اس کے کرنے والے کم ہیں۔

یموت الفتی من عثرة بلسانه ولیس یموت المرٔ من عثرةالرجل

انسان اپنی زبان کی لغزش سے مرجاتا ہے۔ حالانکہ پاؤں پھسل کر گرنے سے اسے موت نہیں آتی۔

اور دوسری جگہ ہے

لا تنطق بما کرهت فربما نطق اللسان بحادث فیکون

ناپسندیدہ چیز کا زبان سے ذکر بھی نہ کرو کہ بعض دفعہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا زبان سے نکلتا ہے۔

اور حمید بن عباس کہتے ہیں

لعمرك ماشیٔ علمت مکانه احق بسجن من لسان مذلل

علـى فيك مـما ليس يعنيك شأنه بـفـضـل وثيـق حيث كنت فأقفل
فـرب كـلام قد جدى من ممازح فسـاق اليـه سهـم حتف مـعجل
وللصمت خير من كلام مما جذح فـكن صامتا تسلم وان قلت فاعدل
ولا تك فـي جـنب الاخلاء مفرطا وان كـنت ابغضت البغيض فأجمل
فـأنك لا تـدري متـى انت مبغض حبيبك او تهـوى بـغيضك فا عقل

☆ تیری عمر کی قسم میں اس کے مرتبہ کو نہیں جانتا- تذلیل کی بجائے زبان کو بند رکھنا زیادہ درست ہے۔
☆ وہ باتیں جو تیرے شایانِ شان نہیں- انہیں اپنے منہ مضبوط تالے کی طرح بند رکھو۔
☆ بہتیرے گفتگو میں فخریہ باتیں کر جاتے ہیں- پھر جلد ہی موت کا نشانہ بن جاتے ہیں۔
☆ بے جا بڑھکوں سے خاموشی بہتر ہے- پس خاموشی میں سلامتی جان اور دل سے انصاف کر۔
☆ دوستوں کی نشست میں تفریط نہ کر- اگر چہ تو کسی سے سخت دشمنی رکھتا ہے پس طرزِ تکلم درست رکھ۔
☆ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کب تو اپنے دوست کا دشمن بن جائے- اور کس وقت دشمن سے دوستی ہو جائے لہٰذا عقل مند بن۔

سات ہزار بھلائیاں

کسی دانا کا قول ہے کہ خاموشی میں سات ہزار بھلائیاں ہیں اور یہ بھلائیاں سات کلموں میں جمع ہیں اور ہر ہر کلمہ ایک ایک ہزار بھلائیاں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

۱- خاموشی عبادت ہے بغیر مشقت کے
۲- خاموشی زینت ہے بغیر زیورات کے
۳- خاموشی ہیبت ہے بغیر بادشاہت کے
۴- خاموشی قلعہ ہے بغیر دیواروں کے

۵- خاموشی استغناء ہے کسی کے سامنے عذر پیش کرنے کے
۶- خاموشی کراماً کاتبین کیلئے باعث تسکین ہے
۷- خاموشی عیبوں کے لئے پردہ پوشی ہے

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ خاموشی عالم کے لئے زینت اور جاہل کے لئے پردہ پوشی ہے۔

ابن آدم کے جسم کے اعضاء

کسی دانا کا کہنا ہے کہ انسان کے جسم کے تین جز ہیں۔

۱-دل ۲-زبان ۳-اور دیگر اعضاء

اللہ تعالیٰ نے ہر جزء کو کسی نہ کسی کرامت سے مشرف کیا ہے۔ دل کو اپنی معرفت اور اپنی توحید کے ساتھ مشرف کیا۔ زبان کو کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ کے ساتھ مشرف کیا۔ دل کو نماز روزہ اور دیگر عبادات کے ساتھ مشرف کیا اور جسم کے اعضاء کے ہر ہر جزء کو ایک نگہبان کے سپرد کر دیا۔ دل کی حفاظت کا نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہے۔ بندے کے دل میں جو بات ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور زبان پر بھی ایک نگران مقرر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ

اور دیگر اعضاء پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مقرر کر دیا ہے

ہر جز سے اللہ تعالیٰ وفا چاہتا ہے۔ دل کی وفا یہ ہے کہ وہ ایمان پہ ثابت قدم رہے کسی سے حسد نہ کرے۔ خیانت نہ کرے اور کسی سے دغا فریب اور مکر نہ کرے۔

زبان کی وفا یہ ہے کہ کسی کی غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے اور فضول قسم کی گفتگو نہ کرے۔

اور دیگر اعضاء کی وفا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں اور کسی بھی مسلمان کو اذیت نہ دیں۔

دل کی وفا میں کمی واقع ہو تو منافقت ہے، زبان کی وفا میں کمی واقع ہو تو کفر ہے اور

اعضاء کی وفا میں کمی واقع ہو تو نافرمانی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا تو فرمایا۔ اے نوجوان اگر تو تین قسم کے شر سے بچ گیا تو جوانی کے شر سے محفوظ رہا۔ زبان کے شر سے، شرمگاہ کی شر سے اور پیٹ کے شر سے۔

لقمان حکیم کی پہلی نصیحت

کہا جاتا ہے کہ لقمان حکیم ایک حبشی غلام تھے ان سے جو سب سے پہلی حکمت ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ ان کے آقا نے انہیں کہا کہ اے غلام "ہمارے لئے یہ بکری ذبح کروا اور اس میں سے پاکیزہ ترین دو ٹکڑے میرے پاس لاؤ۔ حضرت لقمان بکری ذبح کر کے دل اور زبان اس کے پاس لے آئے۔ مالک نے دوسری مرتبہ پھر کہا کہ یہ بکری ذبح کروا اور بدترین ٹکڑے اس کے لے کر آؤ تو پھر وہ دل اور زبان لے آئے۔ مالک نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ جب یہ دونوں سنورے ہوئے ہوں تو اس سے بڑھ کر جسم میں کوئی ٹکڑا بہترین نہیں اور اگر دونوں بگڑے ہوئے ہوں تو ان سے بڑھ کر کوئی ٹکڑا بدترین نہیں۔

زبان کی لغزش کا انجام

جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا جانے لگا تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیک وسلم! مجھے کوئی وصیت فرمایئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی طرف اشارہ کیا یعنی اے معاذ زبان کی حفاظت تیرے لئے ضروری ہے۔ حضرت معاذ بن جبل نے گویا اس بات کو ہلکا جانا اور عرض کی اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی نصیحت کیجیے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے۔ لوگ اپنی زبانوں کی پشیمانی کی وجہ سے جہنم میں اوندھے منہ گرائے جائیں گے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی گفتگو زیادہ ہو اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ جس کے پاس مال کی بہتات ہو اس کے گناہ بھی زیادہ ہوتے ہیں اور جو بداخلاق ہو وہ عذاب بھی لے گا۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کسی آدمی کو تیر مارنا میرے نزدیک

زبان کے تیر مارنے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ زبان کا تیر خطا نہیں ہوتا جبکہ دوسرا تیر خطا ہو جاتا ہے۔

اعضاء کی زبان سے اپیل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انسان صبح اٹھتا ہے تو سارے اعضاء زبان سے یہ سوال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے زبان ہم تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کہ تو ثابت قدم رہنا اگر تو ثابت قدم رہی تو ہم بھی ثابت قدم رہیں گے اور اگر تو لغزش کھا گئی تو ہم بھی لغزش کھا جائیں گے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا وعظ

ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبے کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ لوگو جو مجھے جانتا ہے تو وہ تو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا ہے وہ جان لے کہ میں جندم بن جنادہ غفاری ''ابوذر غفاری'' ہوں۔ آؤ لوگو مہربان، خیر خواہ بھلائی کی طرف آؤ۔ لوگ ان کے ارد گرد جمع ہوئے آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے لوگو''تم میں سے جو شخص دنیا میں سفر کرنا چاہے وہ ادراہ کے بغیر سفر نہیں کرسکتا تو آخرت کا سفر بغیر ادراہ کے کیسے کرسکو گے؟ لوگوں نے عرض کی اے ابوذر سفر آخرت کے لئے ہمارا کیا زادراہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں قبر کی وحشت کے تحفظ کے لئے زادراہ ہے۔ شدید گرمی میں روزہ میدان حشر کے لئے زادراہ ہے اور مسکینوں پہ صدقہ اور خیرات کرنا مشکل و تنگی کے عذاب سے نجات دیتا ہے، حج دوسرے بڑے بڑے امور کے لئے زادراہ ہے لوگو تم دنیا کو دو بڑی مجلسوں میں تقسیم کرلو۔ ایک مجلس طلب معاش کے لئے اور دوسری طلب آخرت کی ہو اس کے علاوہ تیسری کسی مجلس کا نقصان ہی نقصان ہے فائدہ کوئی نہیں ہے اور گفتگو کو بھی دو حصوں میں بانٹ لو۔ ایک کلمہ تمہارے دنیوی امور میں نفع مند ہو اور باقی تمہاری آخرت کے متعلق فائدہ مند ہو۔ اس کے علاوہ کسی تیسری کلام کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ نقصان ہی نقصان ہے۔

اپنے رزق کو بھی دو حصوں میں بانٹ لو۔ ایک حصہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو اور

ایک حصہ اپنی آخرت کے لئے خرچ کرو۔ اور اس کے علاوہ تیسرے حصے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہے۔

پھر فرمانے لگے کہ صد حیف اس دن کے غم نے مجھے ہلکان کر دیا ہے جسے میں پا نہیں سکتا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمانے لگے۔ میری امیدیں میری موت سے بڑی ہیں اور میں اپنے عملوں سے بیگانہ ہوا بیٹھا ہوں۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو نہ کیا کرو ورنہ تمہارے دل پتھروں کی طرح سخت ہو جائیں گے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لیکن تمہیں علم نہیں۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب تو اپنے دل میں شدت، اپنے بدن میں سستی اور اپنے رزق میں حرمان نصیبی دیکھے تو سمجھ لینا کہ تو نے کوئی فضول گفتگو کی ہے۔

باب ۲۵

حرص اور لمبی امیدیں

حضرت ابودرداء فرماتے ہیں تعجب ہے کہ میں تمہارے علماء کرام کو دنیا سے رخت سفر باندھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور تم میں سے جاہل لوگ ان سے علم نہیں سیکھتے۔ علماء کے دنیا سے کوچ کر جانے کے ساتھ ان سے علم اٹھائے جانے سے پہلے پہلے علم سیکھ لو۔ اور مجھے کیا ہوا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس چیز پہ بڑے حریص ہو کہ جس چیز کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے اور جو ذمہ داری تمہیں سونپی گئی ہے اسے تم ضائع کر رہے ہو۔ گھوڑوں کے علاج والے ماہر کی طرح میں تمہارے برے لوگوں کو جانتا ہوں اور تم میں سے وہ بدترین لوگ ہیں جو زکوٰۃ ٹیکس سمجھ کر دیتے ہیں، نمازوں کو تاخیر سے ادا کرتے ہیں، قرآن پاک کو منہ موڑے بدد لی سے سنتے ہیں اور آزاد لوگوں کو بھی آزاد نہیں کرتے۔

حرص کی اقسام

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرص کی دو قسمیں ہیں

۱۔ حرص مذموم ۲۔ حرص غیر مذموم

ان کو ترک کرنا ہی افضل ہے۔

حرص مذموم

جہاں تک حرص مذموم کا تعلق ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حرص جو احکام الٰہی کی ادائیگی سے مشغول رکھے۔ یا فخر کرنے اور مال کی بہتات کی حرص میں مال و دولت کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹنا۔

حرص غیر مذموم

جہاں تک حرص غیر مذموم کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ حرص ہے کہ جو احکام الٰہی کی ادائیگی میں رخنہ نہ ڈالے۔ اور نہ ہی فخر کرنے کے لئے مال کو جمع کرنے کا ارادہ کرے کیونکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس مال و دولت کی بہتات تھی حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں منع بھی نہیں فرمایا اور بیان یہ کیا جاتا ہے کہ اسے ترک کرنا ہی بہتر ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں حرص مذموم کو ہی بیان کیا ہے جب کہ وہ احکام الٰہی کی بجا آوری کو ضائع کرے۔ اسی لئے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے رزق کے معاملے میں حرص کرتے ہو جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے تم اس رزق کی طلب میں تو بڑے حریص ہو لیکن جو تمہارے ذمے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری، اسے تم ضائع کر رہے ہو۔

اور آزاد لوگوں کو آزاد نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم آزاد لوگوں سے اس طرح کام لینے میں حرص رکھتے ہو جس طرح غلاموں سے کام لیتے ہو۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی اشک باری

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا حضور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رزق کی فراوانی اور مال فراواں عطا فرمایا ہے۔ اگر آپ عمدہ کھانا تناول فرمائیں اور عمدہ لباس پہنیں تو کیا حرج ہے؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اپنی ذات کا معاملہ تیرے فیصلے پر چھوڑتا ہوں۔ پھر امیر المومنین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ فرمانے لگے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسی زندگی پسند فرمائی حالانکہ خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات تھیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا تذکرہ ہوا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میرے دو دوست میرے پیش رو کے نقش قدم پر چلنے کا ایک راستہ ہے (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اگر میں ان کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پہ چلوں گا تو مجھے اور راستے پہ چلایا جائے گا۔ قسم بخدا میں تو دنیا میں ان کی سی مشقت بھری زندگی

گزارتے ہوئے دنیا کا سفر طے کروں گا تاکہ ان کے ساتھ ہی سفر آخرت میں نرم وآسان زندگی پاسکوں۔

سونے کی وادی کی تمنا

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تو اکثر کیا فرماتے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ کو اپنے قدمین شریفین سے نوازتے تو میں نے اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''اگر کسی انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی تمنا کرتا ہے انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال اس لئے دیا ہے کہ اس سے نماز کے ارکان صحیح صحیح ادا کیے جا سکیں اور زکوٰۃ دی جا سکے۔''

حرص اور لمبی امیدیں کبھی بوڑھی نہیں ہوتیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی مقام ہے کہ دو چیزوں کے سوا انسان کی ہر چیز یں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور وہ دو چیزیں حرص اور لمبی امیدیں ہیں۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مجھے تمہارے بارے میں دو چیزوں کا خوف ہے۔

۱-لمبی امیدیں ۲-خواہشات کی پیروی

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ لمبی امیدیں آخرت سے فراموشی کا سبب بنتی ہیں اور خواہشات کی پیروی حق سے روک دیتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تین قسم کے آدمیوں کیلئے تین قسم کا ضامن ہوں۔ دنیا پہ اوندھے منہ گرنے والے، دنیا کی حرص رکھنے والے اور اس کے ساتھ بخل اور کنجوسی کرنے والے کیلئے ایسے فقر کی نشاندہی کرتا ہوں جس کے بعد غنا نہیں ہے، ایسی مصروفیت کہ جس سے فراغت نہیں ہے اور ایسا غم کہ جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اہل حمص کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ لوگو کیا تمہیں شرم

نہیں آتی کہ تم ایسی عمارتیں تعمیر کرتے ہو جس میں تم نے رہنا نہیں، اور امیدیں کے وہ پل باندھتے ہو جنہیں تم عبور نہ کر پاؤ گے اور وہ مال تم جمع کر رہے ہو جس کو کھانا تمہیں نصیب نہ ہو گا کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے بھی مضبوط عمارتیں تعمیر کی تھیں، بے شمار مال جمع کیا اور طویل امیدوں کے جال میں پھنسے لیکن قبریں ان کا مسکن بن گئیں، امیدیں دھوکا ثابت ہوئیں اور مال کساد بازاری کا شکار ہو گیا۔

پیوند لگی قمیص

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ اپنے رفیق خاص سے ملنا چاہتے ہوں تو پیوند لگی قمیص زیب تن کر لو اپنے جوتوں کو سی لو، اپنی امیدوں کا دائرہ مختصر کر لو اور بھوک رکھ کر کھانا تناول فرماؤ۔

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایسی قمیص زیب تن کیے ہوئے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا کہ جس کو بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ بازار میں تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان دھلا ہوا موٹا کپڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین "کاش آپ نے عمدہ کپڑا پہنا ہوتا"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لباس دل میں عاجزی پیدا کرتا ہے، نیک لوگوں کے طور طریقے سے مشابہت رکھتا ہے اور مومن کی بہترین علامت یہ ہے کہ وہ اس کی اتباع کرے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھوڑوں کے علاج کرنے والے ماہر کی طرح لوگوں کو جانتا ہوں۔ ان میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کر رکھا ہے اور بدتر لوگ وہ ہیں جو ضرورت سے زیادہ دنیا کے حصول میں سرگرداں ہیں۔

گناہوں کی مائیں

کسی دانا کا قول ہے کہ تین چیزیں گناہوں کی ماں ہیں۔

۱۔حسد ۲۔حرص ۳۔تکبر

تکبر

حسد کی بنیاد ابلیس سے ہوئی جس نے تکبر کرتے ہوئے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ملعون ٹھہرا۔

حرص

اس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی کہ جب انہیں کہا گیا کہ اس شجر ممنوعہ کے سوا جنت کی ہر نعمت تمہارے لئے مباح ہے۔ حرص نے انہیں شجر ممنوعہ کے کھانے پر برانگیختہ کیا جس کے نتیجے میں آپ علیہ السلام کی جنت سے زمین پر تشریف آوری ہوگئی۔

حسد

اس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل سے ہوئی۔ حسد ہی کی بنا پر اس نے اپنے بھائی ہابیل کو مارا۔ وہ کافر ہو گیا اور جہنم اس کے لئے ہمیشہ کا ٹھکانہ بن گئی۔

حضرت ابوالبشر علیہ السلام کی وصیت

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو پانچ چیزوں کی وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری وفات کے بعد اپنے بیٹوں کو بھی اس کی وصیت کر دینا۔ ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد سے یہ کہہ دینا

۱- دنیا پر مطمئن نہ ہونا کیونکہ میں ہمیشہ رہنے والی جنت پر مطمئن ہو گیا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہ ہوا بلکہ مجھے جنت سے آنے کا حکم ہو گیا۔

۲- اپنی عورتوں کی خواہشتوں پر عمل نہ کرنا کیونکہ میں نے اپنی بیوی کی خواہش کو مانتے ہوئے ممنوعہ شجر کا پھل کھایا تو مجھے ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔

۳- ہر کام شروع کرتے وقت اس کے انجام پر غور و فکر کر لینا اگر میں بھی اپنے معاملہ کے انجام پر غور کر لیتا تو مجھے اس مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑتا جس سے میں دوچار ہوا۔

۴- جب کسی کام بارے دل مضطرب و متزلزل ہو تو اسے کرنے سے اجتناب برتنا کیونکہ جب میں نے شجر ممنوعہ سے کھانا چاہا تو میرا دل مضطرب تھا لیکن میں نے پھل کھا لیا

نتیجتاً مجھے شرمساری کرنا پڑی۔

۵- اپنے ہر کام میں مشورہ کرلیا کرنا اگر میں بھی ملائکہ سے مشورہ کرلیتا تو ممنوعہ پھل کھانے اور بعد میں آنیوالی پریشانی سے دوچار نہ ہوتا۔

چار ہزار حدیثوں کا نچوڑ

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار حدیثوں میں سے چار سو، چار سو احادیث میں سے چالیس اور چالیس احادیث میں سے چار کا انتخاب کیا جن کا خلاصہ یہ ہے۔

۱- کسی عورت سے دل نہ لگانا کیونکہ وہ آج تیری ہے کل کسی اور کی اگر تو نے اس کے ساتھ کوئی عہد و پیمان کرتے ہوئے اس کی بات مان لی تو وہ تجھے جہنم تک پہنچادے گی۔

۲- مال و دولت کے ساتھ بھی دل نہ لگاؤ کیونکہ مال بھی آج تیرا ہے کل کسی اور کا، وہ چیز جو دوسرے کے لئے ہے اس کی خاطر خود کو ہلکان نہ کر کیونکہ تیرا مال' فائدے اور اٹھائیں گے اور مشقتیں تجھے جھیلنا پڑیں گی۔ جب مال و دولت سے دل لگائے گا تو یہ تجھے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی سے روک دے گا اور تیرے اندر محتاجی کا خوف پیدا کردے گا اور تو شیطان کی پیروی کرنے لگے گا۔

۳- جو چیز تیرے دل میں وسوسہ و اضطراب پیدا کرے اس سے کنارہ کش ہوجا کیونکہ مومن کا دل ایک گواہ کی طرح ہے جو مشتبہ چیز کے وقت مضطرب ہوجاتا ہے، حرام سے بھاگتا اور حلال سے راحت حاصل کرتا ہے۔

۴- کسی کام کو اس وقت تک بجانہ لاؤ جب تک اس کی قبولیت کا فیصلہ نہ ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اجنبی شخص یا راہ چلتے مسافر کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مرا ہوا شمار کرو

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم صبح کرو تو شام کا تذکرہ نہ کرو، شام کرو تو خود سے صبح کی باتیں نہ کرو، مرنے سے پہلے زندگی اور بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت جانو، تمہیں کیا معلوم کہ کل تمہیں کس نام سے پکارا جائے۔

چار عزتیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی امیدوں کے دائرہ کو مختصر کر لے اللہ تعالیٰ اسے چار قسم کی عزتوں سے سرفراز فرما دیتا ہے

۱- امیدوں کا دائرہ مختصر کرنے والے کو اپنی عبادت پر استقامت وتقویت عطا فرما دیتا ہے کیونکہ بندے کو جب یقین ہو جاتا ہے کہ فرشتہ اجل اپنے پر پھیلائے قریب کھڑا ہے تو وہ ایسی باتوں کا اہتمام نہیں کرتا جن سے ناپسندیدہ امور کا سامنا کرنا پڑے بلکہ عبادت الٰہیہ میں منہمک ہو جاتا ہے اور کثرت سے عمل کرتا ہے۔

۲- ایسے بندوں کے غم بہت کم ہو جاتے ہیں کیونکہ جب پتہ ہے کہ موت قریب ہے تو پھر ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور کا اہتمام نہیں بلکہ راہ آخرت کے سفر کو آسان کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۳- ایسا بندہ تھوڑی چیز پر ہی قناعت کر لیتا ہے کیونکہ جب موت کے سائے منڈلاتے ہوئے قریب ہی نظر آ رہے ہوتے ہیں تو پھر کثرت کی طلب نہیں بلکہ فکر آخرت کا غم ستائے رکھتا ہے۔

۴- امیدوں کا دائرہ مختصر کرنے والے شخص کا دل منور و روشن ہو جاتا ہے۔

روشن دل کے لئے چار چیزیں

کہا جاتا ہے کہ دل روشن چار چیزوں سے ہوتا ہے۔

۱- بھوکا پیٹ ۲- نیک دوست ۳- گزشتہ گناہوں کو یاد رکھنا

۴- مختصر امیدیں

طویل امیدوں کی سزا

اگر کسی کی امیدوں کا دائرہ کار وسیع وعریض ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو چار قسم کے عذاب میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

۱- عبادت میں سستی ۲- دنیوی فکروں کی بھرمار ۳- مال جمع کرنے کی حرص

۴-قساوت قلبی (دل کا سخت ہونا)

قساوت قلبی کا سبب

دل کی سختی کا سبب چار چیزیں ہیں

۱-بھرا ہوا پیٹ　　۲-نکمے اور برے دوست

۳-گزشتہ گناہوں کی فراموشی　　۴-طویل امیدیں

ہر صاحب ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ طویل اور لمبی امیدوں سے چھٹکارا حاصل کئے رکھے کیونکہ کسی کو یہ علم نہیں کہ کس سانس میں موت واقع ہوگی، اور کس وقت قدم ڈگمگا جائیں گے اور موت کی وادی میں جا گریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط (لقمان:۳۴)

اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین پر مرے گا

بعض مفسرین عظام کے نزدیک ارض سے مراد قدم ہے۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (الزمر:۳۰)

بے شک آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (الاعراف:۳۴)

سو جب آجائے ان کا مقررہ وقت تو وہ نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں ایک لحہ اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

مومن کے لئے چھ چیزیں

اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ موت کو ہمہ وقت یاد رکھے، کثرت سے اس کا تذکرہ کرتا رہے کیونکہ کوئی مومن بھی چھ چیزوں سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

(۱) علم کہ جو امور آخرت پر اس کی راہنمائی کرے۔

(۲) رفیق خاص جو اطاعت الٰہی پر اس کی معاونت کرے اور گناہوں سے باز رکھنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔

(۳) دشمن کی پہچان اور اس سے احتیاط

(۴) شب و روز کے بدلنے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے عبرت

(۵) مخلوق خدا سے انصاف تا کہ قیامت کے روز کوئی دشمن نہ ہو

(۶) موت کی آغوش میں جانے سے پہلے پہلے موت کی تیاری تا کہ میدان حشر میں رسوائی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے حیا کیا ہے؟

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ محبوب خالق کائنات سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو؟ سب نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جی ہاں اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پہ قربان کر دے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی امیدوں کو مختصر کرلو اور جس طرح اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق ہے اس طرح حیا کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم اللہ تعالیٰ سے حیا تو کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حیا سے مراد وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے سے مراد یہ ہے کہ قبر اور اس کی سختیوں کو یاد کرو، پیٹ اور اس میں جو کچھ ہے اس کی حفاظت کرو، سر اور دماغ میں خیالات و تفکرات کی فکر کرو، جو آخرت کی عزت کا خواہاں ہو وہ دنیاوی زینتوں کو ترک کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے کما حقہ جو حیا کرتا ہے وہ مبارکباد کا مستحق ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے حضرت حمید طویل رضی اللہ عنہ عجلی سے روایت کرتے ہیں کہ شاہ انس و جان، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۔ (التکاثر ۱،۲)

غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔

پھر فرمانے لگے کہ ابن آدم کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال کیا ہے تیرا مال یہی نا کہ جو کھا لیا وہ فنا ہو گیا، جو پہن لیا وہ بوسیدہ ہو گیا، جو صدقہ و خیرات کر دیا وہ باقی رہا۔

تورات کے پانچ جملے

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں پانچ لاجواب جملے درج ہیں۔

۱-قناعت میں استغنا ہے ۲-تنہائی میں سلامتی ہے

۳-شہوات ترک کردینے میں آزادی ہے ۴-رغبت چھوڑ دینے میں محبت ہے

۵-طویل دنوں میں نفع اور چھوٹے دنوں میں صبر ہے

مالداروں کی مجلس سے بچو

حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو میرے ساتھ ملنا چاہتی ہے تو تیرے لئے دنیا سے اتنا ہی کافی ہے جتنا کہ ایک سوار کے لئے زادراہ، مالداروں کی مجلس سے بچو اس وقت تک کپڑے کو بوسیدہ نہ جانو جب تک اس پر پیوند نہ لگ جائیں۔

مروی ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَارْزُقْنِیْ الْعَفَافَ وَالْکَفَافَ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَاکْثِرْ مَالَہٗ وَلَدَہٗ۔

جو مجھ سے محبت کرے اسے پاکدامن اور لوگوں سے مستغنی کرنے والی روزی عطا فرما اور جو مجھ سے بغض رکھے اسے مال و اولاد کی کثرت عطا فرما۔

رنج والم کا سبب

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں رغبت رنج والم میں اضافہ کرتی ہے اور بے رغبتی جسم و جان اور روح و قلب کو تسکین فراہم کرتی ہے مجھے تم پر فقر کا خوف نہیں ہے خوف ہے تو مالداری کا کہ تمہارے لئے دنیا پہلے لوگوں کی طرح اپنا دسترخوان بچھا دے گی اور تم ان لوگوں کی طرح اس میں رغبت رکھو گے وہ تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کردے گی جس طرح پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اس امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح زہد (دنیا سے بے رغبتی) اور یقین کے ساتھ تھی اور اس امت کے آخری لوگوں کی ہلاکت بخل اور امیدوں پر ہوگی۔

باب ۲۶

فضائل فقرأ

مالدار فقیروں جیسے کہاں؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فقراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا نمائندہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا اس نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی خدمت جلیلہ میں فقرا صحابہ کا قاصد حاضر ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوش آمدید کہا اور دریافت فرمایا کہ تو کس لئے ان کے پاس سے آیا ہے جو محبوبان کبریا ہیں وہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فقراء یہ کہتے ہیں کہ غنی تو سب نیکیاں سمیٹ گئے۔ وہ فریضہ حج ادا کرتے ہیں جب کہ ہم میں استطاعت نہیں ہے، وہ صدقہ وخیرات کرتے ہیں جب کہ ہم میں خیرات کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ بیمار ہو جائیں تو زائد مال صدقہ کے ذریعے آگے بھیج کر ذخیرہ آخرت بنالیتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے قاصد فقراء میری طرف سے فقراء کو یہ پیغام پہنچادو کہ تم میں سے جو صبر وقناعت اختیار کرے گا تو اس کے لئے تین ایسی خصوصیات ہیں جس سے امیروں کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔

پہلی خصوصیت

جنت میں سرخ یاقوت سے جڑا ایسا محل ہوگا جسے اہل جنت یوں دیکھیں گے جیسے اہل دنیا آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں اس محل میں نبی فقیر، شہید فقیر اور مومن فقیر ہی داخل ہو سکے گا۔

دوسری خصوصیت

فقراء اغنیا سے روز قیامت کے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے جبکہ اس کی مقدار پانچ سو برس ہوگی جتنا عرصہ فقراء جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تمام انبیائے کرام کے چالیس سال بعد جنت میں تشریف لے جائیں گے اور آخر میں ان کی تشریف آوری ان کی بادشاہی کی وجہ سے ہوگی۔

تیسری خصوصیت

فقیر جب خلوص نیت سے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واللّٰہُ اَکْبَر پڑھتا ہے تو فقیر کو یہ خصوصیت عطا کی جاتی ہے کہ امیر آدمی اگر یہ کلمات پڑھے اور ساتھ دس ہزار درہم بھی خرچ کر ڈالے تب بھی اجر و ثواب میں فقیر کے مقام کو نہیں پا سکتا، اسی طرح دیگر اعمال کا معاملہ ہے فقراء کے نمائندے نے واپس جا کر جب یہ اطلاع دی تو سب پکار اٹھے الٰہ العالمین ہم تیری تقسیم پہ راضی ہیں۔ مولا ہم تیری عطاؤں پر راضی ہیں۔

سات چیزوں کی وصیت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کی تاکید فرمائی نہ تو میں نے کبھی انہیں نظر انداز کیا ہے اور نہ ہی کروں گا وہ سات چیزیں درج ذیل ہیں

۱- مسکینوں سے محبت اور ان سے قربت
۲- مالی اعتبار سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو دیکھو نہ کہ بڑوں کو
۳- صلہ رحمی اپناؤں گو کہ مجھے قطع تعلقی میں جھونک دیا جائے
۴- کثرت سے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھوں کیونکہ یہی نیکیوں کا خزانہ ہے
۵- لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہ کروں
۶- اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کروں
۷- سچ بات کہہ دوں اگرچہ سننے والے کو کڑوی ہی لگے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کوڑا بھی گر جاتا تو کسی اور کو اٹھانے کی زحمت دینا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔

کافر اور مومن کی ''دنیا'' میں فرق

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے کہتے ہیں

یا الہ العالمین! تیرے کافر بندے کہ جن کے لئے تو نے دنیا کا دسترخوان بچھا رکھا ہے اور مصیبتوں کا بستر گول کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ عذاب جہنم کے فرشتوں سے کہتا ہے کہ کافروں کے انجام کا پردہ اٹھا دو جب فرشتے عذاب کو دیکھتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں کہ دنیا کی کمائی اسے کوئی فائدہ نہ دے گی۔

پھر کہتے اے مولا کریم تو نے اپنے مومن بندہ کے لئے مصائب و آلام کو پھیلا رکھا ہے اور دنیا کو سمیٹ رکھا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ذرا اس کے اجر و جزا سے پردہ تو اٹھاؤ فرشتے جب مومن کے اجر کو دیکھتے ہیں تو بارگاہ الٰہ میں عرض کرتے ہیں اے مولا! اسے دنیا سے جو بھی پہنچا وہ اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔

مالداروں کا درجہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المکثرون هم الاقلون الّا من قال بالمال هکذا اربع مرات و قلیل ماهم ۔

مالدار نچلے درجہ میں ہوں گے مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنا مال صدقہ و خیرات کیا ہوگا۔ چار مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔

فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''المکثرون هم الاقلون'' سے مراد یہ ہے کہ غنی اگر جنت میں ہوا تب بھی فقیر کی بہ نسبت نچلے درجہ میں ہوگا اور اگر جہنمی ہوا تو پھر جہنم کے

سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔ "اِلَّا مَنْ قَالَ بالمالِ ھکذا ھکذا" مگر وہ غنی جس نے دائیں بائیں اوپر نیچے ہر طرح سے مال صدقہ کیا ہوا ہو "وَ قَلِیْلٌ مَّاھُمْ" لیکن اغنیاء میں اس قسم کے لوگ بہت کم ہیں کیونکہ شیطان دنیا میں ان کے لئے مال و دولت کو مزین و آراستہ کر دیتا ہے۔

مالداروں پر شیطان کا وار

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ شیطان کا دعویٰ ہے کہ غنی آدمی تین چیزوں میں سے ایک میں ضرور گرفتار ہو جاتا ہے یا تو میں اس کے لئے مال کو اپنا مزین کر دیتا ہوں کہ مال کی تزئین و آرائش اسے قبول حق سے روک دیتی ہے یا پھر اس کے لئے ایسی راہیں کشادہ کر دیتا ہوں کہ وہ ان جائز راہوں میں مال اڑاتا ہے یا پھر اس کے دل میں مال کی ایسی محبت ڈال دیتا ہوں کہ وہ اسے سمیٹنے کیلئے ناجائز ذرائع سے کماتا ہے۔

تجارت و عبادت کا اجتماع محال

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا میں اس وقت تاجر تھا میں نے کوشش کی کہ تجارت کے ساتھ ساتھ عبادت کا فریضہ بھی سرانجام دیتا رہوں لیکن یہ دونوں جمع نہ ہو سکیں میں نے تجارت کو خیر باد کہہ کر عبادت سے دل لگالیا، اور قسم ہے مجھے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں مجھ خادم رسول کی جان ہے میں بالکل اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مسجد کے دروازے پہ میری دکان ہو، میری کوئی نماز بھی قضا نہ ہو پائے اور مجھے روزانہ چالیس درہم منافع ہو اور میں اسے صدقہ و خیرات کر دوں، پوچھا گیا ابودرداء تم کیوں ایسی چیز کو پسند نہیں کرتے فرمانے لگے حساب و کتاب کے خوف سے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ الٰہ العالمین! جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے عفت و پاکدامنی اور بقدر کفایت روزی عطا فرما اور جو مجھ سے بغض رکھے اسے مال و اولاد کے جنجال میں ڈال دے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے "فقر دنیا میں مشقت اور آخرت میں مسرت ہے جبکہ مالداری دنیا میں مسرت اور آخرت میں مشقت ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ

ہر شخص کا کوئی ایک پیشہ ہوتا ہے میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد جس نے ان دونوں پیشوں سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے نفرت کی تو گویا اس نے مجھ سے نفرت کی۔

فقراء سے محبت

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لئے مناسب وضروری ہے کہ وہ فقر اور فقیروں سے محبت کرے اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو کیونکہ فقیروں کی محبت میں ہی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پوشیدہ اور مضمر ہے۔ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فقراء سے محبت اور ان سے قربت کا حکم ارشاد فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الکھف: ۲۸)

اور روکے رکھئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے ربّ کو صبح اور شام طلب گار ہیں اس کی رضا کے

یعنی اپنے آپ کو ان فقراء کے ساتھ روکے رکھو جنہوں نے خود کو عبادت کے لئے روک رکھا ہے۔ آیت مذکورہ کا شان نزول یہ ہے کہ عینیہ بن حصن فضاری اپنی قوم کا سردار بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے وقت میں حاضر ہوا کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت سلمان فارسی، حضرت سہیل بن سنان رومی، حضرت بلال بن حمامہ حبشی اور دیگر غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت تھے۔ وہ پسینے سے شرابور پھٹے پرانے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ عینیہ کہنے لگا کہ جب ہم آپ کے پاس آئیں تو انہیں مجلس سے اٹھادیا کریں کیونکہ ان کے پسینے کی بو سے ہمارا دم گھٹتا اور ہمیں اذیت ہوتی ہے اور ہمارے لئے علیحدہ نشست کا اہتمام کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان فقیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بارگاہِ نبوی سے دور کرنے سے بایں الفاظ منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الکهف :۲۸) —

یعنی پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی اور طلب رضائے الٰہی میں کوشاں رہتے ہیں

وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکهف :۲۸)

اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے کیا آپ چاہتے ہیں دنیاوی زندگی کی زینت

یعنی نہ تو آپ ان سے صرف نظر فرمائیں اور نہ ہی دنیوی زندگی کی زینت کی طلب کے لئے انہیں حقیر جانیں

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ (الکهف :۲۸)

اور نہ پیروی کیجئے اس (بدنصیب) کی غافل کر دیا ہے ہم نے جس کو اپنی یاد سے اور وہ اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کی۔

یعنی ان کی بات نہ مانیں جن کے دل کو ہم نے اپنے ذکر یعنی قرآن پاک سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ فقراء سے بغض کرنے میں اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے۔

''وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا'' (الکهف ۲۸)

اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے

یعنی اس کا معاملہ ضائع اور باطل ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو فقراء کی ہم نشینی اور قربت کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور یہ حکم روز قیامت تک کے لئے تمام مسلمان فقراء کے لئے ہے۔

میدان حشر میں فقراء کا اعزاز

ہر مسلمان کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ فقراء سے محبت کرے، ان سے صلہ رحمی کرے اور ان کے ساتھ احسانات کرے کیونکہ یہی فقراء روز قیامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت رسول خدا ﷺ کے قائد ہوں گے اور امید کی جاتی ہے کہ انہیں بھی امت رسول خدا ﷺ کی شفاعت کا اذن ہوگا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت اللعالمین ﷺ کا ارشاد

گرامی ہے "روزِ حشر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندے کو پیش کیا جائے گا۔ خود خالق کائنات اس بندے سے اس طرح عذر کے ساتھ گفتگو کرے گا جس طرح کوئی آدمی دوسرے آدمی سے دنیا میں معذرت خواہانہ انداز میں گفتگو کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ وعم نوالہ فرمائے گا کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم کہ میں نے دنیوی زینتوں کا دسترخوان تجھے ذلیل کرنے کے لئے تجھ سے نہیں سمیٹا تھا بلکہ میں نے تو اس عزت وفضیلت کے لئے تجھے دنیوی نعمتوں سے محروم رکھا جن تیار شدہ نعمتوں کو تم آج دیکھ رہے ہو۔ اے میرے بندے میدان حشر میں کھڑی صفوں کی طرف نکل جاؤ اور ڈھونڈو کہ جس نے تمہیں میری رضا کی خاطر کھانا دیا تھا یا تجھے تن ڈھانپنے کو کپڑا پہنایا تھا اس کا ہاتھ پکڑ لو اور اس کا معاملہ آج تیرے ہاتھ میں ہے۔ لوگوں کو اس دن پسینے کی لگام دی گئی ہوگی (یعنی خود ان کا پسینہ ان کے مونہوں کو پہنچا ہوگا) وہ اللہ کا فقیر صفوں میں گھس کر لوگوں کو ڈھونڈے گا جنہوں نے دنیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کی ہو گی اور پھر اسے ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فقراء کی بہت زیادہ پہچان پیدا کرو اور ان سے حسن سلوک کرو کیونکہ ان کی باری بھی مقرر ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان کی باری کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ روز قیامت فقراء سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو ڈھونڈو جنہوں نے تمہیں روٹی کا ٹکڑا کھلایا تھا یا پانی کا گھونٹ پلایا تھا یا تمہیں تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا پہنایا تھا ان کا ہاتھ پکڑ لو اور جنت میں لے جاؤ۔

فقیر کے لئے پانچ عزتیں

حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لو فقیر کے لئے پانچ اعزازات ہیں

۱- نماز، صدقات وخیرات وغیرہ کے معاملہ میں فقیر کے عمل کا ثواب غنی کے عمل کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے۔

۲- فقیر آدمی جب کسی چیز کی خواہش کرتا ہے لیکن مالی عسرت کی بنا پر وہ چیز حاصل نہیں کر سکتا تو اس کے لئے اس کے نامہ اعمال میں اس چیز کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

۳۔ فقراء کو جنت میں پہلے داخل ہونے کا اعزاز حاصل ہوگا۔

۴۔ آخرت میں ان کا حساب و کتاب بہت کم ہوگا۔

۵۔ فقراء کو روزِ قیامت بہت کم شرمساری کا منہ دیکھنا پڑے گا کیونکہ اغنیاء قیامت والے دن تمنا کریں گے کہ کاش وہ فقیر ہوتے جبکہ فقیر بالکل تمنا نہیں کریں گے کہ کاش وہ غنی ہوتے۔

بے قیامت درہم

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درہم صدقہ کرنا ایک لاکھ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ کیسے؟ تو آقائے نامدار سیّد الابرار ﷺ ارشاد فرمانے لگے کہ ایک آدمی اپنے مال کثیر سے ایک لاکھ درہم صدقہ و خیرات کرتا ہے جب کہ ایک دوسرا آدمی کہ جس کے پاس جمع پونجی صرف دو درہم ہے اور وہ خوش دلی سے اس میں سے صرف ایک درہم صدقہ کر دے تو یہ ایک درہم والا ایک لاکھ درہم خرچ کرنے والے سے افضل ہے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کوئی سائل بارگاہ محبوب خلاق کائنات ﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم کچھ چیزوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں بمطابق ضرورت انہیں خریدنے کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہماری مالی حالت ہمیں اس چیز کی اجازت نہیں دیتی۔ تو کیا اس میں بھی ہمارے لئے کوئی اجر ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں بالکل تمہیں اجر دیا جائے گا۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بازار میں جائے کسی چیز کو دیکھے تو اسے پا لینے کی خواہش بھی رکھتا ہو لیکن طلب ثواب کی خاطر صبر کرے تو اس کا یہ عمل راہ خدا میں ایک لاکھ دینار خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

فضائل فقر

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ط

(النور:۵۶)

اور صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور اطاعت کرو رسول (پاک ﷺ)

کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ فقراء کی فضیلت کی دلیل بیان کر رہی ہے یعنی ارشاد باری تعالیٰ سے اشارہ ہے کہ شکران نعمت کے لئے میرے حضور سجدہ ریز ہو جاؤ۔ صحیح صحیح طریقے سے نماز ادا کرو اور تنگ دست فقراء کو زکوۃ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فقراء کے حق کو اپنے حق کے ساتھ ملایا ہے۔

مالداروں کے طبیب

کہا جاتا ہے کہ فقراء مالداروں کے طبیب، ان کے دھوبی، ان کے قاصد، ان کے محافظ اور ان کی شفاعت کرنے والے ہیں۔

طبیب اس طرح کہ جب کوئی مالدار بیمار ہوتا ہے تو وہ فقیروں پہ صدقہ کرتا ہے بنابریں ان کا مرض ٹل جاتا ہے لہٰذا فقیر مالداروں کے طبیب ہوئے۔

دھوبی اس طرح کہ جب مالدار فقیر پہ صدقہ وخیرات کرتا ہے تو فقیر آدمی اس کے لئے بارگاہ ربّ العزت میں دعا مانگتا ہے۔ فقراء کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ مالدار کو اس کے گناہوں سے اور خود اس کے مال کو بھی پاک فرما دیتا ہے۔

قاصد اس طرح کہ غنی آدمی جب اپنے والدین یا کسی عزیز کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ وخیرات کرے تو وہ فقیر کے ذریعے اس آدمی تک پہنچ جاتا ہے لہٰذا فقیر اس مالدار کا قاصد بھی ہوا۔

فقیر مالدار کا محافظ بھی ہے۔ مالدار آدمی جب صدقہ وخیرات کرتا ہے تو فقیر اس کے مال میں برکت اور حفاظت کی دعا مانگتا ہے تو فقیر کی دعا کی برکت سے مالدار کا مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

جنت کے بادشاہ

محبوب خدا ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ جنت کے بادشاہ کون ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ خوش

نصیب کون ہیں۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ضعیف، بیکس اور مظلوم لوگ ہیں جو ناز و نعمت میں پلی مستورات سے شادیاں نہیں رچا سکتے جن کے لئے بند دروازے کشادہ نہیں ہوتے۔ ان میں سے کوئی ایسی حالت میں مرے کہ اس کی حاجت اس کے سینے میں انگڑائیاں لے رہی ہو۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر اللہ کی بارگاہ میں کسی چیز کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی بات کو پورا کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ربّ کی رحمت سے دور ہے وہ شخص جو مالداروں کی عزت کرے اور فقیروں کی اہانت کرے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مالدار بھائی ہمارے برابر نہیں ہیں حالانکہ وہ بھی کھاتے ہیں ہم بھی کھاتے ہیں۔ وہ بھی پیتے ہیں ہم بھی پیتے ہیں۔ وہ بھی لباس زیب تن کرتے ہیں ہم بھی لباس زیب تن کرتے ہیں۔ ان کے پاس ضرورت سے زیادہ مال و دولت ہے وہ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور ہم بھی اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے مال کے حساب و کتاب کے لحاظ سے پابند ہیں جب کہ ہم مال کے حساب و کتاب سے بری ہیں۔

تین چیزیں۔ اپنی اپنی پسند

حضرت شقیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیروں نے بھی تین چیزوں کو پسند کیا اور مالداروں نے بھی تین ہی چیزوں کو پسند کیا۔ فقیروں نے راحت نفس، سکون قلب اور مختصر حساب کو پسند کیا جبکہ مالداروں نے نفس کے ہلکان ہونے، مشغولیت قلب اور سخت ترین حساب کو پسند کیا۔

جھوٹا شخص

حضرت حاتم زاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چار کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

(۱) جو شخص حرام سے بچے بغیر اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے وہ شخص جھوٹا ہے۔

(۲) اطاعت الٰہی میں مال خرچ کئے بغیر جنت کی چاہت کا دعویٰ کرے ایسا شخص بھی جھوٹا ہے۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہوئے بغیر حبِ رسول ﷺ کا دعویٰ کرے ایسا شخص بھی جھوٹا ہے۔

(۴) فقراء اور مساکین کی صحبت اختیار کئے بغیر بلندئ درجات کی چاہت رکھے ایسا شخص بھی جھوٹا ہے۔

بھلائی سے محروم

کسی دانا کا قول ہے کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ ہر بھلائی سے محروم ہوتا ہے

۱- ماتحتوں پہ ظلم روا رکھنے والا ۲- والدین کا نافرمان

۳- غریبوں کو حقیر جاننے والا ۴- مسکینوں کو ان کی محتاجی پہ عار دلانے والا

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی نہیں کی کہ میں تجارت کروں اور مال جمع کروں بلکہ یہ وحی کی ہے کہ

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر: ۹۸، ۹۹)

سو آپ پاکی بیان کیجئے اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ اور ہو جایئے سجدہ کرنے والوں سے اور عبادت کیجئے اپنے ربّ کی یہاں تک کہ آ جائے آپ کے پاس یقین (موت)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ

اے لوگو! تنگدستی اور فاقہ تمہیں رزق حرام طلب کرنے پر آمادہ نہ کرے کیونکہ میں نے رسول خیر الانام ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ تو مجھے فقر کی حالت میں ہی اپنے پاس بلانا مالداری کی حالت میں مجھے اپنے پاس نہ بلانا اور روز قیامت مسکینوں کے گروہ میں مجھے اٹھانا کیونکہ سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جس پہ دنیا کا فقر اور آخرت کا عذاب جمع ہو جائے۔

امیر المومنین کی گریہ زاری

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں جنگ قادسیہ کا مالِ غنیمت پیش کیا

گیا۔ آپ اسے الٹ پلٹ بھی کر رہے تھے اور گریہ زاری بھی کر رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ امیر المومنین یہ تو خوشی اور مسرت کا دن ہے آپ کا یہ رونا کیسا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہاں آپ سچ کہتے ہیں لیکن یہ مال جس قوم میں بھی گیا ہے اس کے درمیان اس مال نے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے میری امت کے لئے فتنہ مال ہے۔

فقراء اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فقراء اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کو ہی فقر کی آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ فلاں آبادی میں ایک بندہ آغوشِ موت میں جا چکا ہے۔ وہ میرا بھی محبوب ہے اور آبادی والوں کا بھی۔ جاؤ اس کی تجہیز و تکفین کرو اور اپنے دست نبوت سے اس کی تدفین کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مذکورہ آبادی میں اس بندے کی تلاش میں نکل پڑے۔ تلاش بسیار کے باوجود اسے نہ پا سکے۔ پھر ویرانوں میں اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے لیکن وہاں بھی اس تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گارا مٹی کا کام کرنے والے مزدوروں کے گروہ کو دیکھا تو ان سے دریافت فرمایا کہ لوگو کیا تم نے کل یہیں کہیں کوئی مریض یا آج کسی کو مرا ہوا تو نہیں دیکھا؟ ایک مزدور نے کہا کہ میں نے ویران جگہ میں ایک بیمار آدمی دیکھا ہے شاید آپ اسی کی تلاش میں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں۔ آپ اس طرف چل پڑے دیکھا کہ اینٹ کا سرہانہ بنائے ایک بیمار پڑا تھا جس کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا علاج کرنا چاہا تو اس کا سر اینٹ سے لڑھک گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ یا اللہ العالمین تو تو فرماتا تھا کہ یہ

تیرا محبوب بندہ ہے لیکن مجھے تو اس کے پاس کوئی تیمارداری کرنے والا نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ! جب میں اپنے بندے سے پیار کرتا ہوں تو اس سے دنیوی نعمتوں کو سمیٹ لیتا ہوں۔

پہلا دینار اور شیطان کی چال

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جو دینار بنایا گیا شیطان نے اس کو اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھا اور کہنے لگا جو تجھ سے پیار کرے گا وہی میرا بندہ ہوگا۔

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابلیس ملعون ایک بزرگ کی شکل میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا ابلیس تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ اس نے کہا کہ میں انہیں دعوت دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دو اور معبود بنالیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ امت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اس نے کہا کہ میں انہیں درہم و دینار کی طرف بلاؤں گا اور یہ درہم و دینار ان کے نزدیک لا الہ الا اللہ کہنے سے بھی زیادہ مرغوب ہوں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں پھر دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔

ضروری تنبیہ

حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کے لئے لازم وضروری ہے کہ وہ احسانات خداوندی کی پہچان پیدا کرے اور یقین کر لے کہ اسے اعزازت دینے کے لئے دنیا کو اس سے دور رکھا ہے اور اسے ان عزتوں سے بہرہ ور کرنا چاہتا ہے جن سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰت اور اولیاء عظام کو بہرہ ور فرمایا ہے اور اس نعمت فقر پہ حمد الٰہی بجالائے۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے تنگی رزق کے حوالے سے جس آزمائش میں مبتلا ہوا اس پر صبر کرے اور جان لے کہ دار آخرت میں جن نعمتوں کا اس سے وعدہ کر رکھا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہیں جو دنیا کی نعمتیں اس سے روک رکھی ہیں کیا فقیر کے لئے یہ فضیلت کم ہے کہ اسے وہ پیشہ نصیب ہوا جو انبیائے کرام کا ہے اور ان کی اقتداء ہی نعمت عظمیٰ ہے۔

ذخیرہ آخرت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین رضی اللہ عنہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت جلیلہ میں حاضر تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ فرشتہ پہلی مرتبہ زمین پہ نازل ہوا ہے اور آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف باریابی کا خواہاں ہے، کچھ ہی وقت گزرا ہوگا کہ فرشتے نے حاضرِ خدمت ہوکر سلام عرض کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "وعلیک السلام" کے مقدس کلمات سے جواب مرحمت فرمایا بعد از تسلیمات فرشتے نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ جل شانہ نے سارے خزانے اور ان کی چابیاں آپ کو عطا فرمانے کا فیصلہ فرمالیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی اختیار دیا ہے کہ آپ ان عطاؤں کو قبول فرمالیں جو نہ آپ سے پہلے اس قدر کسی پر ہوئیں اور نہ بعد میں یا پھر روز قیامت کے لئے انہیں آپ کے لئے جمع کر لوں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے میرے لئے قیامت کے دن کے لئے جمع کر لو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ مجھ پر سونے اور چاندی سے بھری ہوئی بطحاء مکہ کی وادی پیش کی گئی میں نے عرض کی یا الٰہ العالمین! میں ایک دن سیر ہوتا ہوں، ایک دن خالی شکم جس دن سیر ہوتا ہوں تیری حمد وثناء کرتا ہوں اور جس دن خالی شکم ہوتا ہوں تواضع اور عاجزی کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

باب ۲۷

ترکِ دنیا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص آخرت کی نیت کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھلائیاں جمع فرما لیتا ہے اس کے دل کو استغناء کے خزانوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ دنیا اس کے پاس آتی ہے مگر ایسی حالت میں کہ اسے ناپسندیدہ جانا جاتا ہے اور جو شخص دنیا سمیٹنے کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملے کو متفرق کر دیتا ہے، فقر کا خوف ہر وقت اس کے سامنے رقص کناں رہتا ہے اسے دنیا سے اتنا حصہ ہی نصیب ہوتا ہے جتنا کہ اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

چٹائی کے نشان

حضرت اسود بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمر! تجھے کس چیز نے آبدیدہ کر دیا؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے قیصر و کسریٰ یاد آ گئے کہ وہ تو دنیا میں ٹاٹھ باٹھ سے شاہانہ زندگی بسر کریں اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت کہ چٹائی کے نشان آپ کی کمر پر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے دنیاوی زندگی میں لذتیں اٹھانے میں جلدی کی جبکہ ہمارے لئے اللہ جل شانہ نے اخروی نعمتوں کا ذخیرہ جمع

فرما رکھا ہے۔

حضرت مولا علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو میں تمہارے متعلق دو چیزوں سے خوف زدہ ہوں۔

(۱) ناختم ہونیوالی امیدیں (۲) خواہشات کی پیروی

ناختم ہونیوالی امیدیں آخرت کو فراموش کر دیتی ہیں جب کہ خواہشات کی پیروی راہ حق سے روک دیتی ہے دنیا دم دبا کے بھاگنے والی اور آخرت آنیوالی ہے۔ دنیا و آخرت میں سے ہر ایک کے لئے اس کے طالب و فرزند ہیں تم آخرت کے طالب و فرزند بنو دنیا کے نہ بنو، آج اعمال کا موقع ہے حساب و کتاب کا نہیں کل حساب و کتاب ہوگا اعمال کا موقع نہ ملے گا یعنی آج خوب اعمال صالحہ بجالاؤ کل میدان قیامت میں عمل کرنے کی طاقت و قدرت نہ ہوگی۔

چار سال تک تلاش

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے چار سال تک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ مبارک کو تلاش کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعۃ المبارک کو ارشاد فرماتے رہے لیکن میں تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ ایک انصاری صحابی کے پاس وہ خطبہ موجود ہے میں ان کے پاس پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں میں نے عرض کی حضرت آپ نے وہ خطبہ سنا ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو ارشاد فرمایا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے

اے لوگو! تمہارے لئے علمی مجلسیں مقرر ہیں ان علمی مجلسوں میں شریک ہوا کرو، تمہارے لئے حدود مقرر ہیں ان حدود سے تجاوز نہ کرو، بندہ مومن دو قسم کے خوف اور اندیشوں کے درمیان ہے۔ ایک تو وہ لکھی ہوئی تقدیر جو گزر چکی نہ جانے اللہ تعالیٰ اس کے بارے کیا کرنے والا ہے دوسری وہ جو ابھی باقی ہے نہ جانے اللہ تعالیٰ اس میں کیا فیصلہ فرمانے والا ہے، لہٰذا بندہ مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس سے اپنے لئے، اپنی

زندگی سے موت کے لئے، جوانی سے بڑھاپے کے لئے اور دنیا سے آخرت کے لئے زادراہ جمع کرلے کیونکہ دنیا تمہارے لئے اور تمہیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے موت کے بعد طلب رضامندی کا موقع نہیں دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد ایک ہی ٹھکانہ ہوگا جنت یا دوزخ، میں تمہیں اپنی بات بتاتا ہوں کہ میں تمہارے لئے اور اپنے لئے بارگاہ الٰہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔

حضرت سھل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ کے بارے کہا جاتا ہے کہ وہ راہ خدا میں اپنا مال بڑی وسعت ظرفی سے خرچ کیا کرتے تھے ان کی والدہ اور ہمشیرہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں کہنے لگیں کہ تستری اتنا کثیر مال خرچ کرتا ہے ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ اوروں کا دست نگر نہ بن جائے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ والدہ اور ہمشیرہ کی بات کی ہی تائید کی جائے لیکن حضرت سھل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اے ابو عبدالرحمٰن! مجھے یہ بتاؤ کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص اگر مضافات کی دیہی آبادی میں جا کر کوئی رہائشی قطعہ اراضی خریدے اور پھر مستقل طور پر اس کا ارادہ ہو کہ وہ وہیں منتقل ہو جائے تو کیا وہ وہاں رہنے کے مستقل ارادہ کے ساتھ مدینہ میں باقی کچھ چھوڑ جائے گا۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرمانے لگے جب اس کا دیہات میں جانے کا ارادہ ہو تو پھر لامحالہ وہ وہاں کچھ نہ چھوڑے گا جہاں اس نے رہنا نہیں۔ حضرت سھل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جب دنیا چھوڑ کر مستقل طور پر آخرت کی طرف کوچ کر جانا ہے تو پھر کیسے کوئی شخص دنیا میں کچھ چھوڑ کر جا سکتا ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی تو قوت لایموت پہ ہی راضی ہو جاتا ہے وہ دنیا کا مال سمیٹنے میں کوشاں نہیں رہتا بلکہ اعمال آخرت میں مشغول رہتا ہے کیونکہ آخرت دارالقرار اور نعمتوں کا گھر ہے جبکہ دنیا تو دار فنا اور دھوکہ وغرور کا گھر ہے۔

دنیا کی ہوا

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو دنیا میں بھیجا تو ان دونوں ہستیوں نے دنیا کی ہوا پائی اس ہوا کی وجہ سے ان پہ

چالیس دن تک مدہوشی چھائی رہی۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تعجب ہے ایسے شخص پر جو دائمی گھر (دار آخرت) کی تصدیق بھی کرتا ہے اور کام دھوکے والے گھر کے کرتا ہے۔

زہد کی تعلیم

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم رسالتمآب ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں ایک مرتبہ کسی مجلس میں حاضر تھا کہ اسی دوران اسی مجلس میں ایک سرخ وسفید رنگ والا، خوبصورت بالوں والا سفید چادر اوڑھے شخص حاضر ہوا آتے ہی اس نے عرض کی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

پھر اس نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں استفسار کیا کہ دنیا کیا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا محض خواب کا نام ہے اور دنیا والے جزا وسزا کے حقدار ہیں

پھر اس نے پوچھا: آخرت کیا ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخرت ایک دائمی گھر ہے، اہل دنیا کا ایک گروہ جنتی اور دوسرا جہنمی ہوگا

اس نے عرض کی: جنت کیا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تارک دنیا کے لئے دنیا کے متبادل دائمی نعمتوں کا گھر

پوچھا: جہنم کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: کہ طالب دنیا کے لئے دنیا کا متبادل ایسا ٹھکانہ جس سے کبھی جدائی نہ ہو گی

پھر اس نے سوال کیا اس امت کے بہترین لوگ کون سے ہیں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی بجا آوری کے لئے عمل کرتے ہیں

اس نے مزید پوچھا کوئی شخص اس دنیا میں کیسے رہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا قافلے کی تلاش میں جلدی کرنے والے شخص کی طرح

پوچھا دنیا میں کتنا عرصہ قیام ہے؟

ارشاد فرمایا قافلے سے پیچھے رہ جانے والے شخص جتنا

اس نے پھر عرض کی دنیا و آخرت کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا پلک جھپکنے جتنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس قدر سوالات کرنے کے بعد وہ شخص چل دیا لیکن چلتا کسی کو دکھائی نہ دیا حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبرائیل امین علیہ السلام تھے تمہیں آخرت کی رغبت دلانے اور دنیا سے بے رغبتی سکھانے آئے تھے۔

مقام خلت کا سبب

مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز کی بدولت مقام خلت سے نوازا؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام خلت عطا فرمایا۔

۱۔ دو معاملات میرے سامنے آئے تو میں نے اسی معاملہ کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ کی رضا کی خاطر تھا۔

۲۔ جب میرے رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے میری کفالت کی ذمہ داری لے لی ہے تو پھر میں اس کے لئے کبھی غمگین نہیں ہوا۔

۳۔ صبح و شام میں سے کوئی کھانا کبھی میں نے مہمان کے بغیر نہیں کھایا۔

قلبی زندگی

کسی دانا کا قول ہے کہ قلبی زندگی درج ذیل چار چیزوں میں ہے

۱۔علم ۲۔رضا ۳۔قناعت ۴۔زہد

علم رضا تک، رضا قناعت تک، قناعت زہد تک پہنچا دیتی ہے اور قناعت ہی دنیاداری کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔

زہد کیا ہے؟

زہد تین چیزوں کا نام ہے

۱-دنیا کی معرفت اور پھر اس سے کنارہ کشی

۲-حق بندگی اور ادب کا لحاظ

۳-اشتیاق آخرت اور اس کی طلب

دانائی کا مقام

حضرت یحیٰی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حکمت و دانائی آسمانی وسعتوں سے اترتی اور قلبی میدانوں میں ڈیرے جماتی ہے ایسے دل میں ہرگز حکمت بسیرا نہیں کر پاتی جس میں چار خصلتیں ہوں۔

دنیا کی طرف میلان و رغبت، کل کی فکر، بھائیوں سے حسد، جاہ و مرتبے کی خواہش

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مذکور ہے کہ کامل عقلمند وہ ہے جو تین امور کو اپنا لے

۱- دنیا سے کنارہ کش ہو جائے اس سے پہلے کہ دنیا ہی اس سے منہ موڑ لے۔

۲- سامان قبر تیار کر لے اس سے پہلے کہ قبر میں خاک نشین ہونے کا وقت آجائے۔

۳- اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے۔

طلب جنت کا نسخہ

حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چھ خوبیاں جمع ہو گئیں تو گویا اس نے نہ تو طلب جنت میں کوشاں ہونے میں کوتاہی کی اور نہ ہی جہنم سے بھاگنے میں کمی چھوڑی۔

۱- معرفت الٰہی اور پھر اطاعت الٰہی

۲- شیطان کی پہچان اور اس کی نافرمانی

۳- معرفت حق اور اس کی اتباع

۴- پہچان باطل اور اس سے پرہیز

۵- دنیا کی پہچان اور اس سے کنارہ کشی

۶- آخرت کی پہچان اور اس کی طلب میں کوشاں

بدبختی کی علامات

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ محبوب خالق دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔

اے علی! چار خصلتیں بدبختی کی علامات ہیں

۱- آنکھوں سے آنسوؤں کا خشک ہونا ۲- سنگدل ہونا

۳- دنیا کی ہوس و محبت ۴- لمبی امیدیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا مچھر کے پر کے برابر ہوتی تب بھی کافر اس سے پانی کے گھونٹ کے برابر بھی سیراب نہ ہوتا۔

نگاہ الوہیت میں دنیا کی حقیقت

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شب کی تاریکی میں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر ایک قبیلے کے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ کے قریب ادا فرمائی وہیں حضور اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کا بچہ دیکھا جس کے جسم میں کیڑے دوڑ رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی اپنی ناقہ روک لی یہاں تک کہ لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے لوگو! تمہاری کیا رائے ہے اس بارے کہ اس کوڑا کرکٹ والے لوگ اس بکری کے بچے سے بے پرواہ ہیں؟ اور ان کی نگاہوں میں بکری کا بچہ ذلیل و حقیر ہے؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم بالکل ایسا ہی لگتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمد مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کی جان ہے دنیا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس سے بھی زیادہ بے وقعت اور حقیر ہے جتنا یہ بکری کا بچہ ان لوگوں کی نگاہ میں۔

مومن کے لئے دنیا اور کافر کے لئے دنیا اور

رحمت دوعالم، فخرانس وجان ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَالْقَبْرُ حِصْنُہٗ وَالْجَنَّۃُ مَاْوَاہٗ

دنیا مومن کے لئے قید، قبر قلعہ اور جنت اس کی منزل وٹھکانہ ہے جب کہ دنیا کافر کے لئے جنت قبر قید اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان مبارک "اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ" (کہ دنیا مومن کے لئے قید ہے) سے مراد یہ ہے کہ مومن اگرچہ دنیا میں نعمتوں اور کشادگیوں میں ہو لیکن جو نعمتیں اللہ جل شانہ نے اس کے لئے جنت میں تیار کر رکھی ہیں ان نعمت ہائے کثیرہ کے مقابلہ میں دنیا کی نعمتوں کو دیکھ کر وہ یوں ہی سمجھے گا کہ دنیا تو اس کے لئے قید ہے کیونکہ جب کسی مومن کا وقت وصال قریب آتا ہے اور وہ موت کے پل کو عبور کر کے آخرت کی طرف محو سفر ہوتا ہے تو جنت اس کے سامنے کر دی جاتی ہے جب وہ جنت میں اپنے لئے تیار کوثر و سلسبیل، تسنیم وزنجبیل اور طرح طرح کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ تو قید خانہ میں رہا اسی طرح جب کسی کافر کو شکنجہ موت میں کسا جاتا ہے تو جہنم اس کے سامنے کی جاتی ہے وہ جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے جہنمی عقوبت وسزا دیکھتا ہے تو دنیا اسے جنت محسوس ہوتی ہے۔

ایک صاحب عقل کے لئے کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ وہ قید خانہ میں خوشیاں منائے نہ تو عقلمند قید خانہ میں خوش ہوتا ہے اور نہ ہی راحت طلب کرتا ہے لہٰذا ایک عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں غور وفکر کرے اور دنیا کے لئے جو مثالیں بیان کی گئی ہیں ان پر تدبر کرے اللہ جل شانہٗ اس کے حبیب مکرم ﷺ اور صاحبان دانش وحکمت نے دنیا کی بے ثباتی کی بے شمار مثالیں بیان کی ہیں اور چیزیں مثالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہیں۔

قرآن کریم کی زبان میں دنیا کی مثال

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰی اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ

زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا اَتٰهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (یونس:۲۴)

پس حیات دنیوی (کے عروج وزوال) کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے سوگھنی ہوکر اگی پانی کے باعث سرسبزی زمین کی جس سے انسان بھی کھاتے ہیں اور حیوان بھی۔ یہاں تک کہ جب لے لیا زمین نے اپنا سنگھار اور خوب آراستہ ہوگئی اور یقین کرلیا اس کے مالکوں نے کہ (اب) انہوں نے قابو پالیا ہے اس پر (تو اچانک) آپڑا اس پر ہمارا حکم (عذاب) رات یا دن کے وقت پس ہم نے کاٹ کر رکھ دیا اسے' گویا کل وہ یہاں تھی ہی نہیں یونہی ہم وضاحت سے بیان کرتے ہیں (اپنی قدرت کی) نشانیوں کو اس قوم کے لئے جو غور وفکر کرتی ہے۔

حدیث طیب کی روشنی میں دنیا کی مثال

سرکارِ دوعالم، رحمت عالمیاں ﷺ کی خدمت جلیلہ میں شام کی سرزمین سے ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے ان کی زمینوں کی بابت دریافت فرمایا تو اس شخص نے سرزمین شام کی کشادگی اور اس کی قسم ہا قسم کی پیداوار کا تذکرہ کیا حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ ہم مختلف قسم کے اناج کاشت کرتے ہیں اور پھر رنگارنگ کی ڈشیں تیار کرکے انہیں کھاتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ پھر کیا ہوتا ہے؟ اس نے عرض یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ بخوبی جانتے ہیں کہ رفع حاجت اور کیا......؟ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہی مثال دنیا کی ہے۔

اہل دانش کے نزدیک دنیا کی مثال

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا ربّ کائنات کی کھیتی ہے۔ لوگ اس میں کاشت کاری کرتے ہیں، موت اس کی درانتی، ملک الموت اسے کاٹنے والا، قبر غلہ گاہنے کی جگہ، قیامت اس کا کھلیان اور جنت، دوزخ اس کی خواہشوں کے گھر ہیں۔

فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ۔

حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا اے میرے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے اس میں بے شمار لوگ غرق ہو گئے اس سمندر میں تیرنے کے لئے خشیت الٰہیہ کو اپنی کشتی بنا لے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

انَّ اللّٰهَ عبادًا فطناً　　طَلَّقوْا الدنيا و خَافُوْا الفتنا

بے شک اللہ تعالیٰ کی سمجھدار بندوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور فتنوں سے ڈر گئے

نظرُوْا فِيهَا فلمَّا عَلِمُوْا　　انَّهَا ليست لحيّ وَطنَا

انہوں نے دنیا میں غور و فکر کیا تب انہیں علم ہوا کہ یہ زندہ دلوں کا وطن نہیں ہے

جَعلُوْهَا لجة واتَّخذُوْا　　صَالِحَ الْاعمالِ فيهَا سفنَا

انہوں نے اسے پانی کا بڑا حصہ جانا اور اس میں اعمال صالحہ کی کشتیاں چلائیں

انہی اعمال صالحہ میں تیرا وہ سامان زیست ہے جو تو ان کشتیوں میں اٹھائے ہوئے ہے حرص اس میں تیرا نفع' زمانہ اس کی موجیں، توکل سایۂ کتاب اللہ دلیل، خواہشات سے نفس کو روک لینا اس کی رسیاں، موت ساحل، قیامت میدان اجرا اور اللہ جل شانہ اس کا مالک ہے۔

روز قیامت دنیا کا انداز

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ہم تک یہ روایت پہنچی کہ روز قیامت دنیا اس انداز میں لائی جائے گی کہ وہ اپنی زینت کے ساتھ خوش رفتاری سے چل رہی ہو گی بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی اے میرے مولا! مجھے اپنے بہترین بندوں کا ٹھکانہ بنا دے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میں اپنے پسندیدہ بندوں کے لئے تجھے ٹھکانہ بنانے پر راضی نہیں ہوں کیونکہ میری نگاہ میں تیری کوئی وقعت وحیثیت نہیں ہے تو مٹی کے ذرے بن کر بکھر جا پھر وہ دنیا روز قیامت مٹی کے ذرے بن کر بکھر جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ روز قیامت دنیا کو انتہائی بدشکل، باہر کو نکلے ہوئے دانت، نیلگوں اور سفید بالوں والی بوڑھی عورت کی شکل میں لایا جائے گا وہ ایسی

کریہہ المنظر ہوگی کہ اس جیسی بدصورت بڑھیا پہلے نہ دیکھی گئی ہوگی اسے لوگوں کے سامنے کر کے پوچھا جائے گا لوگو! کیا تم اسے جانتے ہو؟ لوگ کہیں گے ہم اسے جاننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہا جائے گا یہی تو دنیا ہے جس پر تم فخر کرتے اور آپس میں جدال و قتال کیا کرتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ دنیا کو جہنم رسید ہونے کا حکم دیا جائے گا تو وہ پکار کر کہے گی

میرے مولا! کہاں ہیں میری پیروی کرنے والے اور میرے سنگی ساتھی تو پھر دنیاداروں کو بھی اٹھا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کو دوزخ میں ڈالے جانے سے تو عذاب نہ ہوگا کیونکہ دنیا نے تو کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ اسے ڈالے جانے کی وجہ یہ ہوگی تاکہ دنیا دار دنیا کی ذلت کو آنکھوں سے دیکھ لیں جیسا کہ بتوں کو سپرد جہنم کیا جائے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ

(الانبیاء:۹۸)

(اے مشرکو) تم اور جن بتوں کی تم عبادت کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر۔
سب جہنم کا ایندھن ہوں گے تم اس میں داخل ہونے والے ہو

بتوں کو تو کوئی عذاب نہ ہوگا بلکہ صنم پرستوں کے عذاب اور ان کی حسرتوں میں اضافہ کے لئے بتوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا اسی طرح دنیا کو بھی دنیا داروں کی سزا و حسرت میں زیادتی کے لئے جہنم کے سپرد کر دیا جائے گا لہٰذا صاحب ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ آخرت کے لئے اعمال بجالائے دنیا سے دل لگی نہ کرے اور نہ ہی ضرورت سے زائد دنیا کمانے اور سمیٹنے میں مشغول ہو۔

دنیا کی محبت کا نقصان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگو تم پر تعجب ہے نہ تم دنیا کے لئے تنگ و

دو کرتے ہو حالانکہ یہاں تمہیں بغیر عمل کے رزق دیا جاتا ہے اور آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے جہاں تمہیں بغیر عمل کے رزق نہ ملے گا۔

حضرت ابوعبیدہ اسدی رضی اللہ عنہ حضور اکرم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں دنیا کی محبت جاگزین ہو گئی اس کے دل میں تین چیزوں نے اپنا ڈیرہ جمالیا

۱- ایسی مصروفیت جس کی مشقتوں سے کبھی چھٹکارا نہ ہوگا

۲- ایسی طویل امیدیں جن کی انتہا ہی نہ ہوگی

۳- ایسی حرص جس کی مشقت کا ادراک ہی نہ کیا جاسکے

دنیا طالب بھی ہے مطلوب بھی اسی طرح آخرت طالب بھی ہے اور مطلوب بھی، جو شخص آخرت کا طالب ہو دنیا اس کی طالب ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنا حصہ پالیتی ہے اور جو شخص دنیا کا طالب ہو آخرت اس شخص کی طلب میں رہتی ہے یہاں تک کہ موت اچانک اسے اچک لیتی ہے۔

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تو دنیا کو دو چیزوں میں ہی منحصر پایا ایک چیز تو جو میرا مقدر ہے وہ تو مجھے مل کے رہے گی اور دوسری چیز جو میرا مقدر نہیں بلکہ میرے علاوہ کسی اور کے لئے ہے تو اسے میں کبھی حاصل نہیں کرسکتا وہ مجھ پر اسی طرح روک دی گئی ہے جس طرح میرے مقدر میں لکھی ہوئی چیز کسی دوسرے کے لئے روک دی گئی ہے میں ان دونوں چیزوں میں سے کس چیز پر اپنی عمر رائیگاں کروں؟ اور اسی طرح دنیا سے جو مجھے ملا اسے بھی میں نے دو چیزوں میں منحصر پایا ایک تو وہ جو میری موت سے پہلے ختم ہو جائے گی اور دوسری وہ کہ جس سے پہلے میں ہی ختم ہو جاؤں گا اور اسے اوروں کے لئے چھوڑ جاؤں گا لہٰذا ان دونوں میں سے کس چیز کے لئے اپنے خدا کی نافرمانی کروں؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی پریشانی

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو رو دیئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا سلیمان بھائی! روتے کیوں ہو؟ حالانکہ آپ تو وہ جلیل القدر

صحابی ہیں جن سے ہمارے نبی مکرم ﷺ دنیا سے راضی تشریف لے گئے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے سعد! نہ تو میں موت سے جزع فزع کرتا ہوں نہ ہی مجھے دنیا کی طلب وحرص ہے لیکن ہم سے حضور اکرم ﷺ نے عہد لیا تھا کہ تم میں سے ہر شخص اس دنیا سے اپنے گزارہ کے مطابق اتنا ہی لے جتنا کہ ایک مسافر زادراہ لیتا ہے لیکن میرے اردگرد تو کالے سانپ ہیں حالانکہ اس وقت ان کے اردگرد پانی کا ایک ٹب، ایک پیالہ اور طہارت کے لئے ایک لوٹا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ! ہمیں کوئی وصیت کیجئے تاکہ ہم آپ کے بعد اس پر عمل پیرا ہوسکیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سعد! جب تم کوئی پختہ ارادہ کرو، کوئی فیصلہ کرو اور کوئی قسم اٹھاؤ تو اس وقت اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ، رسول کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں ایک مرتبہ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں میں سے سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے آخری آرامگاہ قبر اور اس کی تکلیفوں کو فراموش نہ کیا، دنیا کی ناجائز زیب وزینت کو ترک کردیا، ہمیشہ رہنے والی زندگی کو فنا ہونے والی زندگی پر ترجیح دی اور خود کو ہمیشہ زندہ نہیں بلکہ مرا ہوا شمار کیا۔

چار چیزوں کی تلاش میں غلطی

کسی دانا کا قول ہے کہ چار چیزوں کو ہم نے تلاش کیا لیکن ان کے طریقہ تلاش میں غلطی کی

۱- ہم نے غنا کو مال ودولت میں طلب کیا لیکن وہ قناعت میں تھی

۲- ہم نے سکون وراحت کو کثرت میں طلب کیا لیکن وہ قلت میں تھی

۳- ہم نے عزت ووجاہت کو مخلوق میں تلاش کیا لیکن وہ تقویٰ میں تھی

۴- ہم نے نعمت کو لباس وطعام میں طلب کیا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے گناہوں اور عیوب کی پوشیدگی اور اسلام میں تھی۔

فکر دنیا کا نتیجہ

حضور اکرم، نور مجسم رحمت اللعالمین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس پر سب سے زیادہ فکر دنیا کی چھائی رہی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تین خصلتوں سے معلق کر دیتا ہے

پہلی خصلت

ایسا غم جو کبھی ختم نہ ہونیوالا ہو

دوسری خصلت

ایسی مشغولیت جس سے کبھی فرصت نہ ملے

تیسری خصلت

ایسا فقر جس کی کبھی انتہا نہ ہو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں میں ہر شخص ہر دن ایک مہمان کی طرح ہے اور اس کا مال مانگے ہوئے مال جیسا ہے مہمان کوچ کر جانیوالا اور اس کا مال لوٹایا جانیوالا ہے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ساری کی ساری شر کو ایک گھر میں جمع کر کے اس کی چابی دنیا کی محبت کو بنا دیا گیا ہے اور ساری کی ساری بھلائیاں ایک گھر میں جمع کر کے اس کی چابی زُہد (دنیا سے بے رغبتی) بنا دی گئی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے مومن بندہ کے لئے دنیا میں سے کسی چیز میں وسعت پیدا کرتا ہوں تو وہ خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ چیز مجھ سے دوری پیدا کرتی ہے اور جب مال میں کمی پیدا کرتا ہوں تو غمگین ہو جاتا ہے حالانکہ یہ چیز بندہ مومن کو میرے قریب کرتی ہے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ (المومنون:٥٦'٥٥)

کیا یہ تفرقہ باز خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور اولاد کی کثرت سے تو ہم جلدی کر رہے ہیں انہیں بھلائیاں پہنچانے میں (یوں نہیں)

بلکہ وہ (حقیقت حال سے) بے خبر ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تشریف لائے فرمانے لگے ابوذر! بے شک تیرے سامنے دشوار گزار گھاٹی ہے اسے وہی عبور کرسکتا ہے جس کے پاس ہلکا وزن ہو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ہلکے وزن والا ہوں یا بوجھل؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے پاس کل کے لئے کھانا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی سرکار، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت کیا کیا آئندہ دن کا کھانا ہے عرض کی جی سرکار۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت کیا کہ کیا تیسرے دن کا کھانا ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے پاس تیسرے دن کا کھانا ہوتا تو تو بوجھل وزن والوں میں سے ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب ۲۸

شدائد ومصائب پر صبر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے چھوٹے سے بچے! کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں کہ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھے نفع سے بہرہ مند فرما دے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ضرور سکھایئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لڑکے! تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت کر اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پائے گا، تو خوشحالی اور کشادگی میں اللہ تعالیٰ سے پہچان رکھے گا تو وہ سختی اور تکلیف میں تجھے پہچان لے گا، جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے کر، جب مدد چاہے تو اللہ تعالیٰ سے طلب کر، جو کچھ ہونا تھا اسے احاطہ تحریر میں لا کر قلم خشک ہو گئے، اگر ساری مخلوق بھی مل کر تجھے کچھ نفع دینا چاہے اگر اللہ تعالیٰ نے تیری تقدیر میں وہ نفع نہیں لکھا تو وہ تجھے نفع نہیں دے سکتے اگر چاہیں کہ تجھے کسی چیز سے ضرر پہنچائیں اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں وہ رنج نہیں لکھا تو تجھے ذرہ بھر ضرر نہیں دے سکتے، شکر و یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل بجالا، جان لے کہ ناپسندیدہ امور پر صبر کرنا بہت بڑی بھلائی کا سبب ہے، صبر کے ساتھ نصرت الٰہی، تکلیف و مصیبت کے ساتھ کشادگی اور راحت اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی پانچ باتیں

حضرت مولا علی شیر خدا، مشکل کشا رضی اللہ عنہ سے پچاس کے قریب مشائخ نے روایت کیا

ہے کہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا

اے لوگو! میری پانچ باتوں کو اپنے ذہن کی تختیوں پر نقش کرلو، دو تو اکٹھی ہیں اور ایک علیحدہ سن لو

۱- کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے گناہ کے سوا کسی چیز کا اندیشہ نہ رکھے

۲- اور اپنے اللہ جل شانہ کے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھے

۳- جو نہ جانتا ہو اسے علم حاصل کرنے میں کوئی حیا نہ کرنا چاہیے

۴- اگر کسی سے کوئی شخص سوال کرے اور وہ جواب نہ جانتا ہو اسے لاعلمی کا اظہار کر دینے میں کوئی عار نہ محسوس ہونی چاہیے

۵- جان لو! کہ تمام امور میں صبر کی حیثیت اسی طرح ہے جس طرح سارے جسم میں سر کی اگر سر کٹ جائے تو جسم بے کار اسی طرح اگر امور میں سے صبر نکل جائے تو سارے امور بے کار ہیں

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کامل فقیہ کے بارے تمہیں نہ بتاؤں کہ اس کی پہچان کیا ہے؟

عرض کیا گیا امیر المؤمنین ضرور آگاہ فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور اس کی رحمت سے مایوس نہ کرے، جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ رکھے، جو لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو آراستہ کر کے پیش نہ کرے، جو عارف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کو ہی جنت کا حقدار، اور گنہگاروں کو جہنمی ہی نہ بنائے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے، اس امت کے بھلے لوگ عذاب الٰہی سے بے خوف نہیں ہوتے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف: ۹۹)

پس نہیں بے خوف ہوئے اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے سوائے اس قوم کے جو نقصان اٹھانے والی ہوتی ہے۔

اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:۸۷)

بلاشبہ مایوس نہیں ہوتے رحمت الٰہی سے مگر کافر لوگ

صاحب قبر کے لئے صبر کا جھگڑا

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی اپنی آخری آرامگاہ قبر میں آسودہ خاک ہوتا ہے تو اس کے دائیں طرف نماز اور بائیں طرف زکوٰۃ کھڑی ہو جاتی ہے، صلہ رحمی اس پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، صبر اس صاحب قبر کی طرف سے منکر نکیر سے جھگڑتا ہے اور دوسرے اعمال سے کہتا ہے کہ اپنے ساتھی کو حفاظت میں لے لو اگر تم اس کا دفاع کرو تو ٹھیک ورنہ میں اس کی پشت پر ہوں اور اسے عذاب سے بچانے کی پوری کوشش کروں گا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صبر سب اعمال سے بہترین اور افضل عمل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (الزمر:۱۰)

صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا

بندے کی بھلائی صبر میں ہے

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا مال اجڑ گیا، میرا جسم بیماریوں کی نظر ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسے مالی اور جسمانی آزمائش میں مبتلا نہ کیا جائے اس بندے میں تو بھلائی ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے کسی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے بندہ جب اس آزمائش میں مبتلا ہونے پر صبر کرتا ہے (تو اللہ تعالیٰ اسے بغیر حساب کے اجر عطا فرماتا ہے)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص کو بادشاہ ظلماً قید کر دے اور وہ دوران قید ہی وصال کر جائے تو وہ شہید ہے، اگر وہ قیدی سزا کی تاب نہ لاتے ہوئے وصال کر گیا تب بھی اسے مرتبہ شہادت نصیب ہو جاتا ہے۔

مرتبہ کمال تک رسائی

حضور رسول کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بندے کے لئے مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل کے ذریعے اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا تو اللہ تعالیٰ اسے جسمانی مشقت میں مبتلا فرما دیتا ہے وہ اس اذیت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ صبر کی بدولت اسے مرتبہ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

مروی ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (النساء ۱۲۳)

جو عمل کرے گا برے اسے سزا ملے گی اس کی

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس آیت کے نزول کے بعد خوشیوں کا بستر تو گول ہو گیا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔ کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی؟ کیا تجھے غموں سے پالا نہیں پڑتا؟ یہ ساری آزمائشیں گناہوں کے کفارہ کا باعث بنتی ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم حضور رحمتہ اللعالمین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو میری امت کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (النساء ۱۲۳)

پھر ارشاد فرمایا کہ جب بندہ سے کوئی گناہ صادر ہو جائے پھر دنیا میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ اسے عذاب دینے سے بچا لیتا ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لو! کوئی آدمی بھی شدائد و مصائب پر صبر کئے بغیر اخیار کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو بھی صبر کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف: ۳۵)

پس (اے محبوب) آپ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا

دین کی خاطر شدائد

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک کا سرہانہ بنائے خانہ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے ہم دین اسلام کی خاطر برداشت کی جانیوالی تکلیفوں کی شکایت کی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سے چھٹکارے کی دعا نہ فرمائیں گے؟ کیا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے مدد طلب نہ کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بیٹھ گئے آپ کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا فرمانے لگے تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ان میں سے ایک آدمی کو لایا جاتا زمین میں اس کے لئے گڑھا کھود کر اس میں کھڑا کر کے اس کے سر پر آرا رکھا جاتا چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا لیکن پھر بھی وہ اپنے دین پر کاربند رہتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آقا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا

روز قیامت روئے زمین کے اس شخص کو جہنم میں غوطہ زن کیا جائے گا جسے سب سے زیادہ نعمتوں سے دنیا میں مالا مال کیا گیا ہوگا جہنم میں غوطہ زن ہونے کے بعد کالا سیاہ ہو جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ کیا تجھے دنیا میں کبھی نعمتیں ملی تھیں؟ وہ نعمتوں کو بھول جائے گا اور کہے گا کہ جب سے میں پیدا ہوا ہوں مسلسل انہی مصیبتوں میں ہی رہا ہوں، پھر اہل دنیا میں سے اس شخص کو لا کر جنت میں داخل کیا جائے گا جسے دنیا میں پریشانیوں اور مصیبتوں کا ہی سامنا رہا جنت سے باہر آئے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا اس سے کہا جائے گا کیا تجھے کبھی دنیا میں تکلیف پہنچی تھی وہ کہے گا نہیں میں تو جب سے پیدا ہوا ہوں مسلسل نعمتوں میں ہی رہا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں سب سے پہلے جنت کی طرف ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو کشادگی اور تنگی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے رہے ہوں گے بندے کے لئے لازم ہے کہ وہ مصیبتوں پر صبر کرے اور جان لے کہ جو مصیبت

اس سے دور کردی گئی ہے وہ کہیں زیادہ تھی اس سے جو اسے پہنچی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجالائے اور بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی کائنات ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے دیکھے کہ کس طرح حضور اکرم ﷺ نے مشرکوں کی اذیتوں پر صبر کیا۔

ابو جہل کی کمینگی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسالتمآب ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے۔ ابو جہل اور اس کے ساتھی بھی وہیں بیٹھے تھے قریب ہی گزشتہ کل اونٹ ذبح کئے گئے تھے ملعون ابو جہل اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کون ہے تم میں سے جو اونٹ کی اوجھڑی اٹھا لائے اور محمد (ﷺ) جب سجدے کی حالت میں ہوں تو ان کے کندھوں پر رکھ دے؟ ان میں سے ایک بدبخت اٹھا اور اس نے اوجھڑی اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کے کندھوں پر لا کر رکھ دی اور ہنسنے لگے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور سوچتا تھا کاش مجھ میں ہمت ہو تو حضور ﷺ کے کندھوں سے اوجھڑی اٹھا پھینکوں۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا سر اقدس سجدے میں ہی ڈالے رکھا حتیٰ کہ کسی نے خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جا کر بتایا آپ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت تھوڑی ہی تھی آپ تشریف لائیں اوجھڑی اتاری اور کافروں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جب آپ ﷺ نماز ادا فرما چکے تو آپ ﷺ نے باآواز بلند ان کے لئے بددعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ، اے اللہ قریش کو پکڑ لے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا جب ان ناہنجاروں نے حضور اکرم ﷺ کے یہ کلمات سنے تو دانت نکالتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کی بددعا سے ڈر گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے نام لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہ العالمین! ابو جہل، عتبہ، شیبہ، عقبہ اور ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف (لعنھم اللّٰہ علیھم) کو اپنے شکنجہ عذاب میں کس لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کبریا جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے غزوہ بدر میں ان سب کو اوندھے منہ گرے ہوئے دیکھا جن کا نام لے کر حضور اکرم ﷺ نے بددعا کی تھی۔

مصیبتیں گناہوں کا کفارہ ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک نبی نے بارگاہ الٰہ میں عرض کی یا الٰہ العالمین تیرا مومن بندہ تیری اطاعت وفرمانبرداری بھی کرتا ہے گناہوں سے اور تیری نافرمانیوں سے اپنے دامن کو داغدار ہونے سے بھی بچاتا ہے پھر بھی تو اس سے دنیا سمیٹ کر اسے مصائب وشدائد میں مبتلا کر دیتا ہے اور تیرا کافر بندہ جو نہ تو تیری اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے اور نہ ہی گناہوں سے باز آتا ہے بلکہ بڑی ڈھٹائی سے تیری نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے مصیبتیں اس کے قریب بھی نہیں جاتیں بلکہ دنیا کا دستر خوان بڑی وسعت و کشادگی سے اس کے لئے تو پھیلا دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ بندے بھی میرے ہیں اور مصیبتیں بھی میری طرف سے اور ہر چیز میری ہی تسبیح کے نغمے آلاپ رہی ہے میرے مومن بندے پر گناہ کا کوئی بوجھ ہوتا ہے تو میں اس سے دنیاوی نعمتوں کو سمیٹ کر اسے مصائب کی نذر کر دیتا ہوں وہ مصیبت اس کے لئے اس کے اس گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے یہاں تک کہ بندہ مومن جب مجھ سے ملے گا تو میں اس کی بہترین جزا نیکیوں اور بھلائیوں کی صورت میں دوں گا جب کہ کافر گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوتا ہے اس کے لئے میں رزق فراواں کا دستر خوان وسیع کر دیتا ہوں مصیبتوں کو ہٹا لیتا ہوں حتیٰ کہ جب کافر مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اسے اس کے گناہوں کی شدید سزا دوں گا۔

جانی پہچانی آواز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بھلائی یا محبت کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس پر مصیبتوں کا سلسلہ شروع فرما دیتا ہے اور پانی کے بہنے کی طرح اس پر مصیبتیں آتی ہیں پھر جب بندہ مومن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہیت فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے مولا! یہ تو جانی پہچانی آواز ہے پھر جب بندہ دوبارہ التجا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے مولا! تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے ''لبیك و سعدیك '' میرے بندے جو مجھ سے مانگے گا وہی میں تجھے عطا کروں گا، یا تجھ سے کوئی آفت دور کر دوں گا، یا تیرے لئے ایسا

ذخیرہ جمع کرلوں گا جو تیرے مطلوبہ سوال سے بھی افضل ہوگا، پھر جب روز قیامت بڑے بڑے عملوں والے لائے جائیں گے ان کے اعمال میزان عمل میں ڈال کرانہیں تولا جائے گا تو نماز و روزہ اور حج وصدقات والوں کو پورا پورا اجر عطا کر دیا جائے گا پھر اس شخص کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں مصیبتیں ہی دیکھی ہوں گی اوران پر صبر کیا ہوگا نہ تو میزان عمل میں اس کے اعمال کا وزن ہوگا نہ ہی اس کے نامہ اعمال کو کھولا جائے گا بلکہ اس پر اجر وجزا کی چھما چھم اس طرح بارش برسائی جائے گی جس طرح دنیا میں اس پر مصیبتیں آتی تھیں اس کے اجر وثواب کو دیکھ وہ لوگ جنہیں دنیا میں عافیت ہی ملی رہی وہ تمنا کریں گے کاش ہمارے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا اسی جزا کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت طیبہ میں ہے

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۝ (الزمر: ۱۰)

صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا

مذکور ہے کہ گزشتہ زمانہ میں ایک مومن اور ایک کافر مچھلی کا شکار کرنے کے لئے چلے کافر نے اپنے معبودوں کا نام لے کر جال پھینکا باہر نکالا تو بے شمار مچھلیاں جال میں پھنس چکی تھیں مومن نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے جال دریا میں ڈالا دن ڈھل گیا لیکن ایک مچھلی بھی جال میں نہ پھنسی غروب کے وقت ایک مچھلی جال میں آئی لیکن وہ بھی پھڑکتی ہوئی پانی میں جا گری اب دونوں واپس پلٹے مومن کے جال میں کچھ بھی نہ تھا جبکہ کافر کا جال مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا مومن کے موکل فرشتہ کو بڑا افسوس ہوا جب آسمان کی طرف فرشتہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس میں اسے مومن کا ٹھکانہ دکھا دیا اس نے کہا قسم بخدا! اس ٹھکانہ کے بعد مومن کو جو بھی رنج پہنچے اسے کوئی نقصان نہ ہوگا پھر اسے کافر کا ٹھکانہ دکھایا گیا تو کافر کے ٹھکانے کو دیکھ کر اس نے کہا اللہ کی قسم اس ٹھکانہ پر پہنچ جانے کے بعد دنیا کی کوئی نعمت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

چار قسم کے لوگوں پر حجت

مذکور ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ چار قسم کے لوگوں پر چار شخصیات کو بطور حجت پیش فرمائے گا

۱- مالداروں پر حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو جب ایک غنی عذر پیش کرے گا کہ مال و دولت نے مجھے تیری عبادت سے مشغول رکھا تو اللہ تعالیٰ بطور حجت حضرت سلیمان علیہ السلام کو پیش فرمائے گا اور کہے گا کہ تو سلیمان (علیہ السلام) سے زیادہ تو غنی نہیں تھا۔ اسے تو اس کے غنا نے میری عبادت سے مشغول نہیں رکھا۔

۲- غلاموں پر حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام کہے گا کہ میں غلام تھا۔ غلامی کی ذمہ داری نے مجھے تیری عبادت سے مشغول رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یوسف (علیہ السلام) کو تو اس کی غلامی نے میری عبادت سے نہ روکا۔

فقراء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فقیر کہے گا کہ میری ضروریات نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو زیادہ فقیر تھا یا عیسیٰ (علیہ السلام) عیسیٰ علیہ السلام کو تو اس کے فقر نے میری عبادت سے نہیں روکا۔

بیماروں پر حضرت ایوب علیہ السلام کو مریض کہے گا بیماری نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو زیادہ بیمار رہا یا ایوب (علیہ السلام) حضرت ایوب علیہ السلام کو اس کی بیماری نے میری عبادت سے باز نہیں رکھا۔

لہٰذا روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقر کو پسند نہیں کرتے جب کہ میں اسے محبوب سمجھتا ہوں، لوگ موت کو اچھا نہیں سمجھتے میں اس سے پیار کرتا ہوں، لوگ بخار سے بے زاری کا اظہار کرتے ہیں میں بخار سے محبت کرتا ہوں یہ سب میرے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ میں فقر کو محبوب سمجھتا ہوں یہ میرے اللہ کے لئے عاجزی ہے۔ میں موت سے اس لئے محبت کرتا ہوں تاکہ اپنے ربّ سے ملاقات کا شوق پورا کرسکوں۔

تین بھلی چیزیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جسے تین چیزیں میسر آ گئیں گویا اسے دنیا و آخرت کی بھلائیاں میسر آ گئیں۔

۱- تقدیر پہ رضامندی ۲- مصیبتوں پر صبر ۳- کشادگی میں یاد الٰہی اور دعا

محبت رسول ﷺ میں آزمائش

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر خدمت ہوا اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ چت لیٹے ہوئے ہیں، اس نے حضور اکرم ﷺ سے اس طرح لیٹنے کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بھوک کے سبب سے یہ صورت حال ہے وہ شخص یہ دیکھ کر رو پڑا پھر کوئی مزدوری ڈھونڈنے چل پڑا، کسی شخص کی کھیتی سیراب کرنے کے لئے کنویں سے ڈول نکالنے کی مزدوری ملی اور ہر ڈول کے بدلے کھجوروں کی ایک مقدار، پھر وہ شخص حضور اقدس ﷺ کے پاس کچھ کھجوریں لے کر آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے میرے ساتھ محبت ہونے کی بنا پر ہی یہ سب کچھ کیا ہے اس نے عرض کی جی ہاں قسم بخدا مجھے آپ سے محبت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو سچا ہے تو پھر آزمائشوں کے لئے تیار رہو۔ اللہ کی قسم مجھ سے پیار کرنے والوں کی طرف آزمائشیں اس طرح آتی ہیں جس طرح پہاڑ کی چوٹی سے دامن کوہ کی طرف کوئی چیز لڑھکتی ہوئی آتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ گناہوں پہ ڈٹے رہنے والے شخص کو اس کی محبوب چیزیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے جا رہا ہے تو یقین کرلو کہ یہ اس کی سرکشی کی بنا پر ڈھیل ہے اور وہ دھوکے میں مبتلا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ (الانعام: ۴۴)

پھر جب انہوں نے بھلادیں وہ نصیحتیں جو انہیں کی گئی تھیں کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز کے

یعنی جب انہوں نے امر الٰہی کو پس پشت ڈال دیا تو ہم نے ان پر بھلائی کے دروازے کھول دیئے

حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (الانعام: ۴۴)

یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے اس پر جو انہیں دیا گیا تو ہم نے پکڑلیا

انہیں اچانک اب وہ ناامید ہو کر رہ گئے

یعنی ہر بھلائی سے ناامید و مایوس ہونیوالے ہیں۔

سب سے زیادہ تکلیفیں کن لوگوں کو؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رحمۃ اللعالمین ﷺ میں یہ سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ تکالیف کا سامنا کن لوگوں کو کرنا پڑا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو، پھر صالحین، پھر درجے کے اعتبار سے جوان کے قریب ہیں پھر جوان کے قریب......

نیکیوں کا خزانہ

کہا جاتا ہے کہ تین چیزیں نیکیوں کا خزانہ ہیں

۱-صدقہ کو چھپانا ۲-درد کا اظہار نہ کرنا

۳-مصیبت و تکلیف کو ظاہر نہ ہونے دینا

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حواری کی تحریر دیکھی جس میں مرقوم تھا کہ جب آزمائشیں تیرے ہمرکاب ہو جائیں تو آنکھوں کو ٹھنڈا کر لے کیونکہ تو تو انبیاء و صلحا کے نقش قدم پر چل پڑا ہے اور جب وسعتیں اور کشادگیاں تیرا مقدر بن جائیں تو خود پہ رونا شروع کر دے کیونکہ تیری راہیں انبیاء و صلحاء کی راہوں سے جدا ہو گئی ہیں۔

مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی وحی فرمائی تھی

فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کہا جاتا ہے کہ ان کے اہل خانہ میں بھوک اور محتاجی نے اپنے ڈیرے ڈال لیئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

الٰہ العالمین کاش مجھے علم ہوتا کہ میرے کس عمل کی بنا پر تو نے مجھے افلاس عطا کیا ہے تو میں اس عمل کو اور زیادہ کرتا۔

حضور اکرم شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس مال و دولت کی کمی ہو، اہل خانہ زیادہ ہوں، اچھی طرح نماز بھی ادا کرتا ہو، مسلمانوں کی غیبت بھی نہ کرتا ہو ایسا شخص اسی طرح میرے ساتھ میدان حشر میں ہوگا۔

دودھ بھرا پیالہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس خدائے وحدہ لاشریک کی کہ میں بھوک کی وجہ سے زمین پر اپنے جگر پر بھروسہ کرتا، اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا۔ ایک دن بھوک کی شدت سے نڈھال ہو کر میں اس راستے پر بیٹھ گیا جہاں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گزر ہوتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ وہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک آیت طیبہ کا مفہوم پوچھا میری مراد یہ تھی کہ وہ مفہوم بتاتے وقت میری بھوک کو سمجھ جائیں گے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے جائیں گے لیکن انہوں نے آیت کا مفہوم بتایا اور تشریف لے گئے۔ مجھے جانے کیلئے نہ کہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے آیت کا مفہوم پوچھا اور میری مراد یہی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائیں گے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے مفہوم بتایا اور تشریف لے گئے۔

پھر شافع روز جزا، حامی بے کساں، فخر انس و جان، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی تبسم فرمایا۔ میرے دل کے نہاں خانوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جان گئے۔ ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ، میں نے عرض کی "لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ" یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں حاضر خدمت ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ چلو، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آستانہ سرکار پر حاضر ہو کر میں نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں آستانہ اقدس پر حاضر ہوا دیکھا تو وہاں ایک دودھ کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ فلاں آدمی یا عورت (کسی ایک کا نام لیا) پیش کر کے گئی ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اہل صفہ کو بلا لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری طبیعت پر گراں گزرا کہ ایک پیالہ دودھ کا اور اہل صفہ کیا ہوگا؟ حالانکہ یہ پیالہ مجھے ہی ملا ہوتا اور اس کے ذریعے مجھے کچھ تقویت حاصل ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری تھی۔ میں اہل صفہ کے پاس گیا، ان کو پیغام دیا، وہ

حاضر خدمت ہو گئے، انہیں مجلس خدمت میں حاضری کی اجازت مل گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! پیالہ پکڑو اور اصحاب صفہ کو نوش کراؤ۔ میں نے پیالہ اٹھایا اہل صفہ کو پیش کرتا وہ نوش کرتے اور سیر ہوتے جاتے، یہاں تک کہ سب نوش کر چکے اور سیر ہو چکے تو میں نے حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی خدمت عالیہ میں پیالہ پیش کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیالہ پکڑا اور ارشاد فرمانے لگے: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کی جی حضور! ارشاد فرمایا کہ میں اور تو ہی باقی رہ گئے ہیں، میں نے عرض کی جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، فرمایا ابو ہریرہ، بیٹھو اور پیو۔ میں حکم نبوی کے مطابق بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر حکم فرمایا ابو ہریرہ اور پیو۔ میں نے اور پیا مسلسل حضور ﷺ ارشاد فرماتے رہے، میں نوش کرتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کی اے محبوب خدا! قسم ہے اس ذات کبریا کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا۔ اب تو گنجائش نہیں رہی۔ میں نے پیالہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ شکر الٰہی بجا لائے، اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور بچا ہوا دودھ نوش فرمانے لگے۔

بڑھیا کی خوشی

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کی طرف سے شدید ترین اذیتوں اور بھوک پر صبر کرتے اور اسی صبر کی بدولت اللہ جل شانہ نے ان پر کشادگیاں پیدا کر دیں اور جو شخص بھی صبر کے دامن کو نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ اس کیلئے آسانیاں اور فراخیاں پیدا کرتا ہے کیونکہ صبر کے ساتھ فراخی اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ صلحائے عظام علیہم الرحمۃ تکلیفوں پر خوش ہوتے تھے کیونکہ انہیں تکلیف پر ثواب کی امید واثق ہوتی تھی۔

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بحرین گیا۔ وہاں ایک بڑھیا نے میری مہمان نوازی کی اس بڑھیا کی اولاد، غلام، مال و دولت اور اسے ہر قسم کی خوشحالی تھی۔ لیکن میں دیکھتا کہ وہ غمگین و پریشان ہے۔ جب میں نے اس کے پاس سے کوچ کا ارادہ کیا تو اسے کہا میرے لئے کوئی خدمت وضرورت ہو تو......؟ اس نے کہا ہاں یہی کہ آئندہ اگر کبھی ہمارے شہر آنا ہو تو میرے پاس ہی آ کر ٹھہرنا، میں وہاں سے چلا آیا اور سالہا سال تک

وہاں نہ آیا۔ پھر جب کبھی دوبارہ آنا ہوا تو اس بڑھیا کے مکان پر پہنچا تو وہاں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے اجازت لی گھر میں داخل ہوا۔ دیکھا تو وہ خوش باش اور ہشاش بشاس بیٹھی تھی۔ میں نے پوچھا ماجرا کیا ہے؟

اس بڑھیا نے کہا کہ جب تو چلا گیا تھا تو سمندری راستوں کے ذریعے ہمارا بھیجا جانے والا سامان غرق ہوگیا۔ خشکی کے راستے سے جانے والا سامان تجارت ہلاک ہوگیا، غلام چھوڑ گئے، بیٹے وصال کر گئے۔

مسلم یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، ان دنوں جب تجھ پر ہر چیز کی فراوانی تھی میں تجھے غمگین دیکھتا تھا اور اب مسرور و خوش؟ اس نے کہا ہاں، ایسے ہی ہے۔ فراوانی کے دنوں میں مجھے یہ خدشہ لاحق رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اعمال صالحہ کا بدلہ کہیں جلدی ہی دنیا میں نہ دے دے۔ اب جبکہ میرا مال و دولت، اولاد و غلام سب ختم ہو چکے ہیں اب مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاں میرے لئے ذخیرہ جمع فرمائے گا۔ اسی لئے اب میں خوش ہوں۔

دنیا میں سزا بھلائی کا سبب ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی نے ایک عورت کو دیکھا جنہیں وہ زمانہ جاہلیت سے پہچانتے تھے۔ انہوں نے اس عورت سے گفتگو کی اور پھر آگے چل دیئے۔ پھر وہ صحابی اس طرف متوجہ ہو گئے جبکہ عورت چلے جا رہی تھی۔ اسی دوران صحابی ایک دیوار سے ٹکرائے اور چہرے پر زخم کا نشان پڑ گیا۔ پھر انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر ساری کہانی بیان کی تو حضور اکرم ﷺ نے رشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا میں ہی سزا دینے میں جلدی فرماتا ہے۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو! کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ قرآن پاک میں سب سے زیادہ امید افزا آیت کون سی ہے؟ عرض کیا گیا، جی ضرور آگاہ فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَـا اَصَـابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْر (الشوریٰ:۳۵)	اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچتی ہے اور وہ (کریم) درگزر فرما دیتا ہے (تمہارے) بہت سے کرتوتوں سے

مصائب و آلام کا سبب گناہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی مصیبت میں مبتلا کردے تو پھر اس کے شایان شان نہیں کہ وہ دوبارہ عذاب دے اور جب دنیا میں معافی عطا فرمادے تو پھر روز قیامت عذاب دینا اس کی شان نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی صاحب ایمان کو کوئی مصیبت حتیٰ کہ کانٹا بھی اسے چبھے تو وہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

باب ۲۹

مصیبت پر صبر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کا وصال ہوگیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے درج ذیل مکتوب تحریر فرمایا:

ترجمہ: از طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

السلام علیک اے معاذ: میں اس خدائے عزوجل کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جو وحدہ لاشریک ہے۔ امابعد:- اللہ تعالیٰ تجھے اجر عظیم سے نوازے، تجھے صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے، ہم سب کو شکر کی توفیق نصیب فرمائے، ہم، ہمارا مال و دولت، ہمارے اہل وعیال سب اسی پروردگار عالم کے خوشگوار عطیے اور اس کی امانتیں ہیں جن سے ہم ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھاتے ہیں پھر اس مدت کی تکمیل کے بعد ان امانتوں کو وہ ہم سے واپس لے لیتا ہے۔ جب وہ یہ عطیات عطا فرماتا ہے تو ہم پر شکر فرض ہو جاتا ہے۔ جب واپس لیتا ہے تو صبر، تیرا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ اور امانت تھی۔ اللہ عزوجل نے اس کے ذریعے تجھے انبساط و سرور عطا کیا اور بہت بڑے اجر کے ساتھ تجھ سے واپس اپنے پاس بلا لیا بشرطیکہ ایمان وایقان اور صبر کا دامن چھوٹنے نہ پائے۔

اے معاذ! تیری بے صبری کہیں تیرے اجر کو ضائع نہ کر دے اور پھر تو اس کے کھو جانے پر نادم وشرمسار ہو، (صبر کرنے کی صورت میں) اگر تیری مصیبت پر ملنے والا ثواب تیرے سامنے آجائے تو تجھ پر یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ ثواب کے مقابلے میں تو تیری مصیبت بالکل مختصر سی تھی۔

یاد رکھنا جزع فزع نہ تو مرے ہوؤں کو واپس لے آتی ہے اور نہ ہی غموں کو مٹاتی ہے۔

خود سے اس پریشانی کو دور کر اس لئے کہ یہ وقت تجھ پر بھی آنے والا ہے بلکہ آ ہی چکا ہے۔

والسلام

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خود سے پریشانی کو دور کرنے اور پریشانی کے آجانے کا مطلب یہ ہے کہ موت کے معاملے میں غور وفکر کر جس کی آغوش میں تو جانے والا ہے۔ اپنی موت کی فکر تجھ سے غموں کو لپیٹ دے گی، موت پر غور وفکر کے بعد جب یہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ عنقریب میرا وقت مرگ بھی قریب آچکا ہے تو پھر جزع فزع اور بے صبری نہیں ہوتی۔ جزع فزع مرے ہوئے کو واپس تو نہیں لاتی البتہ مصیبت کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے کیونکہ بے صبری کرنے والا اپنے ربّ کا شکوہ کرتا ہے اور تقدیر الٰہی کو لوٹانے کی کوشش کرتا ہے۔

دو تہائی ثواب ضائع

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالمیان، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص غم دنیا میں مبتلا ہو کر صبح کرتا ہے تو گویا اس نے اپنے ربّ پر ناراضی کی حالت میں صبح کی اور جو کسی نازل ہونے والی مصیبت کا شکوہ کرتے ہوئے صبح کرتا ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکوہ کیا، جو شخص کسی مالدار کے سامنے طلب مال کیلئے جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دو تہائی عمل کو ضائع کر دیتا ہے اور جسے قرآن پاک کی دولت عطا کی گئی پھر بھی وہ جہنم رسید ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسے دور فرما دیا، یعنی اللہ تعالیٰ نے جس کے سینے میں قرآن پاک کی دولت کو محفوظ کیا ہو وہ اس پر عمل نہ کرے بلکہ سستی کا مظاہرہ کرے یہاں تک کہ بد عملی کی بنا پر جہنم میں چلا جائے تو ایسا شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی حرمت سے عدم پہچان کی بنا پر یہ سلوک اس نے خود ہی اپنے ساتھ روا رکھا ہے۔

تورات کی چار سطریں

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے لگاتار

تورات کی چار سطروں کو دیکھا جن میں یہ الفاظ تحریر تھے۔

۱- جس نے کتاب اللہ کی تلاوت کی اور گمان یہ رکھا کہ بخشش نہ ہوگی ایسے شخص نے آیات الٰہی سے مذاق کیا۔

۲- جس نے کسی پیش آمدہ مصیبت پر شکوہ کیا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ کا شکوہ کیا۔

۳- جو کسی چیز کے ضائع ہو جانے پر رنجیدہ خاطر رہا تو اس نے تقدیر الٰہی پر اظہار ناراضی کیا۔

۴- جو کسی مالدار کیلئے عاجز ہوا اور اس کا دو تہائی دین ضائع ہو گیا یعنی اس کا یقین ناقص ہو جاتا ہے

تکلیف پر اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کی اولاد میں سے تین بچے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر صرف درج ذیل آیت کے مطابق کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کا گزر دوزخ پر ہوگا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچی اور اس تکلیف کو عرصہ گزر چکا ہو ایک عرصہ گزر جانے کے بعد اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اسے اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا کہ تازی تکلیف پر صبر کرتے ہوئے ملتا ہے اور اسے اتنا ہی اجر اس وقت عطا کرے گا جتنا اسے اس وقت ملا تھا جب تکلیف پہنچی تھی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب ان کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی تو ساتویں دن آپ رضی اللہ عنہ اسے اٹھاتے۔ اس بارے ان سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کی کچھ محبت میرے دل میں پیدا ہو جائے تا کہ جب اس کا وصال ہو تو محبت پر صبر کرنے پر مجھے زیادہ اجر ملے۔

بچے بھی شفاعت کریں گے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بچے کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کیلئے آیا کرتا تھا پھر اس بچے کا وصال ہو گیا۔ اس وجہ سے بچے کا والد حاضر نہ ہو سکا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غیر حاضری کا سبب پوچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ بچہ جسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا وہ فوت ہو گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھے بتایا کیوں نہ؟ اٹھو تا کہ ہم اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تعزیت کریں۔ جب نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے دیکھا تو وہ شخص غم سے نڈھال ہو چکا تھا۔ بڑے غمزدہ لہجے میں عرض کرنے لگا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے بڑھاپے میں اس سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تیرے لئے یہ بات باعث تسکین نہیں کہ روز قیامت جب اسے دخول جنت کا مژدہ جانفزا دیا جائے گا تو وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا کہ میرے مولا! میرے ماں باپ کو بھی جنت میں بھیج دے۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا، وہ عرض کرے گا مولا! میرے ماں باپ حتیٰ کہ تین مرتبہ اسے جنت میں داخل ہونے کا حکم ہوگا اور ہر مرتبہ وہ اپنے ماں باپ کی سفارش کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول فرمائے گا اور تم سب کو جنت الفردوس میں اکٹھے داخل ہونے کا حکم دے گا۔

عیادت و تعزیت کا اجر

تعزیت کرنا سنت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب کسی بھائی کو رنج و الم پہنچے تو مسلمان بھائی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس سے تعزیت کریں۔ حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ الٰہ العالمین! کسی بیمار کی عیادت پر کیا اجر ملتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عبادت کرنے والوں کو میں گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہوں جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہ العالمین! تدفین جنازہ کیلئے مردہ کے ساتھ چلنے میں کتنا اجر ہے؟ ارشاد ہوا

کہ ایسے شخص کے جنازہ کے ساتھ میں فرشتوں کو روانہ کرتا ہوں جو جھنڈے اٹھائے جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی اے میرے رحیم وکریم اللہ رنج والم میں مبتلا شخص سے تعزیت کا کیا اجر ہے؟ ارشاد ہوا جس دن عرش الٰہی کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا تعزیت کرنے والے شخص کو اس دن میں اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرماؤں گا۔

دو گھونٹ، دو قطرے، دو قدم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی بھی شخص کے دو گھونٹ سے زیادہ پیارے اللہ کو کوئی گھونٹ نہیں ہیں۔ وہ دو گھونٹ یہ ہیں۔

۱- غصہ کا وہ گھونٹ جو حلم وبردباری کی بنا پر پی لیا جائے۔

۲- مصیبت کا وہ گھونٹ جو صبر کرتے ہوئے حلق سے نیچے اتار لیا جائے۔

اسی طرح دو قطروں سے بڑھ کر اللہ کریم کو کوئی قطرے پسند نہیں ہیں۔

۱- جہاد کے دوران بہنے والا خون کا قطرہ۔

۲- تاریک شب میں سجدے کی حالت میں بہنے والا وہ آنسو کا قطرہ جسے اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔

اور اسی طرح دو قدموں سے بڑھ کر کوئی قدم بھی پیارے نہیں۔

۱- فرض نماز کیلئے اٹھنے والا قدم۔

۲- صلہ رحمی کیلئے اٹھنے والا قدم۔

دو فرشتوں کا مکالمہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بیٹے کا وصال ہوا تو وہ بڑے رنجیدہ خاطر ہو گئے۔ ان کی تسلی وتشفی کیلئے ان کے پاس دو فرشتے آئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے بیٹھ کر جھگڑنے لگے۔ ایک نے کہا کہ میں نے فصل کاشت کی ابھی اسے کاٹا بھی نہ تھا کہ یہ اس کے پاس سے گزرا اور اس نے وہ فصل ضائع کر دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوسرے شخص سے پوچھا کہ ہاں بھئی کیا

جواب دیتے ہو؟ اس نے کہا حضرت! میں تو سڑک کے دوران جارہا تھا۔ سڑک کے درمیان میں نے فصل دیکھی تو اس کو دائیں بائیں کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فصل کاشت کرنے والے شخص سے کہا کہ تو نے راستے میں فصل کاشت کیوں کی؟ کیا تجھے پتا نہیں تھا کہ راستے سے گزرنا لوگوں کی ضرورت ہے؟ فرشتے نے عرض حضور میں بڑے ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے بیٹے کے وصال پر افسردہ و غمگین کیوں ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ موت بھی آخرت کا راستہ ہے۔

ہر مصیبت پر استرجاع کرو

مذکور ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی کا وصال ہو گیا، انہیں ایسے وقت میں اطلاع ملی جب آپ سفر میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خبر ملتے ہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمانے لگے کہ وہ چھپ جانے والی چیز تھی سو اللہ تعالیٰ نے اسے پردہ پوش فرما دیا۔ اور ایک کارگزاری تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے مستغنی کر دیا۔ اور ایک اجر تھا جسے اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرمائے گا پھر آپ رضی اللہ عنہ سواری سے نیچے اترے۔ دو رکعت نفل ادا کیے۔ فرمانے لگے جو ہم نے کیا اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز کا ہمیں حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (البقرہ ۱۵۳) مدد طلب کیا کرو صبر اور نماز سے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے اگر کسی شخص کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہے کیونکہ یہ بھی مصیبت ہے۔

مصیبت کے وقت یوں کہو

ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جسے کوئی رنج والم پہنچے اسے چاہیے کہ وہ حکم الٰہی کے مطابق اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھے اور یوں کہے اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِی فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَعْقِبْنِیْ خَیْرًا مِنْھَا۔

یا اللہ کریم! میرے لئے اس مصیبت کو باعث اجر بنا اور بہترین اس کا متبادل نصیب فرما۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے شوہر کا انتقال ہو گیا تو میں یہی کلمات کہا کرتی اور یہ بھی کہتی کہ ابو سلمہ جیسا شوہر کہاں؟ لیکن دعا کی برکات تھیں کہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے افضل البشر سید الانبیاء ﷺ کی زوجہ ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بوقت مصیبت ران پر ہاتھ مارنا، بے صبری کا مظاہرہ کرنا اجر کو ضائع کر دیتا ہے کسی بڑی مصیبت پر صبر کرنا اجر عظیم کا حقدار بنا دیتا ہے جس قدر مصیبت بڑی ہو اس مصیبت پر صبر کرنے پر اجر بھی اتنا ہی عظیم ہے جو شخص مصیبت گزر جانے کے بعد بھی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن کہے اللہ تعالیٰ پھر بھی اسے اتنا ہی اجر عطا کر دیتا ہے جتنا کہ مصیبت کے وقت کہنے پر عطا ہوا ہو۔

مصیبتوں پر اجر عظیم

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب عقل کیلئے ضروری ہے کہ وہ رنج والم کے نتیجے میں ملنے والے ثواب پر غور وفکر کرے۔ روز حشر مصائب و آلام کے اجر وثواب کو دیکھ کر بندہ خواہش کرے گا کہ کاش اس کے تمام اقرباء اور ساری اولاد اس کے سامنے مر چکی ہوتی تا کہ آج اسے بھی یہ اجر وثواب ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے مصائب و آلام پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے، بشرطیکہ صبر وایمان بھی ہو اور حصول ثواب کی نیت بھی ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرہ: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف اور بھوک اور کمی کرنے سے (تمہارے) مالوں اور جانوں اور پھلوں میں اور خوشخبری سنایئے ان صبر کرنے والوں کو جو کہ جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں بے شک ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً ہم اسی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جن پر آپ کے ربّ کی طرح طرح کی نوازشیں اور رحمت ہے۔ یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ سے مراد اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزمائش، ان چیزوں کا اظہار جنہیں غیب سے اللہ جانتا ہے۔

بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ یعنی دشمنوں سے جدال وقتال کا خوف

وَالْاَنْفُسِ سے مراد امراض وتکالیف قتل وموت کی تکلیفوں میں مبتلا کر کے

وَالثَّمَرَاتِ جس طرح پھل پیدا ہوتے رہے ویسے نہ ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے، اسی کے ملک اور اس کے قبضہ میں ہیں اگر زندہ رہیں تو ہمارا رزق اسی کے ذمے ہے اگر آغوش موت میں چلے جائیں تو وہی ہماری پناہ گاہ ہے۔

وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ موت کے بعد ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم اسی کے حکم پر راضی رہیں اگر ہم راضی نہ ہوئے تو وہ بھی ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔

اَلصَّلٰوَاتِ الصلاۃ کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہونے کی صورت میں اس کے تین معانی ہوں گے، عبادت واطاعت کی توفیق، گناہوں سے حفاظت، بخشش و مغفرت۔

یہ تو ایک صلوٰۃ کی تفسیر ہے صلوات (جمع ہے) اس کی انتہا تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

ہدایت یافتہ اور طرح طرح کی نوازشوں کے حقدار وہ لوگ ہیں جنہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ استرجاع اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اسی امت کو عطا ہوا اگر کسی اور کو ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوتا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے یہی کیا۔

يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ (یوسف ۸۵) ہائے افسوس، یوسف کی جدائی پر

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دونوں اجر اور ان کے علاوہ اور اجر کتنا اچھا ہے۔

دونوں اجر تو اس آیت طیبہ میں ہیں:

اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ | یہی وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے ربّ کی طرح طرح کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں۔

اس کے علاوہ اجر یہ ہے کہ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ۔

آبدیدہ ہونا مہربان دلوں کی علامت ہے

حضور رسول کائنات ﷺ فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور اکرم ﷺ کی چشم ہائے مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: آپ بھی روتے ہیں۔ کیا آپ نے رونے سے منع نہیں فرمایا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ میں نے نوحہ کرنے اور گانے بجانے سے منع فرمایا ہے۔ دو آوازیں فاسق وفاجر لوگوں اور احمقوں کی آوازیں ہیں۔ میں نے رخسار پیٹنے، گریبان پھاڑنے اور ابلیسی آہ وبکا سے منع کیا ہے۔

گانا بجانا شیطانی لہو ولعب اور شیطانی آلات ہیں لیکن آنسو بہانا رحمت ومہربانی کی علامت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مہربان لوگوں کے دلوں میں ودیعت رکھا ہے، جو رحم نہیں کرتا وہ قابل رحم نہیں ہے۔ پھر حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دل غمگین ہوتا ہے آنکھیں آنسوؤں سے تربتر، ہم وہ نہیں کہتے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہو۔

پانچ اعزازات

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تم سے خطاء اور نسیان (بھول چوک) اٹھالی ہے اور اس چیز کو بھی اٹھالیا ہے جس پر تمہیں مجبور کیا گیا ہو اور تمہاری طاقت سے باہر ہوں، بوقت ضرورت حرام اشیاء تمہارے لئے حلال کردی گئی ہیں اور پانچ چیزیں تمہیں عطا کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے دنیا عطا کی ہے اور پھر تم سے اسی دنیا سے قرض مانگا ہے۔ اگر خوش دلی سے تم ادا کرو تو وہ تمہیں دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک عطا

فرمائے گا بلکہ اس قدر کہ وہ تمہارے شمار وقطار میں بھی نہ ہوگا۔

۲- تم سے کچھ تمہاری خواہش سے برعکس لے لیا اور تمہاری طبیعتوں پر گراں گزرا لیکن تم نے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا۔ امید ثواب رکھی تو اس کے نتیجے میں تمہارے لئے طرح طرح کی نوازشوں اور رحمتوں کا دروازہ اس نے کھول دیا اور بقول تعالیٰ

اُولٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ (البقرہ ۱۵۳) یہی وہ لوگ ہیں جن پر طرح طرح کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں۔

۳- وَلَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ ۔ (ابراھیم:۷)

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

۴- اگر تم سے کوئی شخص گناہ کرے اور اس کا گناہ کفر کے قریب بھی کیوں نہ پہنچ چکا ہو پھر صدق دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کی توبہ قبول کرتا ہے بلکہ اسے اپنا محبوب بھی بنالیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ ۔ (البقرہ: ۲۲۲) بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو۔

۵- جو اعزاز تمہیں عطا کیا گیا ہے اگر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو عطا کیا ہوتا تو ان کیلئے بہت بڑا ہوتا اور وہ اعزاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اُدۡعُوۡنِيۡٓ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ (المومن:۶۰) مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

صبر کا وقت

حضرت یحییٰ بن جابر ارطائی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "انسان جو بھی عمل اخروی زندگی کیلئے آگے بھیجتا ہے اس کا بارہ سالہ بچے کے عمل سے زیادہ محبوب عمل اور اجر عظیم والا عمل نہیں ہے۔" مذکور ہے کہ صبر صدمہ کے ابتدائی اوقات میں ہوتا ہے۔ جب صدمہ گزر جائے تو پھر صبر کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ عقلمند وہی ہے جو صدمہ کے

ابتدائی مرحلہ میں صبر کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے بیٹے کا وصال ہوا تو ایک مجوسی تعزیت کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ اس نے کہا کہ عقلمند کیلئے موزوں و مناسب یہی ہے کہ جاہل جس کام کو پانچ دن بعد کرے گا عقلمند اسے آج ہی کر لے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ اس مجوسی کے کلمات صفحہ قرطاس پر محفوظ کر لو۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے کسی مصیبت پر تعزیت کی اس کیلئے اتنا ہی اجر ہے جتنا کہ مصیبت زدہ کیلئے۔

صبر کی صورتیں

رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبر کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اطاعت پہ صبر۔ (۲) مصیبت پر صبر (۳) گناہ و معصیت سے صبر۔

جو شخص مصیبت پر کما حقہ صبر کرتا ہے اللہ جل شانہ اس کیلئے تین سو درجے لکھ دیتا ہے۔

جو اطاعت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ۶۰۰ درجات لکھ دیتا ہے۔

جو معصیت پر صبر کرتا ہے اس کے ۹۰۰ درجات لکھ دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح محفوظ میں یہ کلمات تحریر فرمائے: ''میں خدائے وحدہٗ لاشریک ہوں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ میرے رسول ہیں، جو میری تقدیر پر سر تسلیم خم ہوا، میری طرف سے پیش آنے والی مصیبتوں پر صابر رہا، میری نعمتوں پر شاکر رہا اسے صدیقوں میں لکھ لوں گا۔ اور روز قیامت اسے صدیقوں کے ساتھ ہی اٹھاؤں گا اور جو میری تقدیر پہ راضی نہ ہوا، میری طرف سے آنے والی مصیبتوں پر صابر نہ ہوا میری نعمتوں پر اس نے شکر ادا نہ کیا تو اسے چاہئے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا بنا لے۔

بے صبری بھی ایک مصیبت ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مصیبت ایک ہی ہوتی ہے لیکن مصیبت زدہ جب اس پر بے صبری کرتا ہے تو وہ دو بن جاتی ہیں یعنی ایک تو مصیبت اور دوسرا بے صبری کی بنا پر اجر کا ضائع ہونا۔

اجر کا ضائع ہونا بہت بڑی مصیبت ہے

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کسی شخص کو کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے تو اسے اس مصیبت کو یاد کرنا چاہئے جو میرے (وصال کے) ساتھ ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نگاہوں سے غائب ہو جانا بہت بڑی مصیبت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو جنت کا مشتاق ہو اسے نیکیوں میں جلدی کرنا چاہئے۔

جو جہنم سے خوف کھاتا ہو اسے شہوات سے بچنا چاہئے اور جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ لذتوں کے قریب نہیں جاتا، جو دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے اس پر مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں۔

۶ سطریں

مذکور ہے کہ بعض کتابوں میں ۶ سطریں لکھی ہوئی ہیں:

۱- جو غم دنیا لے کر صبح کو اٹھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر ناراضی کی حالت میں صبح کرتا ہے۔

۲- جو کسی پیش آمدہ مصیبت کا شکوہ کرتا ہے تو گویا وہ اپنے ربّ کریم کا شکوہ کرتا ہے۔

۳- جو اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ اس کا رزق کس ذریعہ سے آرہا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے جہنم میں داخل کرنے کیلئے کسی دروازے کی پروا نہیں کرتا۔

۴- جو گناہ کر کے ہنستا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہوگا۔

۵- جو شہوت کی بڑی فکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے خوف آخرت نکال دیتا ہے۔

۶- جو کسی مالدار کے سامنے حصول دنیا کیلئے عاجزی کرتا ہے وہ صبح اٹھے گا تو فقر اس کے سامنے ہوگا۔

باب ۳۰

وضو کی فضیلت

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عمرو! آپ کو اسلام کا چوتھا فرد کہہ کر پکارا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ اسلام سے قبل میں لوگوں کو گمراہ اور بتوں کی پوجا کو فضول سمجھتا تھا۔ اسی دوران مجھے یہ اطلاع ملی کہ مکہ المکرمہ میں کوئی شخصیت غیب کی خبریں بتاتی ہے۔ میں حق کا متلاشی تو تھا ہی چنانچہ سواری پر سوار ہوا اور مکہ آ گیا۔ مجھے پتا چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مخصوص جگہ پر ہی تشریف فرما ہیں اور مکہ المکرمہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر برہمی میں متحد ہیں۔ میں نے کسی نہ کسی حیلے سے بھید معلوم کیا اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں رسائی حاصل کر لی۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی آپ کون ہیں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نبی ہوں

میں نے عرض کی نبی سے کیا مراد ہے؟

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا پیغمبر

مین نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں

میں نے کہا کیا احکام عطا فرمائے ہیں؟

ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ جل شانہٗ کی وحدانیت پر ایمان لائیں، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، بت پرستی کی کمر توڑ دیں، صلہ رحمی کریں۔

میں نے عرض کی آپ کے ساتھ اور کون ہے؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک آزاد، ایک غلام (ابوبکر و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
میں نے عرض کی کیا میں بھی آپ کے حلقہ غلاماں میں شامل ہوسکتا ہوں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تجھ میں علانیہ اظہار کی طاقت نہ ہوگی، تم واپس چلے جاؤ جب تمہیں یہ خبر ملے کہ اسلام کو کچھ غلبہ مل چکا ہے پھر میرے حلقہ غلاماں میں آکر شامل ہوجانا

حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حکم کے مطابق واپس چلا گیا لیکن میں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔

اس دن سے میں خود کو اسلام کا چوتھا فرد سمجھتا ہوں کیونکہ اس وقت چار مسلمانوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ میں پھر سواری پر چڑھا اور حاضری کیلئے مدینہ طیبہ چل پڑا۔

حاضر خدمت ہوکر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: آپ نے مجھے پہچانا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں، تو وہی ہے نا جو میری خدمت میں مکہ میں حاضر ہوا تھا؟ میں نے عرض کی جی یا نبی اللہ: میں وہی ہوں۔ آپ مجھے تعلیم دیجئے اس کی جو احکام اللہ کریم نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرو! جب تو نماز فجر ادا کر چکے تو طلوع آفتاب تک نفلی نماز ادا کرنے سے رکا رہ، طلوع آفتاب کے وقت بھی نماز ادا نہ کرنا جب تک ایک یا دو نیزہ تک سورج بلند نہ ہوجائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ اس وقت اسے کافر بھی سجدہ کرتے ہیں۔ جب ایک یا دو نیزوں کی مقدار سورج بلند ہوجائے اس وقت نماز ادا کر کیونکہ اس نماز پر ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں حتیٰ کہ عین وقت زوال آجائے تو اس وقت بھی ادائیگی نماز سے رک جا۔ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے، پھر سایہ ڈھل جائے تو نماز ادا کر اس وقت بھی فرشتے حاضر ہوتے اور گواہی دیتے ہیں۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد سورج غروب

ہونے تک نماز سے رکا رہ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: مجھے وضو کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بھی شخص جب وضو کا اہتمام کرتا ہے پھر کلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے تو نہ صرف کلی اور ناک میں پانی ڈالنے سے منہ اور ناک کی رطوبت ہی صاف ہوتی ہے بلکہ منہ اور ناک کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب چہرہ دھوتا ہے تو حکم الٰہی کے مطابق چہرہ دھلنے سے چہرے کے گناہ دھل جاتے ہیں پھر کہنیاں تک ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی سے دھلنے کے ساتھ ساتھ انگلیوں کے پوروں تک کے گناہ صاف ہو جاتے ہیں، سر کا مسح کرنے سے بالوں کے کناروں تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ٹخنوں سمیت پاؤں دھونے سے پاؤں کی انگلیوں کے کناروں تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں پھر انسان کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے اور دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے یوں صاف فرما دیتا ہے کہ جس طرح اس نے آج ہی دنیا میں آنکھ کھولی ہو۔

بلندی درجات کا سبب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ گناہوں کو مٹانے والی اور درجات کو بڑھانے والی چیزیں کون سی ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ: ضرور آگاہ کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یخ ٹھنڈی راتوں میں کامل وضو کرنا، ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ دشمنوں سے بچنے کا قلعہ ہے۔

بے حساب رزق

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب سماوی میں لکھا ہوا پایا کہ جو شخص بے وضو ہونے پر فوراً وضو کر لے، گھروں میں عورتوں پر نہ آتا جاتا ہو، ناحق مال نہ کماتا ہو، تو اسے اللہ تعالیٰ بے حساب رزق دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے پاکیزہ لباس میں پاکیزہ حالت میں رات گزاری ایسے شخص کے ساتھ اس کے لباس میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے۔ رات کی جس گھڑی میں وہ آدمی بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگتا ہے کہ الہ العالمین: اپنے فلاں بندے کی مغفرت فرما کیونکہ اس نے پاکیزہ حالت میں رات بسر کی ہے۔

وضو کا طریقہ

حضرت عمران بن ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا، انہیں دھویا پھر تین، تین مرتبہ کلی، ناک میں پانی ڈالا، پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ دائیں ہاتھ کو کہنیوں سمیت، تین مرتبہ بائیں ہاتھ کو کہنیوں سمیت دھویا، پھر سر کا مسح کیا پھر پاؤں کو تین تین مرتبہ دھویا، وضو مکمل کر کے فرماتے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے جو اس طرح وضو کرے جس طرح میں نے کیا پھر دو رکعت نماز ادا کرے اور اسی دوران کوئی دنیاوی امور نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثابت قدمی اختیار کرو، ثابت قدمی دل گردے کا کام ہے اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل نماز ہے۔ وضو کی محافظت مومن ہی کر سکتا ہے، ہمیشہ باوضو رہنا مومن کی صفات میں سے ہے۔ لہٰذا مومن کیلئے ضروری ہے کہ دن کو بھی باوضو رہے اور رات کو بھی باوضو سوئے۔ جب مومن شب و روز باوضو رہے گا تو اللہ جل شانہ بھی اسے اپنا محبوب بنالے گا اور فرشتے بھی اور باوضو انسان اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں رہتا ہے۔

سلطانی خوف سے بچنے کا طریقہ

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ اپنی اسناد کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے کہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

ایک صحابی رسول ﷺ کو غلاف کعبہ کے سلسلہ میں مصر بھیجا۔ دوران سفر انہوں نے شام کے کسی علاقہ میں، یہودیوں کے کسی راہب کے عبادت خانہ کے قریب قیام کیا۔ وہ راہب کوئی زیادہ عالم نہ تھا لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاصد صحابی نے چاہا کہ راہب سے مل کر کچھ علمی نشست کی جائے۔ صحابی رسول راہب کے دروازے پر آ کر دروازہ کھٹکھٹانے لگے لیکن کافی دیر کے انتظار کے باوجود راہب نے دروازہ نہ کھولا، پھر صحابیٔ رسول خود ہی اندر تشریف لے گئے تاکہ اس سے علمی نشست ہو سکے اور دیر تک دروازہ پر کھڑے رہنے اور اندر داخل ہونے کی اجازت پر تاخیر کا شکوہ کیا۔ راہب نے کہا کہ جب آپ ہماری طرف آ رہے تھے ہم نے آپ کے چہرے پر عیاں رعب سکندری دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے اور خود کو دروازے سے دور کر لیا کیونکہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا، اے موسیٰ! جب تجھے کسی سلطان کا خوف ستائے تو خود بھی وضو کر لینا اور اپنے اہل خانہ کو بھی وضو کی تاکید کرنا جو وضو کر لے وہ ہر قسم کے خوف سے میری امان میں آ جاتا ہے، ہم نے بھی تمہارے چہرے پر رعب سکندری دیکھ کر دروازہ بند کر لیا پھر میں نے اور میرے گھر میں جتنے افراد تھے ہم سب نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ وضو نماز کی برکت سے ہمارا خوف دور ہو گیا اور ہم اللہ عزوجل کی امان میں آ گئے۔

وضو کرتے وقت گناہوں سے پاک ہونے کی نیت بھی کرے

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو کرنے والے شخص کیلئے ضروری ہے کہ احترام و تعظیم کے ساتھ وضو کرے اور یقین کرے کہ وہ اپنے رب کریم عزوجل کی زیارت و ملاقات کا ارادہ کر رہا ہے اور مناسب بات یہی ہے کہ وہ جملہ گناہوں کی توبہ کرے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانی کے ساتھ اعضاء کے دھلنے کو گناہوں سے دھلنے کی علامت بنایا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے وضو کی ابتدا کرتے ہوئے جب کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے تو جس طرح پانی سے منہ اور ناک کا دھونا ہوا اسی طرح منہ کو جھوٹ اور غیبت سے بھی دھو ڈالے۔ چہرے کو نگاہ حرام سے پاک کر لے۔ اسی طرح ہر عضو کو دھوتے وقت اس عضو سے متعلق گناہ کی نجاست کو بھی دھو ڈالے، جب وضو سے فارغ

ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے اس کی بارگاہ میں دعا کرے۔

حدیث مبارک ہے کہ بندہ مومن وضو مکمل کر لینے کے بعد جب یہ کلمات کہتا ہے کہ:

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّااَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

اے الہ العالمین! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تیری بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔

تو مہر لگا کر ان کلمات کو عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے کوئی اس مہر کو نہیں توڑتا حتیٰ کہ روز قیامت صاحب کلمات کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔

سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنا وضو مکمل کر چکے تو یہ کلمات کہے:

اَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

تو اس شخص کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔

دخولِ جنت کے اسباب

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایمان کے ساتھ پانچ چیزیں لے کر روزِ حشر اللہ کے حضور حاضر ہوگا، اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔

جس نے نمازِ پنجگانہ اپنے اوقات مقررہ پر رکوع و سجود اور کامل وضو کے ساتھ ادا کی ہوں گی۔

جس نے خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کی ہوگی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم بخدا یہ کام مومن ہی کر سکتا ہے۔

جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ہوں گے۔

استطاعت ہوتے ہوئے جس نے حج بیت اللہ کیا ہوگا۔

امانت کی ادائیگی کی ہوگی۔

پوچھا گیا اے ابودرداء: امانت سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا غسل جنابت کیونکہ اللہ کریم نے ابن آدم کو اس کے دین میں اس کے علاوہ کسی چیز کا امین نہیں بنایا۔

جنت میں قدموں کی آواز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نماز فجر کے وقت پوچھا، اے بلال: مجھے بتاؤ کہ تمہارا وہ بہترین عمل اسلام میں کون سا ہے جس کی بدولت تیرے جوتوں کی آواز میں نے جنت میں سنی ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کریم کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم: میرا دین اسلام میں بہترین عمل یہ ہے کہ شب و روز کے جس لمحے میں بھی وضو کرتا ہوں تو اپنے ربّ کی اپنی وسعت کے مطابق مختصرسی نماز ادا کر لیتا ہوں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں فوراً وضو کر لیتا ہوں اور جب وضو کرتا ہوں تو فوراً دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہوں۔ (واللہ اعلم)

باب ۳۱

پنجگانہ نمازوں کا باب

کامل نماز گناہوں کا کفارہ ہے

رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال بہت بڑی نہر میں غوطہ لگانے کی سی ہے۔ فرمایا کہ تم میں سے کسی شخص کے دروازے کے سامنے سے پانی کی نہر چل رہی ہو وہ شخص اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر میل کچیل کا کوئی ذرہ باقی رہے گا۔ پانچ نمازیں انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہیں، کبیرہ گناہوں کو چھوڑ کر صغیرہ گناہوں میں سے ایک ذرہ برابر بھی گناہ نہیں چھوڑتیں بشرطیکہ نماز کو اس کے ارکان و شرائط اور تعظیم واحترام اور مکمل رکوع وسجود کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اگر رکوع وسجود مکمل نہ ہو تو نماز بندے پر واپس لوٹا دی جاتی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم پروانوں کی طرح شمع رسالت کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران ایک شخص آیا قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اس نے نماز ادا کرنا شروع کر دی، جب نماز مکمل کر چکا تو اس نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا، دوسرے لوگوں کو بھی سلام کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ تم نے نماز ادا نہیں کی، دوبارہ ادا کرو۔ وہ شخص چلا گیا۔ اس نے دوبارہ نماز ادا کی۔ پھر واپس آ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اب بھی تم نے نماز ادا نہیں کی۔ دوبارہ ادا کرو۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ اسے یہی حکم عنایت فرمایا۔ اس نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے معلوم نہیں کہ میری نماز میں کیا کمی باقی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی شخص کی اس وقت تک نماز مکمل نہیں ہو سکتی جب تک وہ حکم الٰہی کے مطابق کامل وضو نہ کر لے۔ کامل وضو یہ ہے کہ چہرے کو دھوئے، ہاتھوں کو کہنیوں

سمیت دھوئے، سر کا مسح کرے، پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے پھر تکبیر کہے، ثنا پڑھے۔ قرآن پاک میں سے نماز کیلئے ضروری قرأت کرے، رکوع کرے، اس طرح کے ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر مطمئن ہوجائے اور سکون پکڑ لے پھر سر کو اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہوجائے یہاں تک پشت سیدھی ہوجائے اور ہر عضو اپنی اپنی جگہ آجائے پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلا جائے۔ چہرہ زمین پر رکھ دے۔ ہر جوڑ مطمئن اور پرسکون ہوجائے، پھر تکبیر کہتے ہوئے مقعد پر بیٹھ جائے، پشت کو سیدھا کرلے۔ اسی طریقہ پر چار رکعت ادا کرے اور نماز مکمل کرلے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی شخص کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس مذکورہ طریقے کے مطابق نماز ادا نہ کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے رکوع وسجود مکمل کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ اسی طرح نماز مکمل ہوتی ہے۔ لہٰذا بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ کامل رکوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرے تاکہ اس کی نماز کبیرہ گناہوں کے علاوہ دیگر لغزشوں اور خطاؤں کا کفارہ بن سکے۔

پنجگانہ نمازوں کے درمیان کی خطائیں معاف

حضرت حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن آ گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا، وضو کیا۔ فرمانے لگے میں نے حضور اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا اور میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے میری طرح وضو کیا پھر اس نے نماز ظہر ادا کی تو اللہ تعالیٰ نماز فجر سے لے کر ظہر تک کی نماز کے درمیان کی خطاؤں کو بخش دیتا ہے، نماز عصر ادا کرے، تو ظہر تا عصر، نماز مغرب کی ادائیگی پر عصر تا مغرب کے درمیان کی خطائیں، نماز عشاء ادا کرنے پر مغرب اور عشاء کے درمیان کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔ پھر برائی سے بچتے ہوئے رات گزار دے۔ جب اٹھے، وضو کرے نماز فجر ادا کرے تو فجر و عشاء کے درمیان کی خطائیں بخش دیتا ہے۔ یہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یہ تو نیکیاں ہوئیں۔ باقیات الصالحات کیا ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے

فرمایا "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ"۔

ہر ہر قدم پر نیکی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ کل اللہ تعالیٰ کے حضور اسلام کی حالت میں حاضری دے اسے چاہئے کہ وہ بالخصوص ان فرض نمازوں کی حفاظت کرے جس کیلئے اذان دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کیلئے سنن الہدیٰ شروع فرمائی ہیں۔ نمازیں بھی انہیں سنن میں سے ہیں۔ میری عمر کی قسم اگر تم اپنے گھروں میں نماز ادا کرو گے جس طرح کہ نماز سے پیچھے رہ جانے والا شخص اپنے گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو گویا تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا۔ اگر تم نبی کائنات ﷺ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے وہ زمانہ پایا ہے کہ نمازوں سے پیچھے وہ لوگ رہتے تھے جو منافقت میں مشہور تھے اور ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے جو دو آدمیوں کے درمیان لڑکھڑاتے ہوئے چلتا تھا حتیٰ کہ اسے لا کر صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا، جو آدمی اچھی طرح طہارت کرے پھر مسجد کا ارادہ کرے اور جا کر نماز ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اس کے ہر ہر قدم پر ایک نیکی لکھ دیتا ہے، اس کے ہر ہر قدم پر ایک درجہ بلند اور ہر ہر قدم پر ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ ہم اسی اعزاز کے حصول کیلئے میانہ روی سے چلتے تھے، کسی شخص کا باجماعت نماز ادا کرنا گھر میں نماز ادا کرنے سے پچیس درجہ زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد کے قریب ہماری کچھ خالی زمین پڑی تھی ہم نے وہیں منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کو پتا چلا تو آپ نے ہمارے گھروں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ تشریف لائے فرمانے لگے، اے بنو سلمہ! مجھے پتا چلا ہے کہ تم مسجد کے قریب رہائش لے جانا چاہتے ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم مسجد سے کافی فاصلے پر ہیں، ہماری خالی زمین بھی مسجد کے قریب ہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہیں رہو تم مسجد میں جتنے قدم چل کر جاتے ہو ان کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کے بعد ہم نے مسجد کے

قریب رہائش اختیار کرنے کی خواہش ترک کردی۔

کامل نماز کی برکات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے چالیس دن تک باجماعت نماز ادا کی اور ایک رکعت بھی فوت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دو برأتیں لکھ دیتا ہے۔(۱) جہنم سے برأت (۲) منافقت سے برأت۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی۔ ہے جس نے کامل وضو کیا پھر مکمل رکوع و سجود اور قرأت سے نماز ادا کی تو ایسی نماز، نمازی کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی پھر نماز کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ وہ اس کیلئے نور اور روشنی ہوتی ہے اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز پیش کی جاتی ہے وہ نماز اپنے ادا کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرتی ہے۔

جب رکوع و سجود یا قرأت میں کمی چھوڑ دی جائے تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کردے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا پھر ناقص نماز کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ وہ نماز اس کیلئے تاریکی بنتی ہے۔ یہاں تک کہ آسمان کے دروازے بھی اس کیلئے نہیں کھلتے پھر بوسیدہ کپڑے کی طرح نماز کو لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

بدترین چور

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ بدترین چور کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، کون ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا نماز میں بھی کوئی چوری کرتا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، جو رکوع و سجود مکمل طور پر ادا نہیں کرتا وہ نماز میں چوری کرتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز ایک ماپنے کا آلہ ہے جس نے پورا ماپا اسے پورا ال گیا جس نے کم ماپا تو اس کے بارے ارشاد باری تعالیٰ سورۂ مطففین میں پڑھ لو۔

بوجھل نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسالت مآب ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ منافقوں پر سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے۔ اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ ان نمازوں میں کتنا اجر ہے تو گھسٹ گھسٹ کر مسجدوں کی طرف آئیں۔

تاریک شب کی نماز

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات کی تاریکی میں مسجدوں کی طرف آنے والوں کو روز حشر میں کامل نور کی خوشخبری دے دو۔

حضور ﷺ کا غضب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں نماز کی ادائیگی کا حکم دوں اور پھر دو نوجوانوں کو لے کر چلا جاؤں جن کے پاس لکڑی کے گٹھے ہوں اور ان لوگوں کے گھروں کو جلا کر بھسم کر دوں جو اذان سن کر پھر بھی نماز کی طرف نہیں آتے۔

اللہ کا عہد

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نماز پنجگانہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہے جو انہیں پوری شرائط وارکان کے ساتھ ادا کرے ان کے حق میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کرے تو ایسے شخص کیلئے اللہ جل مجدہ کے پاس عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو شخص ان کے حقوق میں کوتاہی برتتا ہے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی عہد نہیں۔ اگر چاہے تو اسے معاف فرما دے اور اس پر رحم کرے۔ چاہے تو عذاب دے دے۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور: ۳۷)

وہ (جوان) مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور نہ خرید و فروخت یادالٰہی سے

میں ذکر سے مراد نماز پنجگانہ میں حاضری مقصود ہے اور

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ:۱٦)

اوران کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں بچھونوں سے۔

سے مرادرات کی پہلی تہائی میں نمازعشا کی ادائیگی مراد ہے۔

تین تین گروہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روز قیامت جب جن وانس ساری مخلوق کوایک بلند جگہ پر اکٹھا کرلیا جائے گا امتیں گھٹنوں کے بل صف در صف گری پڑی ہوں گی اسی اثناء میں ایک منادی ندا دے گا کہ اے مخلوق خدا ابھی تم دیکھ لو گے کہ اصحاب کرم لوگ کون ہیں پھر آواز دی جائے گی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔حمادون کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چل پڑیں گے۔

پھر دوسری مرتبہ منادی ندا دے گا کہ ابھی تم جان جاؤ گے کہ اصحاب کرم کون ہیں کھڑے ہو جائیں وہ لوگ

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (السجدہ:۱٦)

ان کی کروٹیں بچھونوں سے جدا ہوتی ہیں اپنے ربّ کو پکارتے ہیں ڈرتے ہوئے اوراُمید کرتے اور خرچ کرتے ہیں ہمارے دیے میں سے۔

وہ اٹھیں گے اور جنت کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

تیسری مرتبہ پھر منادی ندا دے گا آج تم جان جاؤ گے کہ اصحاب کرم کون لوگ ہیں؟ کھڑے ہو جائیں گے وہ لوگ

لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ (النور:۳۷)

جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور نہ خرید و فروخت یادالٰہی سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے۔

یہ لوگ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ یہ تینوں قسم کے

لوگ اپنے اپنے مقام پر پہنچ جائیں گے تو جہنم سے ایک گردن نمودار ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوگی، دیکھتی آنکھیں اور فصاحت لسانی سے کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں کو گرفت میں لینے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

۱- میں ہر سرکش و متکبر کو اپنی گرفت میں لے لوں گی پھر وہ گردن صفوں میں سے ایسے لوگوں کو اس طرح اٹھالے گی جس طرح پرندہ تل کے دانوں کو چن لیتا ہے پھر انہیں جہنم میں غرق کردے گی۔

۲- پھر نمودار ہوگی تو کہے گی کہ مجھے ان لوگوں کو اپنے شکنجے میں کسنے کا حکم ہے جو اللہ جل شانہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کو اذیت دیا کرتے تھے انہیں بھی صفوں سے چن چن کر جہنم رسید کردے گی۔

۳- تیسری مرتبہ پھر نمودار ہوکر کہے گی، ابو منہال کہتے ہیں میرا خیال ہے وہ کہے گی کہ میں تصویروں کا پیشہ اپنانے والوں پر مسلط کی گئی ہوں انہیں بھی چن چن کر جہنم میں لے جائے گی۔

جب تین تین قسم کے یہ گروہ اپنے اپنے مقام میں پہنچ جائیں گے تو نامہ اعمال پھیلا دیئے جائیں، میزان عمل قائم ہوگا اور مخلوق خدا کو حساب کیلئے بلایا جائے گا۔

ابلیس کی خصلتیں

مذکور ہے کہ پہلے زمانہ میں ابلیس ملعون دکھائی دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ابلیس سے کہا اے ابومرہ: میں اگر تیرے جیسا بننا چاہوں تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟ ابلیس نے کہا حیرت ہے مجھ سے آج تک تیرے جیسا سوال کسی نے نہیں کیا تو نے کس طرح یہ سوال مجھ سے کردیا؟ اس آدمی نے کہا مجھے تجھ سے محبت ہے۔ اسی لئے میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ میں تجھ جیسا کس طرح بن سکتا ہوں۔ ابلیس نے کہا اگر تو میری طرح بننا چاہتا ہے تو ”نمازوں میں غفلت اور سچی جھوٹی قسمیں کھانے میں بے پرواہ، ان دو چیزوں کو اپنا لے، اس شخص نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ نہ تو میں نماز چھوڑوں گا اور نہ ہی کچھ قسم اٹھاؤں گا ابلیس نے کہا کہ تیرے سوا آج تک مجھے کسی نے دھوکہ نہیں دیا۔

میں بھی یہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ میں بھی کبھی کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

نماز دنیوی اور اخروی خوبیوں کا نام

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے معزز ترین بندے وہ ہیں کہ چاند اور سورج کے مطابق اوقات کے منتظر رہتے ہیں۔لوگوں نے عرض کی اے ابودرداء: کیا وہ اذان دینے والے لوگ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ ہر وہ صاحب ایمان جو نماز کے وقت کی رعایت کرتا ہے۔

شفیع المذنبین ،انیس الغریبین رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

نماز اللہ تعالیٰ کی رضا، فرشتوں کی محبوب، انبیائے کرام کی سنت، معرفت کا نور، ایمان کی بنیاد، دعا کی قبولیت، اعمال کی مقبولیت، رزق میں برکت، بدن کیلئے راحت، دشمنوں کے خلاف ہتھیار، شیطان کی ناپسندیدہ چیز، غازی کیلئے سفارش، قبر میں روشنی کا چراغ، پہلو کے نیچے بچھونا، منکر نکیر کا جواب اور تا قیامت قبر کی ساتھی ہے۔

اور میدان حشر میں:

سائبان، سروں کا تاج، بدن کا لباس، رہنمائی کرنے والا نور، جہنم اور اس کے درمیان آڑ، اللہ تعالیٰ کے حضور اہل ایمان کیلئے حجت، میزان عمل کا وزنی عمل، پل صراط پر پروانہ راہداری اور جنت کی کنجی ہوگی۔

کیونکہ

نماز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بھی ہے، اس کی حمد وثنا بھی، اس کی تعظیم وتقدیس کا اظہار بھی، قرأت قرآن بھی اور اللہ کے حضور عجز وانکسار کا نام بھی، بہترین عمل وقت پر نماز ادا کرنا ہے۔

نوافل کو بھی ترک نہ کرو

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

روز قیامت بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔اگر تو اس نے کامل

طور پر نماز ادا کی ہوگی تو اس پر حساب آسان ہو جائے گا اور اگر کوئی کوتاہی باقی ہوئی تو اللہ تعالٰی فرشتوں سے فرمائے گا کہ کیا میرے بندے کے نامہ اعمال میں نوافل ہیں۔ ان نوافل سے اس کے فرائض کی کوتاہی مکمل کردو۔ اگر مکمل ہو گئے تو بقیہ اعمال کا حساب بھی اسی طریق کے مطابق ہوگا۔

پانچ اعزازات

مذکور ہے جو شخص نماز پنجگانہ باقاعدگی سے باجماعت ادا کرتا ہے اللہ کریم اسے پانچ صفات واعزازات سے نواز دیتا ہے۔

تنگی معیشت دور فرما دیتا ہے۔

عذاب قبر اٹھا دیا جاتا ہے۔

پل صراط سے یوں گزرے گا گویا کہ چندھیا دینے والی بجلی۔

نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

جنت الفردوس میں بلا حساب داخل ہوگا۔

باجماعت نماز سے کوتاہی کی سزائیں

جو شخص نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے میں غفلت وکوتاہی برتتا ہے اسے اللہ تعالٰی بارہ قسم کے عذاب میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ تین دنیا میں، تین نزع کے وقت، تین قبر میں اور تین میدان حشر میں۔

دنیا کی تین سزائیں:

باجماعت نماز میں غفلت وکوتاہی برتنے والے کی روزی بے برکت ہو جاتی ہے۔

ایسے شخص کا کوئی عمل بھی بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتا

نیک لوگوں کا نور اس کے چہرے سے چھین کر لوگوں کے دلوں میں مبغوض بنا دیا جاتا ہے۔

نزع کے وقت کی تین سزائیں:

انتہائی پیاس کی حالت میں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

انتہائی بھوک کی حالت میں اس کی جان نکلتی ہے۔

نزع کے وقت بڑی شدت برتی جاتی ہے۔

قبر میں تین سزائیں:

منکر نکیر کے سوالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قبر تاریک ہوگی۔

قبر تنگ ہوگی۔

روز قیامت کی تین سزائیں:

حساب و کتاب سخت ہوگا

اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ہوگا۔

جہنم کا حقدار ہوگا۔

(اللہ تعالیٰ پابندی صلوٰۃ نصیب فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ یٰسین)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا اے ابن عباس! آپ ایسے شخص کے بارے کیا فتویٰ دیتے ہیں جو رات کو نماز بھی ادا کرتا ہے، دن کو روزہ بھی رکھتا ہے لیکن جمعہ و جماعت میں شریک نہ ہوتا ہو اور اسی کوتاہی میں مر جائے۔ اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم میں، وہ شخص مہینہ بھر آتا رہا یہی سوال پوچھتا، آپ اسے ہر بار یہی جواب دیتے کہ ایسا شخص جہنم میں جائے گا۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ جب اسلام برائے نام رہ جائے گا، قرآن رسم و نقوش ہی رہ جائے گا، مسجدیں بظاہر آباد لیکن ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی، آسمان کے نیچے بدترین مخلوق صاحبان علم ہوں گے، انہیں سے فتنے اٹھیں گے ان پر آ کے ختم ہوں گے۔

مصیبتوں سے تحفظ

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ سے

ضرورتیں نماز سے ہی طلب کی جاسکتی ہیں اور پہلے لوگوں پر مصائب وآلام کے پہاڑ نماز سے ہی ہٹا کرتے تھے جب کسی پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو وہ اس کا حل نماز میں ہی تلاش کرتا۔ اللہ جل شانہ نے حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں ارشاد فرمایا ہے:

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۔ (الصافات ۱۴۳، ۱۴۴)

پس اگر وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے والوں سے نہ ہوتے تو پڑے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں مسبحین سے مراد نماز ادا کرنے والے لوگ ہیں۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کشادگی وخوشحالی میں عجز وانکساری مصائب وآلام کے وقت پناہ گاہ بن جاتی ہے۔ مصیبتوں کے نزول کے وقت رنج والم میں مبتلا شخص کو اسی کا سہارا ملتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کسی شخص کو اس سے بڑھ کر بھلائی اور کوئی نہیں عطا کی گئی کہ اسے دو رکعت نماز کی ادائیگی کی اجازت مل جائے۔

نماز جنت سے بھی زیادہ پیاری

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دے دیا جائے کہ چاہے جنت لے لو چاہے دو رکعت نماز ادا کرنے کی توفیق، تو میں جنت کو نہیں بلکہ دو رکعت نماز کو اختیار کروں گا کیونکہ دو رکعتوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جنت میں میری، لہذا میں اپنی رضا پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو ترجیح دیتا ہوں۔

نماز ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ

مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان پیدا فرمائے تو انہیں فرشتوں سے بھر کر فرشتوں کو نماز کا حکم دیا۔ فرشتے ادائیگی نماز میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ ہر آسمان والے فرشتوں کی عبادت کا انداز اپنا اپنا ہے۔ ایک آسمان والے صور پھونکنے تک اپنے اپنے پاؤں پر کھڑے عبادت میں محو ہیں، ایک آسمان والے رکوع میں، ایک آسمان والے

سجود میں، ایک آسمان والے ہیبت الٰہی سے پروں کو ڈھیلے چھوڑے ہوئے، علیین اور عرش کے ملائکہ عرش کے اردگرد طواف کر رہے ہیں۔ دوران طواف اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور زمین والوں کی بخشش و مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔

سارے ملائکہ کی عبادتوں کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ نے ایک نماز میں رکھ دیا۔ اہل ایمان کی عزت و کرامت کی خاطر ہر آسمان کی عبادت میں سے حصہ انہیں عطا فرما دیا، تلاوت کلام پاک ایک علیحدہ اعزاز ہے۔ اہل ایمان سے شکر کا مطالبہ کیا گیا ہے اور شکر نماز کو شرائط وارکان اور اسکی حدود کی مکمل پاسداری کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (البقرہ ۳) وہ جو ایمان لائے ہیں غیب پر اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور اس سے جو ہم نے انہیں روزی دی خرچ کرتے ہیں۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (البقرہ ۴۳) اور صحیح صحیح ادا کرو نماز

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ (طٰہٰ ۱۴) اور ادا کیا کر نماز

وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ (النساء ۱۶۲) اور صحیح صحیح ادا کرنے والے نماز کے

قرآن پاک میں ہمیں جہاں کہیں نماز کا ذکر ملتا ہے تو اقامت یعنی شرائط و حدود کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ملتا ہے۔ جب منافقوں کے ذکر تک بات پہنچی تو ارشاد ہوا:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ (ماعون ۴، ۵) پس خرابی ہے ایسے نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز کی ادائیگی سے غافل ہیں۔

منافقوں کو فقط مصلین سے یاد کیا جبکہ صاحبان ایمان کو "المؤمنین المقیمین الصلاۃ" سے یاد کیا ہے تاکہ یہ بات خوب عیاں ہو جائے کہ مصلین (نمازیں پڑھنے والے) تو بہت ہیں لیکن مقیمین (نماز شرائط و حدود سے ادا کرنے والے) بہت کم ہیں۔ غافل اعمال تو کیے جا رہے ہیں لیکن اس بات کو فراموش کیے بیٹھے ہیں کہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو مقبول ہوتے ہیں یا مردود۔

نماز توجہ چاہتی ہے

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی شخص کی نماز کا تیسرا حصہ، چوتھا، پانچواں، چھٹا حتیٰ کہ دسواں تک ارشاد فرمایا کہ لکھا جاتا ہے یعنی نماز کا اتنا حصہ ہی لکھا جاتا ہے جو کامل توجہ کے ساتھ ادا کیا گیا ہو اور جو عدم توجہ کی بنا پر پڑھا جائے وہ نہیں لکھا جاتا۔

رسول کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص بارگاہ الٰہ میں کامل توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل آتا ہے جس طرح کہ وہ دنیا میں آج ہی آیا ہو۔

بندے کی نماز کی عظمت شان اللہ کے حضور بندے کی توجہ پر منحصر ہے جب بندہ اپنی نماز توجہ کے ساتھ ادا نہ کرے گا بلکہ حدیث نفس میں مشغول رہے گا تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جو اپنی لغزش اور خطا پر معذرت کیلئے کسی بادشاہ کے دروازے پر کھڑا ہو۔ جب بادشاہ کے دربار میں حاضری کی اجازت مل جائے اور بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو جائے بادشاہ اس کا عذر سننے کیلئے متوجہ ہو اور یہ کھڑا دائیں بائیں جھانک رہا ہو تو ایسے غافل شخص کی حاجت بادشاہ کبھی بھی پوری نہ کرے گا۔ بادشاہ کی توجہ تو بندے پر اس کی توجہ کے مطابق ہوگی اسی طرح نماز میں جب بندہ کھڑا ہو اور خیالات کی دنیا میں کھویا اور طرف متوجہ ہو تو اس کی نماز بھی اللہ تعالیٰ کی توجہ سے محروم ہو جاتی ہے۔

اور خوب جان لو: کہ نماز کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی بادشاہ نے اپنی دعوت ولیمہ میں رنگا رنگ ڈشیں تیار کرائی ہوں۔ طعام و مشروب کی مختلف اقسام دستر خوان پر چنی ہوں۔ ہر رنگ میں ایک جداگانہ ذائقہ اور ہر ذائقہ نفع بخش ہو۔ نماز کی مثال بھی ایسی ہی ہے کہ اللہ کریم بندے کو اسی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس میں مختلف قسم کے افعال واذکار ہیں تا کہ بندہ سر بسجود ہو کر عبادت کے ہر رنگ کا ذائقہ چکھ کر اپنی روح کو تسکین واطمینان کی خوراک دے لے۔ نماز میں افعال کی مثال طعام کی سی ہے اور اذکار کی مثال مشروب کی سی۔

بارہ ہزار خصوصیات

کہا جاتا ہے کہ نماز میں بارہ ہزار خصوصیات ہیں اور ان بارہ ہزار کو بارہ میں سمو دیا گیا

ہے۔ ہر نمازی کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان بارہ چیزوں کا اہتمام کرے تاکہ نماز کی تکمیل پر بارہ ہزار خصوصیات سے بہرہ ور ہو سکے۔

ان بارہ میں سے چھ نماز شروع کرنے سے پہلے اور چھ بعد میں ہیں۔

۱- علم: رسول کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سیکھے ہوئے علم کے ساتھ تھوڑا عمل اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو جہالت کی بنا پر ہو۔

۲- وضو: ارشاد نبوی ﷺ ہے، طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۳- لباس: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۳۱)	(اے آدم کی اولاد) پہن لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت۔

۴- پابندی وقت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النساء ۱۰۳)	بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقررہ وقت پر۔

۵- استقبال قبلہ: ارشاد خداوندی ہے:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (البقرہ ۱۴۴)	اب پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (اے مسلمانو) جہاں کہیں تم ہو پھیر لیا کرو اپنا منہ اس کی طرف۔

۶- رسول مکرم نور مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی	اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کیلئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

۷- تکبیر: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

تَحْرِیْمُهَا التَّكْبِیْرُ وَ تَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ	نماز کی حرمت تکبیر تحریمہ اور نماز کا اختتام سلام ہے۔

۸- قیام: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ (البقرہ ۲۳۸) اور کھڑے رہا کرو اللہ کیلئے عاجزی کرتے ہوئے۔

یعنی شرائط وحدود کے ساتھ نماز ادا کرو۔

۹- قرأت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاقْرَؤُوْا مَاتَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (المزمل ۲۰) پس تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔

۱۰- رکوع: ارشاد خداوندی ہے:

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (الحج ۷۷)

۱۱- سجدہ: حکم خداوندی ہے:

وَاسْجُدُوْا (الحج ۷۷) اور سجدہ کرو۔

۱۲- قعدہ: حضور انور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

جب انسان آخری سجدہ سے سر اٹھائے اور تشہد کی مقدار قعدہ کرے تب اس کی نماز مکمل ہوگی۔

جب یہ بارہ چیزیں اہتمام کے ساتھ پوری کر لی جائیں تو پھر ان پر مہر لگانے کی ضرورت ہے۔ مہر اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (البینہ ۵) یہ کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی دین کو اس کیلئے خالص کرتے ہوئے۔

علم تین وجوہات کی بنا پر ضروری ہے تا کہ:

۱- سنت وفرائض کا فرق معلوم ہو سکے کیونکہ ان سے واقفیت کے بغیر نماز ہی جائز نہیں۔

۲- وضو اور نماز کی سنتیں اور فرائض معلوم ہوں تکمیل نماز کے لئے یہ بھی ضروری ہیں۔

۳- شیطانی مکر کو جاننا بھی ضروری ہے۔

وضو کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہے

۱- یہ کہ دل کینہ، حسد اور فریب سے پاک کرے۔

۲- بدن گناہوں کی آلائشوں سے پاک کرے۔

۳- پانی میں اسراف کئے بغیر کامل طور پر اعضا کو دھوئے۔

لباس بھی تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے۔

۱- حلال کی کمائی سے ہو۔

۲- نجاست سے پاک ہو۔

۳- سنت رسول ﷺ کے مطابق ہو، تکبر اور فخر وغرور کیلئے پہنا ہوا نہ ہو۔

پابندی وقت میں بھی تین چیزوں کا لحاظ ضروری ہے۔

۱- نگاہیں سورج، چاند، ستاروں پر مرکوز رہیں تاکہ وقت کی موجودگی کا پاس رہے۔

۲- کان اذان کی طرف متوجہ رہیں۔

۳- دل وقت کی حفاظت میں متفکر و متوجہ ہو۔

استقبال قبلہ کی شرط کیلئے بھی تین چیزیں ضروری ہیں۔

۱- چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔

۲- دل کے قبلہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ کرے۔

۳- مجسمہ انکساری و عجز بن جائے۔

نیت کی تکمیل بھی تین چیزوں پر منحصر ہے

۱- اسے علم ہو کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے۔

۲- اسے یہ یقین کامل ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اور ذات خداوندی اسے دیکھ رہی ہے اور یہ شخص ہیبت الٰہی سے اس کے حضور کھڑا ہے۔

۳- نماز پڑھنے والے کو یقین کامل ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ لہٰذا تیرا دل دنیاوی مشغولیت سے فارغ ہونا چاہئے۔

تکبیر کی تکمیل بھی تین چیزوں پر

۱- انتہائی احتیاط کے ساتھ صحیح طور پر تکبیر کہے۔

۲- اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر تک اٹھائے۔

۳- دل کو حاضر کر کے تعظیم واکرام کے ساتھ تکبیر کہے۔

قیام کی تکمیل بھی تین چیزوں پر ہے

۱- یہ کہ تیری نگاہ سجدے کی جگہ پر ہو۔

۲- دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

۳- دائیں، بائیں مشغول نہ ہو۔

قرأت کی تکمیل بھی تین چیزوں پر ہے

۱- اعرابی غلطی کے بغیر صحیح سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

۲- غور وفکر کے ساتھ قرأت کرے اور اس کے معنی پر غور کرے۔

۳- جو کچھ پڑھا جارہا ہو اس پر عمل کرے۔

رکوع کی تکمیل بھی تین چیزوں پر ہے

۱- اپنی پشت کو اس طرح سیدھی رکھے کہ نہ جھکی ہو نہ اٹھی ہو۔

۲- اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی ہوں۔

۳- اطمینان سے رکوع کرے اور انتہائی تعظیم ووقار کے ساتھ تسبیح پڑھے۔

سجود کی تکمیل کا انحصار بھی تین چیزوں پر ہے

۱- اپنے کانوں کے بالمقابل زمین پر ہاتھ رکھے

۲- بازو زمین پر پھیلے ہوئے نہ ہوں۔

۳- اطمینان کے ساتھ سجدے کرے اور انتہائی تعظیم کے ساتھ تسبیح کہے

قعدے کی تکمیل بھی تین چیزوں پر ہے

۱- اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دائیں کو کھڑا کر کے تعظیم کے ساتھ تشہد پڑھے اور اپنے لئے اور مومنوں کیلئے دعا کرے۔

۲- تکمیل نماز پر سلام پھیرے

۳- سلام کی تکمیل اس طرح ہوگی کہ صدق نیت کے ساتھ اور خلوص دل کے ساتھ اپنے دائیں طرف کے فرشتوں اور مرد و عورت کو سلام کرنے۔ اسی طرح بائیں جانب والوں کو سلام کرے۔ اپنی نگاہوں کو اپنے کندھوں سے تجاوز نہ کرے۔

اخلاص کی تکمیل بھی تین چیزوں پر ہے

۱- اپنی نماز سے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرے نہ کہ لوگوں کی

۲- اسے توفیق الٰہی جانے۔

۳- نماز کی اس حد تک حفاظت کرے کہ وہ تیرے ساتھ قیامت کے دن جا سکے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ۔

نمازی نماز میں کیا پڑھتا ہے؟

نمازی کیلئے ضروری ہے کہ اسے علم ہونا چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے۔ اس کی قدر پہچانے تاکہ توفیق الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کر سکے کیونکہ نماز ہی وہ عظیم عبادت ہے جس میں افعال واذکار جیسی ہر قسم کی بھلائی جمع کر دی گئی ہے۔ جب نماز کا ارادہ کرے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے نماز کی ابتدا کرے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ عظمت و جلال کا مالک ہے۔ نماز کے اس کلمہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ میرا بندہ جان گیا ہے کہ میں ہر چیز سے بلند و بالا ہوں اور بندہ میری طرف متوجہ ہے پھر تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کان تک اٹھائے۔ دونوں ہاتھ اٹھانے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر معبود سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر ہاتھ باندھ کر کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اپنے دل میں اس کے معنی کو جانے یعنی اللہ تعالیٰ ہر نقص اور برائی سے پاک ہے اور اے اللہ تیرے لئے ہی حمد و ثنا ہے۔

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ تیرے نام میں ہی ساری برکتیں ہیں یعنی جس چیز پر بھی تیرا نام لیا جاتا ہے وہی بابرکت ہو جاتا ہے۔

وَتَعَالٰى جَدُّكَ یعنی تیری عظمت وقدر بلند و بالا ہے۔

وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی تیرے سوا نہ کوئی خالق ہے نہ کوئی رازق اور نہ ہی کوئی معبود نہ تو

کوئی ماضی میں تھا اور نہ آئندہ ہوگا پھر کہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی میں سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ تو مجھے اپنی پناہ میں لے لے اور شیطان ملعون کے فتنہ سے محفوظ فرمالے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے وہ اللہ جو اول ہے نہ کوئی چیز اس سے پہلے تھی اور نہ بعد میں

الرَّحْمٰنِ ساری کائنات عالم کو رزق دے کر مہربانی فرماتا ہے۔

الرَّحِیْمِ بالخصوص روز قیامت مومنوں پر مہربانی فرمائے گا۔

پھر مکمل سورۂ فاتحہ پڑھے یعنی یوں کہے سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہے جس نے مجھے مغضوب اور گمراہ لوگوں سے پیدا نہیں کیا۔ مغضوب سے مراد یہودی اور گمراہوں سے مراد نصاریٰ ہیں بلکہ اس نے مجھے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائی ہے۔ جب تو رکعت ادا کرے تو اپنے آپ پر غور و فکر کر اور یوں جان گویا کہ تو کہہ رہا ہے میرے مولا! میں تیرے حضور عاجزی کا پیکر بن کر حاضر ہوا ہوں، اپنے گنہگار نفس کو لے کر آیا ہوں، اپنے نفس کو تیری عظمتوں کے تابع فرمان کرتا ہوں تاکہ تو مجھے معاف کردے اور مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے پھر کہہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی میں اپنے عظیم پروردگار اور مولا کریم کے حضور عاجزی کرتا ہوں پھر رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے کہہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی جس نے اقرار توحید کیا اور اس کی اطاعت کی پھر کہہ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اس کا مطلب ہے کہ حمد وثنا کا مستحق تو ہی ہے اور تو نے ہمیں حمد کی توفیق عطا فرمائی ہے پھر سجدہ کر سجدہ کا مطلب یہ ہے کہ عجز و انکساری اور مراد یہ ہے کہ الٰہ العالمین: تو نے میرے چہرے کو احسن تقویم سے نوازا، بہترین صورت میں ڈھالا ہے اس میں کان، آنکھ اور زبان بنائی یہ ساری چیزیں مجھے بڑی محبوب ہیں اور میرے لئے بڑی ہی نفع رساں میں نے ان ساری خوبصورت اور پیاری چیزوں کو تیرے سامنے خاک پر رکھ دیا ہے تاکہ تیری رحمت کی چھما چھم بارش سے میں بھی سیراب ہوجاؤں پھر کہہ سبحان رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہ میرا رب پاکیزہ اور بلند و بالا ہے کوئی چیز بھی

اس سے برتر نہیں پھر جب تشہد کیلئے بیٹھے تو اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ پڑھ یعنی حمد وثناء اور ملک وشاہی اللہ ہی کیلئے ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بت تھے لوگ اپنے بتوں سے یہ کہا کرتا تھے باقی رہنے والی زندگی تو تیرے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو حکم دیا کہ وہ یوں کہیں اَلتَّحِیَّاتُ یعنی دائمی بادشاہی اور بقا اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ کیلئے ہے وَالصَّلَوَات یعنی پانچوں نمازیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس لائق نہیں کہ جس کے لئے نماز پڑھی جائے۔ وَالطَّیِّبَاتُ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلامتی ہو جس طرح آپ نے اپنے ربّ کا پیغام پہنچایا اور امت کی خیر خواہی کی۔

وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی آپ کیلئے ہے۔

وَبَرَکَاتُہٗ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر برکتیں ہوں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اللہ تعالیٰ کی بخششیں ہم پر اور تمام انبیاء وصدیقین اور تمام ان لوگوں پر جو تا قیامت ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اس کے سوا زمین وآسمان میں کوئی معبود نہیں۔

وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی کائنات عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب چنے ہوئے اور خاتم الانبیاء ہیں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درودوں کا نذرانہ پیش کرے، اپنے لئے اہل ایمان کیلئے دعا کرے اور دائیں، بائیں سلام پھیر دے۔ دائیں بائیں والوں پر سلام بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے معاشرتی بھائی ہو، میرے شر اور میری طرف سے ہر قسم کی بددیانتی سے مسجد کے باہر بھی اسی طرح محفوظ رہو گے جس طرح مسجد میں۔

نمازی کیلئے سعادتیں

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز پڑھنے والے کیلئے تین سعادتیں مخصوص ہیں۔

۱- اس کے پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کی مانگ تک آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

۲- اس کے قدموں سے لے کر فضائے آسمان تک فرشتے اس کی محافظت کرتے رہتے ہیں۔

۳- ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اگر اسے خدا کے ساتھ اپنا معاملہ معلوم ہو جائے تو یہ نماز میں اس قدر مستغرق ہو جائے پھر اسے چھوڑ کر کسی اور جانب متوجہ ہی نہ ہو۔

یہ سعادتیں نمازی کیلئے ہیں لہذا نمازی کو چاہئے کہ وہ نماز کی قدر و منزلت کو پہچانے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو توفیق و احسان عطا فرمایا اس پر اللہ کی حمد و ثناء کرے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ امت جو نماز ادا کرتی ہے اگر قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود ادا کرتی ہوتی تو کبھی وہ عذاب میں مبتلا نہ ہوتیں۔ پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی پابندی تم پر ضروری ہے۔ یہ صاحب ایمان کی بڑی اچھی عادت ہے۔ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت، امت مرحومہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص، ان کی دعاؤں، ان کی نماز اور ان کی کمزوریوں کے سبب ان سے مصیبتیں دور فرما دیتا ہے۔

باب ۴۲

اذان واقامت کی فضیلت

حضرت سلمہ بن ضرار رضی اللہ عنہما شام کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کسی شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کوئی ایک ہی ایسا عمل بتادیں جسے بجالانے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی قوم کا مؤذن بن جا، تیری اذان سے لوگ اپنی نمازوں کی ادائیگی کیلئے جمع ہوا کریں۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر میں مؤذن نہ بن سکوں تو؟

سرکار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اپنی قوم کا امام بن جا تاکہ تیری قوم تیرے پیچھے اپنی نماز صحیح ادا کر سکے۔

اس نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی کریم ﷺ! اگر یہ بھی نہ کر سکوں تو

ارشاد فرمایا: پھر پہلی صف میں شمولیت اپنے آپ پر لازم کرلے۔

ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آیت مذکورہ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(حٰمٓ السجدہ ۳۳)

اور اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے دعوت دی اللہ کی طرف اور نیک عمل کئے اور کہا کہ میں تو (اپنے رب کے) فرمانبردار بندوں سے ہوں۔

اذان دینے والوں کے حق میں نازل ہوئی یہی لوگ لوگوں کو نماز کیلئے بلاتے ہیں اور اذان واقامت کے درمیان نوافل ادا کرتے ہیں۔

مریض ومؤذن اور عالم دین کا مقام

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی مقام ہے: مؤذن کی اذان کی آواز جتنی دور تک جاتی ہے اور اس کی آواز سن کر جو لوگ بھی نماز ادا کرنے کیلئے آتے ہیں جتنا اجر وثواب ان نماز ادا کرنے والوں کو ملتا ہے ان کے اجر سے ذرہ بھر بھی کمی کئے بغیر اتنا اجر اذان دینے والوں کو اللہ جل شانہ عطا فرماتا ہے۔

حضرت خولہ بنت الحکم سلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مریض اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے جب تک وہ مرض میں مبتلا رہے اللہ تعالیٰ ہر روز اس کیلئے ۷۰ شہداء کے سے درجے بلند فرماتا ہے۔ اگر اسے اس کے مرض سے عافیت نصیب ہوجائے تو وہ گناہوں سے یوں نکل آتا ہے جیسا کہ پیدا ہی آج ہوا ہے اور اگر آغوش موت میں چلا جائے تو بلاحساب اسے دخول جنت کی اجازت مل جاتی ہے اور مؤذن اللہ تعالیٰ کا دربان ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر اذان کے عوض ہزار انبیائے کرام کی عبادتوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

عالم دین اللہ تعالیٰ کا وکیل ہے۔ ہر حدیث کے عوض اسے اللہ تعالیٰ روز قیامت ایک نور عطا فرمائے گا اور ہر ہر حدیث پر اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا جاتا ہے، علم دین سیکھنے والے طلبہ وطالبات اللہ تعالیٰ کے خدام ہیں۔ ان کی جزاء جنت الفردوس ہی ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''حاجب اللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے دربان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کسی بادشاہ کا دربان بادشاہ سے ملاقات کے وقت لوگوں کو دربار میں آنے کیلئے

آواز دیتا ہے۔ اسی طرح مؤذن بھی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کیلئے لوگوں کو مدد دیتا ہے۔

اور امام کے اللہ کے وزیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنی نمازوں کی ادائیگی میں امام کی اقتداء کرتے ہیں اور مقتدیوں کی نماز کی قبولیت کا انحصار امام کی نماز پر ہے۔

رسالت مآب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سات سال حسن نیت سے اذان دی اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے سات طبقات سے آزاد فرما دیتا ہے۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں مؤذن کی اذان کی آواز جتنی دور تک جاتی ہے وہاں تک کی خشک و تر کی ہر چیز اس کے ایمان کی تصدیق بھی کرتی ہے اور اس کیلئے بخشش بھی مانگتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم اس جنگل میں ہو تو پورے زور سے اذان دیا کرو کیونکہ میں نے محبوب خالق کائنات، فخر موجودات حضور انور ﷺ سے یہ سنا ہے شجر و حجر، جن و انس بلکہ ریت کا ایک ایک ذرہ بھی جو مؤذن کی آواز سنتا ہے قیامت کے دن اس کے ایمان کی شہادت دے گا۔

میدان حشر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جنتی اونٹنی پر سوار اٹھائے گا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اونٹنی کی پشت پر بھی اذان دیں گے۔ جب اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہیں گے تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہیں گے کہ ہم ایسی ہی گواہی دیتے ہیں جس طرح تو گواہی دیتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ میدانِ حشر کا چکر لگائیں گے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جنتی حلہ پہنایا جائے گا ان کے بعد صالح مؤذن حضرات کو جنتی پوشاک پہنائی جائی گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدانِ حشر میں مؤذنوں کی گردنیں بلند ہوں گی۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے پہلے مؤذنوں اور شہیدوں کا فیصلہ ہوگا۔

پہلے کعبہ کے مؤذن کو پھر بیت المقدس کے مؤذن کو پھر درجہ بدرجہ مؤذنوں کو بلایا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگر میں مؤذن ہوتا تو مجھے غزوات میں شریک نہ ہوسکنے کی فکر نہ ہوتی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگر میں مؤذن ہوتا تو فرض حج کے علاوہ اور حج وعمرہ نہ کرنے کی میں پروانہ کرتا۔

حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، کہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے بارگاہ خیرالانام محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے حسنین کریمین کیلئے اذان کی اجازت کیوں نہ مانگ لی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شہر میں اذان دینے والوں کی کثرت ہو وہاں سردی کم ہوتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مؤذن کی اذان سن کر شیطان ''روحا'' تک بھاگتا ہے۔ روحا مدینہ طیبہ سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

مؤذن کیلئے ضروری خصلتیں

مؤذن کی فضیلت پانے کے لئے مؤذن میں دس خصلتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱- نمازوں کے اوقات کی پہچان رکھتا ہو۔

۲- گلے کی حفاظت کرتا ہو خوامخواہ اذان کیلئے گلے کو تکلیف نہ دے۔

۳- اس کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے کے اذان دینے پر برہم نہ ہو۔

۴- خوبصورت انداز میں اذان کہے۔

۵- لوگوں پر احسان نہ چڑھائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب کی امید رکھے۔

۶- امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا پابند ہو۔ امیر وغریب کے سامنے حق بات کہنے سے گریزاں نہ ہو۔

۷- اس حد تک امام کا انتظار نہ کرے کہ لوگ انتظار کی زحمت میں مبتلا ہو جائیں۔

۸- اس کی جگہ پر اگر کوئی دوسرا شخص بیٹھ جائے تو اس سے ناراضی کا اظہار نہ کرے۔

۹- اذان واقامت کے درمیان طویل نماز نہ پڑھے۔

۱۰- اپنی مسجد کو کوڑا کرکٹ اور بچوں کے آنے جانے سے بچانے کا اہتمام کرے۔

امام کیلئے ضروری خصوصیات

امام کیلئے بھی دس خصوصیات کا پایا جانا ضروری ہے تا کہ اس کی اور مقتدیوں کی نماز بطریق احسن پوری ہو سکے۔

۱- قرآن پاک کا قاری ہو، گانے کے انداز میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے۔
۲- تکبیر احتیاط سے اور صحیح صحیح طریقے سے کہے۔
۳- رکوع وسجود آرام وسکون اور مکمل طور پر کرے۔
۴- حرام اور مشتبہ چیزوں سے خود کو بچائے۔
۵- کپڑوں اور بدن کو ہر قسم کی نجاست سے پاک وصاف رکھے۔
۶- مقتدیوں پر گراں گزرتا ہو اور وہ راضی نہ ہوں تو قرأت لمبی نہ کرے۔
۷- خود پسندی کا شکار نہ ہو۔
۸- نماز شروع کرنے سے قبل بارگاہ الٰہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرلے تا کہ مقتدیوں کی شفاعت کر سکے۔
۹- سلام پھیرنے پر فقط اپنے ہی لئے دعا نہ مانگے ورنہ دوسرے لوگوں سے خیانت ہوگی۔
۱۰- کوئی اجنبی مسافر آجائے تو اس کی ضروریات پوری کرنے پر کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔

پانچ آدمیوں کیلئے جنت کی ضمانت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ آدمیوں کو میں زبان نبوت سے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱- نیک اور فرمانبردار بیوی جو شوہر کی اطاعت گزار ہو۔
۲- والدین کا اطاعت وفرمانبردار بیٹا۔
۳- مکۃ المکرمہ کے سفر کے دوران فوت ہو جانے والا۔
۴- اخلاق حسنہ کا مالک۔
۵- ایمان وحصول ثواب کی نیت سے کسی مسجد میں اذان دینے والا۔

امام ضامن مؤذن امین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

امام ضامن اور مقتدی امین ہوتا ہے۔ اے اللہ کریم ائمہ کو ہدایت نصیب فرما اور مؤذنوں کی بخشش فرما۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤذن کو امین اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ اپنی نمازوں اور روزوں کے امور میں اسے اپنا امین بناتے ہیں۔ لہٰذا مؤذن کے ذمہ مسلمان کا حق ہے کہ وہ طلوع فجر سے قبل اذان فجر نہ دے تاکہ ان کی سحری اور نماز کا معاملہ ان پر گڈمڈ نہ ہو سکے اور مغرب کی نماز غروب آفتاب سے پہلے نہ کہے تاکہ افطاری کے امور میں کسی قسم کا اشتباہ پیدا نہ ہونے پائے۔ انہی امور کی بنا پر مؤذن کو امین کہا جاتا ہے اور امام کے ضامن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے۔ امام کی نماز فاسد تو مقتدیوں کی بھی فاسد امام کی درست تو مقتدیوں کی بھی درست۔

کستوری کے ٹیلوں پر کھڑے لوگ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ روز قیامت کستوری کے ٹیلوں پر کھڑے ہوں گے نہ انہیں حساب و کتاب کا خوف اور نہ ہی انہیں بہت بڑی گھبراہٹ کا غم ہوگا۔

۱- ایسا پیش امام جس پر لوگ راضی ہوں۔

۲- پنجگانہ نماز کیلئے رضائے الٰہی کی خاطر اذان دینے والا۔

۳- ایسا غلام جو اپنے رب کریم کا بھی اطاعت گزار ہو اور اپنے آقا کا بھی تابع فرمان۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

☆ کسی مسلمان کیلئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر جھانکے۔ اگر اس نے جھانکا تو گویا وہ اس گھر میں داخل ہو گیا۔ اگر داخل ہوا تو گویا اس نے عہد توڑ ڈالا۔

☆ اور کسی مسلمان کیلئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ بول و براز کی تکلیف لئے نماز ادا کرے۔

☆ اور نہ کسی مسلمان کیلئے جائز ہے کہ وہ لوگوں کی اجازت کے بغیر ان کی امامت کرائے اگر اس نے ایسا کیا تو مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی اور امام کی مسترد۔

☆ اور نہ ہی امام صرف اپنے لئے دعا کرے اگر اس نے ایسا کیا تو مقتدیوں سے خیانت کی۔

اذان دینے کا بے مثال اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کتنا اجر ہے تو لوگ قرعہ اندازی کر کے یہ سعادتیں حاصل کریں، اگر دھوپ میں نماز پڑھنے کا اجر معلوم کرلیں تو دوڑ دوڑ کر نماز کیلئے آئیں، اگر نماز عشاء اور فجر کی نمازوں میں شامل ہونے کا اجر ان کا معلوم ہو جائے تو گھسٹ گھسٹ کر نمازوں میں شامل ہوں۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھائی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔ جب انہوں نے اذان شروع کی' اہل شہر نے سنا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل مدینہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کی شدت کیسی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اللہ نے آسمان کے دروازوں کے بارے حکم دیا ہے کہ بلال کی اذان کیلئے عرش تک کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: یہ خصوصیت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کیلئے ہے یا عام موذنوں کیلئے بھی؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عام موذنوں کیلئے بھی ہے۔ موذنوں کی روحیں شہیدوں کی ارواح کے ساتھ ہوں گی۔ روز قیامت منادی ندا کرے گا موذن کہاں ہیں؟ موذن کافور اور کستوری کے ٹیلوں پر کھڑے ہوں گے۔

پانچ لوگوں کی نماز قبول نہیں

۱- شوہر سے ناراض بیوی

۲- بھگوڑا غلام جب تک واپس نہ لوٹ آئے

۳- تین دن سے زیادہ تک مسلمان بھائی سے ناراضی کی بنا پر گفتگو نہ کرنے والا

۴- ہمیشہ شراب پینے والا

۵- ایسا پیش امام جس پر لوگ راضی ہی نہ ہوں لیکن پھر بھی وہ مصلّی امامت پر اڑا رہے

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام پر لوگوں کی ناراضی کی دو وجوہات ہیں۔

اگر تو لوگوں کی ناپسندیدگی کی یہ وجہ ہے کہ امام فساد کا سبب ہے یا قرآن پاک غلط پڑھتا ہے لوگوں کے پاس اور امام بھی موجود ہے یا جماعت میں اس امام سے بہتر اور صاحب علم موجود ہے تو لوگوں کی ناپسندیدگی بجا ہے اور امام کیلئے امامت کرانا جائز نہیں۔

اگر محض بغض وحسد کی بنا پر یا امر بالمعروف لوگوں کی طبیعتوں پر گراں گزرتا ہو اس بنا پر امام کو ناپسند کیا جاتا ہو اور جماعت میں شامل امام سے زیادہ کوئی صاحب علم بھی نہ ہو تو ان کی ناپسندیدگی کوئی معنی نہیں رکھتی لوگ کتنی ہی ناپسندیدگی کا اظہار کیوں نہ کریں امام کیلئے امامت کرانا جائز ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حصول ثواب کی نیت سے اذان دینے والے روز قیامت اپنی قبروں سے اذان دیتے ہوئے باہر آئیں گے، شجر و حجر، انسان و ذرات بلکہ خشک و تر کی ہر چیز جو بھی اذان کی آواز سنتی ہے وہ مؤذن کی گواہی دے گی جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے وہاں تک سامان بخشش پیدا کر دیتا ہے جو جو اس کی اذان سن کر نماز ادا کرتے ہیں ان سب کا اجر اذان دینے والے کے نامہ اعمال میں بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اذان و اقامت کے درمیان مؤذن بارگاہ الٰہی سے جو بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ عطا فرمائے جانے کی ایک صورت یہ ہے کہ اسے جلد ہی دنیا میں عطا کر دیا جاتا ہے۔ دوسری

یہ کہ اس کیلئے ذخیرہ آخرت بنا دیا جاتا ہے۔ تیسری یہ کہ اس سے تکلیف اور برائی پھیر دی جاتی ہے۔

روز قیامت سب سے پہلے جنتی پوشاک حضرت ابراہیم علیہم السلام پھر رسول معظم نورِ مجسم سیدالانبیاء ﷺ پھر دیگر رسولانِ عظام اور انبیائے کرام علیہم الصلوات کو پہنائی جائے گی پھر حصول ثواب کی نیت سے اذان دینے والوں کو پہنائی جائے گی یاقوت احمر کے پروں والے فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ ان میں سے ہر ہر شخص کو ۷۰،۷ ہزار فرشتے گھیرے ہوئے قبر سے میدانِ حشر تک لائیں گے۔

عذابِ قبر سے محفوظ لوگ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے گا۔

۱۔ مؤذن

۲۔ شہید

۳۔ جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب کو فوت ہونے والا

حضرت عبدالاعلیٰ یتمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ کستوری کے ٹیلوں پر کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ لوگ حساب وکتاب سے فراغت حاصل کرلیں۔

۱۔ رضائے الٰہی کی خاطر لوگوں کی امامت کرانے والا

۲۔ رضائے الٰہی کی خاطر قرآن کریم پڑھنے والا

۳۔ رضائے الٰہی کی خاطر نماز کیلئے اذان دینے والا

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے مؤذن کے سے کلمات کہے (اذان کا جواب دیا) تو اس کیلئے اذان دینے والے کا سا اجر ہے۔

ایک دوسری حدیث مبارک ہے کہ جب مؤذن اذان دیتے ہوئے اللہ اکبر کہتا تو حضور اکرم ﷺ بھی اللہ اکبر کہتے۔ شہادتین میں اسی طرح کلمات دہراتے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الْعَلِيِّ الْعَظِيْم کہتے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اذان کو بغور اور تعظیم و احترام کے ساتھ سنے جس طرح مؤذن اذان کے کلمات کہے اسی طرح سننے والا بھی کہتا چلا جائے۔ جب حَیَّ عَلَی الصَّلاَة پر پہنچے تو سننے والا وَلاَحَوْلَ وَلاَقُوَّةَ اِلاَّبِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم کہے۔ جب حَيَّ عَلَى الْفَلاَح کہے تو سننے والا ماشاء اللہ کہے۔

ہر بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اذان کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرے، ہر کلمہ کا ایک ظاہری معنی ہے اور ایک باطنی جب مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کی ظاہری تفسیر و مفہوم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ اللہ تعالیٰ بزرگ برتر ہے۔ اس کا باطنی مفہوم یہ ہے کہ اس کے حکم کو بجالانا واجب ہے۔ اسی بزرگ و برتر کے حکم کو بجالانے میں مشغول ہو جاؤ اور دنیا کی مشغولیت سے کنارکش ہو جاؤ، جب مؤذن اَشْهَدُاَنْ لاَاِلٰهَ اِلاَّاللّٰهُ کہتا ہے تو اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کا باطنی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم بجالانے کا حکم دیا ہے۔ اس کے حکم کی پیروی کرو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی۔ اگر تم اس کی حکم عدولی کرو گے تو اس کے عذاب سے نجات نہ پا سکو گے۔

جب مؤذن اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کہتا ہے تو اس کا ظاہری معنی یہ ہوتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ تم ان پر ایمان لاؤ اور ان کی تصدیق کرو۔ باطنی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جماعت قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا تم اس کے حکم کی پیروی کرو۔

جب حَیَّ عَلَی الصَّلاَة کہتا ہے تو اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی میں جلدی کرو۔ اس کا باطنی معنی یہ ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا، صحیح صحیح طریقے سے نماز ادا کرو۔ اسے وقت سے مؤخر نہ کرو بلکہ وقت پر باجماعت نماز ادا کرو۔

جب حَیَّ عَلَی الْفَلاَح کہتا ہے تو اس کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ سعادت مندی

اور نجات کی طرف دوڑ پڑو۔ باطنی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو تمہاری نجات اور سعادت کا سبب بنایا ہے اسے صحیح صحیح طریقے سے ادا کرو تا کہ تم اس کے عذاب سے نجات پالو۔

جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے اس کا باطنی معنی یہ ہے کہ اس کے عمل واجب کیا ہے۔ اس کے عمل کو مؤخر نہ کرو۔

جب لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جان لو کہ بے شک وہ ذات وحدہ لاشریک ہے اس کا باطنی معنی یہ ہے کہ اپنی نمازیں خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ادا کرو۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

باب ۴۳

طہارت ونظافت کا بیان

مسواک کی دس خصوصیات

رسول اکرم شفیع المذنبین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسواک کرنے کو اپنے آپ پر لازم کرلو کیونکہ اس میں درج ذیل دس خصوصیات ہیں۔

۱- منہ کی پاکیزگی ۲-اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ۳-فرشتوں کی خوشی
۴- نگاہ کی تیزی ۵-دانتوں کی سفیدی ۶-مسوڑھوں کی مضبوطی
۷- دانتوں کی زردی کا خاتمہ ۸-ہاضمے کی درستگی ۹-بلغم سے چھٹکارا
۱۰- نمازوں کے اجر میں اضافہ اور بدہضمی کی بدبو کی جگہ منہ کی ستھرائی، منہ ہی قرآن کا راستہ ہے۔

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا وضو ایمان کا حصہ ہے اور مسواک وضو کا حصہ ہے اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو ہر نماز پر مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ بندے کی مسواک کے وضو سے دو رکعتیں بغیر مسواک کے ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں

۱-مونچھیں کاٹنا ۲-ناخن تراشنا
۳-زیرناف بال صاف کرنا ۴-بغلیں بنانا ۵-مسواک کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کھانے کے بعد مسواک کرنا، دو جوان لڑکوں سے افضل ہے۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی تاکید

حضور نبی مکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پڑوسیوں کے معاملہ مجھے اس قدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ کہیں انہیں وراثت میں حصہ دار ہی نہ بنا دے۔

غلاموں کے بارے اس قدر وصیت کی کہ مجھے گمان گزرا کہ آزادی ان کا حق ہوگا۔

مسواک کے بارے اتنی تاکید کی کہ میں گمان کرنے لگا کہ مسوڑھوں کا ہی خاتمہ نہ ہو جائے۔

عورتوں کے بارے اتنی تاکید کی کہ میں سمجھا کہ مرد طلاق کے حق سے محروم ہو جائیں گے۔

شب کی سجدہ ریزیوں سے متعلق اتنی تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ میری امت کے بہترین لوگ راتوں کو سویا ہی نہیں کریں گے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری میں تاخیر کر دی جب کافی وقفے سے حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے تاخیر کا سبب دریافت کیا پوچھا جبرائیل کس لئے تو حاضر نہ ہوا؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم کیسے آتے جبکہ آپ ﷺ کے خدام ناخن تراشنے، مونچھیں بنوانے، میل اتارنے اور مسواک کرنے میں سستی برتتے ہیں۔ پھر عرض کرنے لگے کہ ہم ملائکہ آپ ﷺ کے ربّ کے حکم کے مطابق ہی حاضر خدمت ہوتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کے دن غسل کرے، مسواک کرے اور خوشبو لگائے۔

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخنوں کو تراشا اللہ جل مجدہ اسے بیماریوں سے نجات دے کر شفاء اس کا مقدر بنا دے گا۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب معراج سیر سموات کرتے جب میں جنت میں داخل ہونے لگا تو حور العین کی قیادت میں حوروں نے استقبال کرتے ہوئے کہا، اے

محبوب ربّ العالمین! اپنی امت سے فرمادیجئے کہ وہ مسواک کو اپنا معمول بنالیں ان کا مسواک کرنا ہمارے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔

ابن شہاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص جمعۃ المبارک کے دن ناخن تراشے وہ کوڑھ کے مرض سے محفوظ رہے گا۔

بعض احادیث مبارکہ اس بات کی شاہد ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چالیس دن بعد زیرناف بال صاف کرنے اور جمعہ کو ناخن تراشنا اپنا معمول بنایا۔

مسواک کی تین وجوہ

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسواک کا التزام تین وجوہات کی بنا پر ہے۔

یا تو رضائے الٰہی اور سنتِ رسول انام صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مقصود ہوتی ہے

یا اپنے نفس کے فائدے کیلئے

یا لوگوں کی توجہ اور ان کی خوشنودی کیلئے

اگر تو رضائے الٰہی اور سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مقصود ہو تو یہ باعث اجر ہے اور حدیث طیب کے حکم کے مطابق ہر نماز ۷۰ نمازوں کے برابر ہوگی۔

اگر اپنی ہی منفعت مقصود ہو تو اس پر کوئی اجر وثواب نہیں بلکہ محاسبہ ہوگا۔

اگر محض ریاکاری مقصود ہو تو محاسبہ بھی ہوگا اور گناہ بھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ درج ذیل آیت طیبہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی آزمائش طہارت کے ذریعے تھی۔

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ: ۱۲۴)

اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

پانچ چیزیں سر اور پانچ چیزیں جسم سے متعلق تھیں

سر سے متعلق یہ تھیں:

۱-مونچھوں کو کاٹنا ۲-کلی کرنا ۳-ناک میں پانی ڈالنا
۴-مسواک کرنا ۵-سر کی مانگ نکالنا
جسم سے متعلق یہ تھیں:
۱-ناخن تراشنا ۲-ختنہ کرانا ۳-بغلیں بنانا
۴-زیرناف بالوں کی صفائی ۵-پانی سے استنجا کرنا

باب ۴۲

جمعۃ المبارک کی فضیلت

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

دنوں میں سردار دن اور افضل ترین دن جمعہ ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن میں قیامت برپا ہوگی، اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: ہمارا درود کس طرح آپ پر پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ تو روضہ اقدس میں تشریف فرما ہوں گے اور آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابیو! تم کیا کہتے ہو کہ میری ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے اجساد مقدسہ کو کھائے۔

ایک دوسری حدیث مبارک ہے کہ آپ ہمیں کس طرح سلام کا جواب عنایت فرمائیں گے جبکہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے اجساد مقدسہ کو کھانا زمین کیلئے حرام کر دیا ہے جب بھی میرا کوئی امتی مجھ پر سلام کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو میری روح لوٹا دی جاتی ہے اور میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

یوم الجمعہ اور اس کا اجر

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعۃ المبارک کا ذکر

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس نے اعضائے وضو دھوئے غسل کیا جمعہ کی طرف جلدی سے روانہ ہو گیا، امام کے قریب جا کر خاموشی سے خطبہ سنتا رہا کسی قسم کے لغو کام میں مصروف نہ ہوا تو اس کیلئے ہر قدم کے عوض ایک سال کے روزوں کا اجر و ثواب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

جمعۃ المبارک کے دن سے بڑھ کر افضل کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں سورج طلوع اور غروب ہوتا ہو، روئے زمین پر چلنے والا ہر چوپایہ، جن وانس کے سوا جمعہ کے دن (قیامت کے خوف سے) کانپتا ہے۔ مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر کھڑے فرشتے ہر آنے والے نمازی کے نام درج کرتے جاتے ہیں۔ آنے والا پہلا شخص ایسے آدمی کی طرح ہے جس نے ایک اونٹ راہ خدا میں قربان کیا ہے۔ دوسرا اس شخص کی طرح جس نے ایک بکری، تیسرا اس شخص کی طرح جس نے ایک پرندہ صدقہ کیا ہو، پھر اس کے بعد آنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک انڈہ صدقہ کیا۔ درجہ بدرجہ ثواب لکھا جاتا ہے۔ جب امام خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے پھر صحیفوں کو لپیٹ کر فرشتے بھی خطبہ سننا شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جمعۃ المبارک کے دن بڑے اچھے طریقے سے وضو کیا، پھر جمعہ کیلئے آیا، امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنتا رہا تو ایسے شخص کے جمعہ سے جمعہ تک کے اور اس کے علاوہ تین دن کے اضافی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جو کنکریوں سے کھیلتا رہا اس نے لغو کام کیا جو لغو کام میں مشغول ہوا اس کا جمعہ ہی نہیں۔

بہترین دن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا دنوں میں سے بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ اس دن ہی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا گیا۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے۔ اسی دن قیامت بپا ہو گی اور اسی دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں بندہ مومن اللہ تعالیٰ سے جو بھی

سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے پتا ہے کہ وہ گھڑی کون سی ہے۔ وہ دن کی آخری ساعتیں ہیں۔ اسی گھڑی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، ارشاد خداوندی ہے:

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء:۳۷) انسان کی سرشت میں ہی جلد بازی ہے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جمعہ میں حاضر ہونا میرے لئے نفلی حج سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آگ کا پیالہ پینا مجھے شراب کا پیالہ پینے سے زیادہ محبوب ہے۔

جمعہ سے پیچھے رہ جانے سے شراب کا پیالہ پینا زیادہ بہتر ہے، لوگوں کی گردنیں پھلانگنے سے جمعہ سے پیچھے رہ جانا زیادہ بہتر ہے۔"

خاموشی سے خطبہ سننا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر مبارک پر ایک آیت طیبہ تلاوت کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی؟ دوسری روایت کے مطابق حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی؟ تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ جب جمعۃ المبارک سے فارغ ہوئے تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے تیری نماز سے تیرا حصہ وہی ہے جو تو نے لغو کیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابی رضی اللہ عنہ نے سچ کہا پھر ارشاد فرمایا کہ جو بندہ مومن میل کچیل صاف کر کے اچھی طرح غسل کر کے جمعۃ المبارک کیلئے آئے اس طرح کہ تو کسی کو تکلیف دے نہ ہی گردنیں پھلانگے، جو قسمت میں مقدر ہے، وہ نماز ادا کرے، جب امام خطبہ کیلئے آئے تو خاموشی سے بیٹھ کر خطبہ سنے تو اللہ تعالیٰ اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

سید الایام

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنوں میں باعظمت اور سردار دن جمعۃ المبارک کا دن ہے بلکہ قربانی اور عید الفطر کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا دن ہے کیونکہ یہ دن پانچ خصوصیات کو اپنے دامن میں سمائے ہوئے ہے۔

۱- اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔

۲- اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا۔

۳- اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا۔

۴- اسی دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے بندہ حرام کے سوا جو بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادیتا ہے۔

۵- اسی دن میں ہی قیامت قائم ہوگی۔

آسمان وزمین ملائکہ اور مقربین فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو اس دن خوف سے تھرتھراتا نہ ہو۔

دوگنا اجر

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعۃ المبارک کے دن شیطان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ جھنڈے لے کر لوگوں کیلئے بازاروں کو مزین کرنے کیلئے نکلتا ہے۔ جھنڈے گاڑ کر بازاروں میں بیٹھ جاتا ہے۔ ادھر فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ کر درجہ بدرجہ لوگوں کے نام لکھتے جاتے ہیں۔ امام کے منبر پر آنے تک فرشتے اسی کام میں مصروف رہتے ہیں جو شخص امام کے قریب ہو کر خاموشی سے بغور خطبہ سنے اور کوئی لغو کام نہ کرے تو اس کیلئے اجر کے دو حصے ہیں، جو امام سے دور بیٹھا لیکن اس نے خاموشی کے ساتھ خطبہ سنا کوئی لغو کام بھی نہ کیا تو اس کیلئے اجر کا ایک حصہ ہے۔ جو امام کے قریب تو ہوا لیکن لغویات میں مشغول رہا۔ اور غور سے خطبہ بھی نہ سنا تو اس کیلئے گناہ بھی دوگنا ہے جس کسی نے

"مہ" ہی کہا تو گویا اس نے گفتگو کر لی، جس نے گفتگو کی اس نے لغو کام کیا، جس نے لغو کام کیا اس کا جمعہ ہی نہیں ہوا پھر حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی سنا ہے۔

شب جمعہ اور زندوں کے تحفے

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صالح المری علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ شب جمعہ گزارنے کیلئے جامع مسجد روانگی کا ارادہ کیا تاکہ نماز فجر بھی وہیں ادا کی جاسکے۔ ایک قبرستان کے قریب سے گزرے تو کہنے لگے کیوں نہ طلوع فجر تک یہیں قیام کروں۔ یہی ارادہ کر کے قبرستان چلے گئے۔ دو رکعت نماز ادا کی اور ایک قبر پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اونگھ نے غلبہ کیا اسی حالت میں کیا دیکھتے ہیں کہ اہل قبور اپنی اپنی قبروں سے نکل کر حلقے بنا بنا کر بیٹھے گفتگو کر رہے ہیں۔ ایک نوجوان میلے کچیلے کپڑے پہنے غم کی تصویر بنے بیٹھا ہے۔ کچھ ہی دیر گزرنے پائی ہوگی کہ ان کے پاس رومال سے ڈھکے ہوئے تحائف کے تھال لائے گئے۔ ایک ایک اپنا تھال لیتا اور قبر میں داخل ہو جاتا۔ وہ نوجوان افسردگی کے عالم میں کھڑا رہا اور کوئی تھال بھی اس کے حصے میں نہ آیا۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہ قبر میں داخل ہونے کیلئے جانے لگا تو میں نے کہا، اے بندہ خدا! کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں تصویر غم بنا ہوا دیکھ رہا ہوں اور یہ جو کچھ میں نے دیکھا یہ سب کیا تھا؟ اس نوجوان نے کہا اے صالح المری، تو نے تھال دیکھے؟ کہا ہاں مگر یہ کس چیز کے تھال تھے؟ وہ نوجوان کہنے لگا کہ یہ زندہ آدمیوں کے اپنے مرے ہوئے اعزا و اقارب کیلئے تحفوں کے تھال تھے۔ جب کبھی وہ ان کیلئے صدقہ و خیرات کرتے یا دعا مانگتے ہیں تو شب جمعہ وہ تحائف ان کے پاس لائے جاتے ہیں جبکہ میں سندھ کا ایک باشندہ تھا۔ حج کیلئے اپنی والدہ کے ہمراہ گھر سے چلا، بصرہ پہنچا تو لقمہ اجل بن گیا۔ میرے مرنے کے بعد میری ماں نے دوسری شادی رچالی اور اپنے نئے شوہر کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی کہ میں کسی بیٹے کی ماں بھی تھی پھر دنیاداری نے اسے اتنا غافل کر دیا کہ نہ تو اس کے ہونٹوں نے کبھی میرا نام لینے کی تکلیف گوارا کی اور نہ ہی اس کی زبان پر کبھی میرا نام آیا۔ بس یہی باعث غم ہے کہ میرے

مرنے کے بعد مجھے کوئی یاد کرنیوالا نہیں رہا۔ حضرت صالح کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تیری ماں کہاں رہتی ہے؟ اس نے مجھے ماں کا ٹھکانہ بتادیا۔ فرماتے ہیں صبح ہوئی میں نماز فجر سے فارغ ہوا اور پتہ کرتا ہوا اس کی ماں کے پاس پہنچ گیا۔ اس کی ماں سے اجازت مانگی اور اپنا تعارف کرایا کہ میں صالح المری ہوں۔ اس نے مجھے گھر آنے کی اجازت دے دی۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ کوئی تیسرا شخص ہماری گفتگو کو نہ سن سکے حتیٰ کہ میرے اور اس کے درمیان ایک پردے کے سوا کچھ نہ تھا۔ صالح کہتے ہیں کہ میں نے اسے کہا اللہ کریم تجھے اپنی رحمتوں سے مالا مال کرے تیرا کوئی بیٹا ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا کہ کیا تیرا کوئی بیٹا تھا؟ اس نے لمبی آہ کھینچی اور کہا کہ بڑا خوبصورت نوجوان تھا، لقمہ اجل بن چکا ہے۔ حضرت صالح کہتے ہیں کہ میں نے سارا واقعہ بیان کیا تو وہ رو پڑی۔ روتے روتے اس کی گگی بندھ گئی۔ آنسو موتیوں کی طرح رخساروں پر ڈھلکنے لگے۔ روتے ہوئے کہنے لگی کہ میرا بیٹا میرا جگر گوشہ تھا۔ میرا پیٹ اس کا مسکن تھا میرے پستان اس کے لیے سیرابی کا ذریعہ تھے میری گود اس کا گھر تھی پھر اس نے مجھے ہزار درہم دیئے اور کہا کہ یہ میرے پیارے بیٹے اور میری آنکھوں کی تسکین کیلئے صدقہ کردو اور اب میں رہتی دنیا تک نہ اس کی طرف سے صدقہ کرنا بھولوں گی اور نہ ہی دعا۔ حضرت صالح کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اور میں نے اس کی طرف سے صدقہ کردیا۔ جب دوسرا جمعہ آیا تو میں جمعہ کیلئے آیا۔ اسی قبرستان میں رات گزارنے کا قصد کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی اور قبر سے ٹیک لگا کر سو گیا۔ دیکھا تو لوگ نکل نکل کر جمع ہو رہے ہیں اور وہی نوجوان سفید کپڑوں میں ملبوس خوش خوش میرے قریب آیا۔ کہنے لگے اے صالح مری: اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا دے، ہم تک تحائف پہنچ چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم جمعہ کہ پہچانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میں ہی کیا فضاؤں میں اڑنے والے پرندے بھی اسے پہچانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوم الجمعہ پر سلامتی ہو۔

یوم العید

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثقہ راویوں نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت

کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اپنی ہتھیلی میں سفید شیشے جیسی چیز لے کر حاضر ہوئے جس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ سا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جبرائیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ یوم الجمعہ ہے۔ اللہ کریم نے اسے آپ کیلئے اور آپ کے بعد آپ کی امت کیلئے بطور عید عطا فرمایا ہے اور آپ کیلئے اس میں بھلائی ہی بھلائی ہے جو شخص اس دن میں بھلائی طلب کرتا ہے وہ اس شخص کیلئے نگاہ الوہیت میں بھلی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ اگر اس کیلئے نفع رساں نہ ہو تو اس کیلئے ذخیرہ کر لی جاتی ہے وہ چیز جو اس سے بہتر ہو ہمارے نزدیک یہ دن یوم المزید ہے۔ ہم اسے سید الایام کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کس لئے؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ کے ربّ کریم نے جنت میں ایک کشادہ وادی بنائی ہے جس میں سفید مشک کا ایک ٹیلہ ہے جب جمعۃ المبارک کا دن ہوتا ہے انبیائے کرام جواہرات سے آراستہ نور کے منبروں پر اس ٹیلے پر تشریف فرما ہوتے ہیں، پھر ان منبروں کے پیچھے نور کی کرسیاں احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں۔ شہداء اور صدیقین آتے ہیں اور ان کرسیوں پر تشریف فرما ہو جاتے ہیں پھر اہل جنت اس سفید ٹیلے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ انہیں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے میں وہ ذات کریم ہوں کہ تم نے میرے وعدہ کو سچا کر دکھایا۔ میں نے تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کی یہ میرا محل اکرام و اعزاز ہے مجھ سے مانگو، وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے کریم و رحیم اللہ ہم تجھ سے تیری خوشنودی اور جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میری خوشنودی ہی تو تمہیں میری جنت تک لے آئی اور میں نے تمہیں یہ عزت بخشی وہ خوش نصیب اللہ کی بارگاہ سے رضا مانگتے ہیں انہیں رضا نصیب ہوتی ہے اور انہیں ان کی رغبت و آرزو سے بھی زیادہ عطا کیا جاتا ہے اور یہ تمہارے امام کے فارغ ہونے تک کے دورانیہ میں سب کچھ عطا کیا جاتا ہے اور ان کیلئے اس وقت وہ در رحمت کھول دیئے جاتے ہیں جن کا خیال نہ کسی دل میں کھٹکا اور نہ ہی جسے کسی آنکھ نے دیکھا، پھر انبیائے کرام اور صدیقین

اپنے اپنے مقام پر تشریف لے جاتے ہیں۔ آئندہ جمعہ تک کوئی چیز بھی ان کیلئے اس سے زیادہ ضرورت والی نہیں ہوتی جو ان کیلئے ان کے اکرام واعزاز میں اضافی کرتی ہو۔ اسی لئے اس دن کو یوم المزید کہا جاتا ہے اور اسی دن میں قیامت بپا ہوگی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باجماعت نماز کی ادائیگی اور جمعہ سے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

باب ۴۵

احترامِ مسجد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کر لے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسجد میں نوافل ایسے وقت میں ادا کرے جب وہ وقت نوافل کیلئے مباح بھی ہو۔ عصر کی نماز ادا کر لینے یا نماز فجر ادا کر لینے کے بعد مسجد میں داخل ہوا ہو تو نوافل ادا نہ کرے کیونکہ اس وقت میں نوافل ادا کرنا ممنوع ہیں۔ ہاں البتہ تسبیح و تہلیل اور حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے حضور ہدیہ درود و سلام پیش کرے تو نوافل کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا اور مسجد کا حق بھی ادا ہو جائے گا۔

مسجد متقی کا گھر ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خریدا ہے تو انہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک ناصحانہ خط لکھا مکتوب یہ تھا:

اے میرے بھائی! کسی ایسی مصیبت کے نزول سے پہلے پہلے عبادت کیلئے فراغت حاصل کر لے کہ جس میں تجھے عبادت کی استطاعت نصیب نہ ہو، آزمائش میں مبتلا اہل ایمان کی دعا کو غنیمت جان، یتیموں پر رحم کر، ان کے سر پر ہاتھ پھیر، اپنے طعام میں سے ہی انہیں کھلا۔ اس سے تیرا دل نرم اور تیری حاجتیں پوری ہوں گی۔ ایک دن میں بارگاہ خیر الانام محبوب خدا ﷺ میں حاضر خدمت تھا کہ ایک شخص نے اپنی سنگدلی کی شکایت کی تو

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نرم دل ہو جائے اور تیری حاجتیں پوری ہو جائیں؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تو یتیم پر رحم کر، اس کے سر پر دست شفقت رکھ، اپنے سامان خوردونوش سے اسے بھی دے، تیرا دل بھی نرم ہو جائے گا اور تیری حاجتیں بھی پوری ہو جائیں گی۔

اے بھائی: مسجد کو اپنا گھر بنا لے کیونکہ میں نے زبان رسالت مآب ﷺ سے سنا ہے کہ مسجدیں متقیوں کا گھر ہیں۔ جن کے گھر مسجدیں بن جائیں ایسے لوگوں کیلئے آرام وسکون، پل صراط سے گزرنے، جہنم سے آزادی اور اپنی رضا و خوشنودی کی اللہ کریم نے ضمانت عطا کی ہے۔

صحابی رسول حضرت حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں مہمان بن کر رہو، مسجدوں کو گھر بنالو، دل میں رحم پیدا کرو، گریہ زاری اور تفکر کثرت سے کرو، ان چیزوں کو اپنا لینے سے خواہشات نفسانیہ سے کنارہ کش ہو جاؤ گے۔

تین وطن

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کیلئے یہی مناسب ہے کہ وہ تین ہی چیزوں کو اپنا وطن قرار دے۔

۱- مسجد جسے عبادت سے آباد رکھتا ہو۔
۲- گھر جو اسے چھپائے ہوئے ہو۔
۳- ایسی ضرورت جس سے کوئی حرج لاحق نہ ہو۔

حضرت نزال بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منافق مسجد میں اس طرح ہوتا ہے جیسے پنجرے میں پرندہ۔

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے غلام نے آکر کسی چیز کے بارے دریافت کیا۔ آپ اٹھے مسجد سے باہر آئے پھر غلام کو جواب دیا ان سے پوچھا گیا اتنی سی بات وہیں بیٹھے ہی کہہ دی ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کئی سال بیت چکے

،میں نے مسجد میں گفتگو نہیں کی آج بھی میں نے بات کرنا پسند نہ کیا۔

مسجد کی تعظیم و تعمیر

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کا مقام و مرتبہ اللہ کے احکام کی تعظیم و توقیر اس کے گھروں کی قدر و منزلت اور اس کے بندوں کی تعظیم و احترام سے بنتا ہے۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ مسجدوں کی تعظیم کرے کیونکہ مسجدوں کی تعظیم ہی اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

کسی زاہد کا کہنا ہے میں کبھی مسجد میں کسی شے کے ساتھ ٹیک لگا کر نہیں بیٹھا نہ ہی میں نے کبھی اپنے پاؤں دراز کیے ہیں اور نہ ہی کبھی دنیاوی گفتگو کی ہے۔ انہوں نے یہ باتیں اس لئے بتائی ہیں تا کہ لوگ اس پر عمل کریں۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پانچ چیزیں ایسی ہیں جن پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین نے بڑے اچھے طریقے سے مداومت فرمائی ہے۔

۱- جماعت کی پابندی۔

۲- سنت کی اتباع۔

۳- مسجدوں کی تعمیر۔

۴- قرآن کریم کی تلاوت۔

۵- جہاد فی سبیل اللہ۔

اللہ کے پڑوسی

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، تین آدمی اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں۔

۱- رضائے الٰہی کی خاطر مسجد میں داخل ہونے والا شخص واپس لوٹنے تک اللہ کریم کا مہمان ہوتا ہے۔

۲- رضائے الٰہی کی خاطر مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے والا واپس پلٹنے تک اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا گردانا جاتا ہے۔

۳- رضائے الٰہی کی خاطر حج وعمرہ کرنے والا اپنے گھر واپس پہنچنے تک اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے والے وفد کی طرح ہوتا ہے۔

مومن کے قلعے اور حوروں کا حق مہر

کہا جاتا ہے کہ مومن کے تین قلعے ہیں:

مسجد ذکر الٰہی تلاوت قرآن کریم

مومن جب کبھی بھی ان تینوں میں مصروف ہو تو وہ شیطان سے بچنے کیلئے ایک قلعے میں محفوظ رہتا ہے۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسجدوں کی تعمیر میں دلچسپی اور ان میں جھاڑو دینا جنت میں حوروں کا حق مہر ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے مسجد میں چراغ جلایا، حاملین عرش اور دیگر ملائکہ مسلسل اس وقت تک اس کیلئے بخشش و مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ جب تک وہ مسجد میں رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجدیں روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، ان میں نماز ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والے ہیں، زیارت کیلئے آنے والے لوگوں کا حق ہے کہ جس کی زیارت کی جائے وہ ان کی عزت، واحترام کرے۔

احترام مسجد کے پندرہ تقاضے

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احترام مسجد کے پندرہ تقاضے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱- مسجد میں داخل ہونے والا شخص مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرے اگر مسجد میں کوئی بھی نہ ہو یا لوگ نماز میں مصروف ہوں تو یوں کہے "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔"

۲- بیٹھنے سے پہلے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کرے، حضور پرنور شافع یوم النشور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ہر چیز کیلئے سلام ہے اور مسجد کا سلام دو رکعتیں ہیں۔

۳- مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے۔

۴- مسجد میں تلوار نہ سونتے (اسلحہ کی نمائش واظہار نہ کرے)

۵- گمشدہ چیز کا اعلان نہ کرے۔
۶- ذکر الٰہی کے سوا آواز بلند نہ کرے۔
۷- دنیوی گفتگو نہ کرے۔
۸- لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔
۹- مخصوص جگہ بارے جھگڑا نہ کرے۔
۱۰- صف میں خوامخواہ تنگی پیدا نہ کرے۔
۱۱- نمازی کے سامنے سے نہ گزرے۔
۱۲- مسجد میں تھوکنے سے گریزاں رہے۔
۱۳- انگلیاں نہ چٹخائے۔
۱۴- مسجد یں حدلگانے ، بچوں کولانے ، دیوانوں کے آنے اور نجاستوں سے محفوظ رکھے۔
۱۵- اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے اور غفلت نہ برتے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت پہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگ دنیاوی امور مسجدوں میں نمٹائیں گے ، دنیا کی باتیں کریں گے ، اللہ کریم کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں تم ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

اجنبی چیزیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں چار چیزیں اجنبی ہیں:
۱- ظالم کے سینے میں قرآن پاک۔
۲- کسی قوم کے محلہ کی وہ مسجد جو نمازیوں کو ترستی رہے۔
۳- گھر میں رکھا ہوا قرآن پاک جس کی تلاوت نہ کی جائے۔
۴- برے لوگوں میں نیک انسان۔

میدان حشر کی سفید اونٹنیاں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میدان

حشر میں مسجدیں سفید اونٹنیوں کی شکل میں لائی جائیں گی جن کی ٹانگیں عنبر کی، گردنیں زعفران کی، سر کستوری کے اور دانت سبز رنگ کے زبرجد کے ہوں گے۔ مؤذن انہیں آگے سے پکڑے ہوئے اور امام ہانک رہے ہوں گے۔ میدان حشر میں چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائیں گی۔ اہل قیامت کہیں گے کہ یہ مقرب فرشتے اور انبیاء و مرسلین ہیں۔ فرشتے انہیں ندا دیں گے، اے اہل قیامت! نہ تو یہ مقرب فرشتے ہیں نہ ہی انبیاء و مرسلین بلکہ یہ تو امت رسول ﷺ ہیں جو باجماعت نمازیں ادا کرتے رہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت یاقوت اور موتیوں سے جڑی ہوئی کشتیوں کی شکل میں مسجدوں کو لایا جائے گا اور وہ اپنے آباد کرنے والوں کی سفارش کریں گی۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ آئے گا جب اسلام محض نام کا رہ جائے گا۔ قرآن پاک رسم کے طور پر پڑھا جائے گا، مسجدوں کی تعمیر خوبصورت لیکن اللہ کے ذکر سے خالی ہوں گی۔ اس زمانے کی بدترین مخلوق علماء ہوں گے۔ انہیں سے فتنے اٹھیں گے اور انہیں پہ آ کر ختم ہوں گے۔

باب۳۶

صدقہ کی فضیلت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے۔ جہاد عمل کی چوٹی ہے،صدقہ ایک منفرد چیز ہے،صدقہ ایک منفرد چیز ہے،صدقہ ایک منفرد چیز ہے۔ پوچھا گیا روزہ کے بارے کیا خیال ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ثواب کا کام ہے لیکن صدقہ جیسی فضیلت کہاں؟ عرض کیا گیا یا حضرت کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جو زیادہ سے زیادہ ہو پھر آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ
(آل عمران ۹۲)

ہر گز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔

عرض کیا گیا جس شخص کے پاس یہ مال نہ ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زاید مال یعنی بچا ہوا مال صدقہ کردے۔ عرض کیا گیا: جس کے پاس اتنا بھی نہ ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بچا ہوا کھانا صدقہ کردے۔ عرض کیا گیا: جس کے پاس بچا ہوا کھانا بھی نہ ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ طاقت کے ذریعے کسی کی مدد کرے۔ عرض کیا گیا: جو ایسا بھی نہ کرسکے؟ فرمایا: آگ سے بچنے کی کوشش کرے خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو صدقہ کرے۔ عرضہ کیا گیا: جو یہ بھی نہ کرسکے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ وہ خود پہ قابو رکھے یعنی لوگوں پر ظلم نہ کرے۔

فرشتوں کی پکار

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورج طلوع ہوتے ہی اس کے دائیں بائیں دو مقرر فرشتے یہ ندا دیتے ہیں جسے جن وانس کے سوا روئے زمین کی ساری مخلوق سنتی ہے وہ فرشتے کہتے ہیں اے لوگو! اپنے ربّ کی طرف دوڑو، بے شک کم مال جو کفایت کر جائے بہتر ہے اس زائد مال سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔
دو اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں الٰہ العالمین! اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرنے والے کیلئے اس کے بدل کے طور پر اور زیادہ دینے میں جلدی کر اور اپنا مال روک لینے کے مال ضائع کرنے والے پہ بھی جلدی کر۔

بخیل منہ کے بل جہنم میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پردوں میں چمٹے ہوئے ایک شخص کے قریب سے گزرے جو بارگاہ الٰہ میں عرض کر رہا تھا کہ الٰہ العالمین! میں تیری بارگاہ میں اس گھر کی خدمت کے صدقے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بندہ خدا اپنی حرمت کے تصدق سے سوال کر مومن کی عزت وحرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس گھر کی حرمت سے زیادہ ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھ میں ایک بہت بڑی کوتاہی ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ کوتاہی کون سی ہے؟ اس نے عرض کی کہ میرے پاس گھوڑے، بکریوں کی فراوانی ہے مال ودولت کی بہتات ہے لیکن جب کوئی آدمی مجھ سے مانگتا ہے تو میرے چہرے سے (غصہ کی وجہ سے) آگ کے شعلے نکلتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاسق مجھ سے دور ہٹ جاؤ اپنی آگ سے کہیں ہمیں نہ جلا دینا قسم ہے مجھے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو ہزار سال روزے رکھتا رہے اور ہزار سال نماز ادا کرتا رہے پھر بخیلی کی حالت میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ تجھے اوندھے منہ جہنم میں گرا دے گا۔ کیا تو جانتا نہیں بخل کفر کا شعبہ ہے اور کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ سخاوت ایمان کا شعبہ ہے اور ایمان کا مقام جنت ہے۔

دنیا میں لٹکی ہوئی شاخیں

سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سخاوت ایک ایسا درخت ہے جس کی جڑیں جنت میں اور شاخیں دنیا میں لٹکیں ہوئی ہیں جو اس درخت کی شاخ سے لٹک جائے وہ شاخ جنت میں اسے کھینچ لیتی ہے۔ بخل ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑیں جہنم میں اور اس کی شاخیں دنیا میں ہیں جو بخل کے درخت کی شاخ سے لٹک جائے وہ شاخ اسے جہنم میں کھینچ کر لے جاتی ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے بخیل اللہ تعالیٰ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم کے قریب ہے۔ جبکہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب، جنت کے قریب، لوگوں کے قریب اور جہنم سے دور ہے۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اپنے مالوں کو ادائیگی زکوٰۃ سے پاک کرو، اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو اور مختلف قسم کی مصیبتوں کا دعاؤں سے سامنا کرو۔

سائل سے نرمی برتو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام عبدالرحمٰن سلیمانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی سائل سوال کرے تو اس کے سوال کو نہ کاٹو جب وہ اپنی بات کر کے فارغ ہو جائے تو اسے نرمی اور سنجیدگی سے جواب دو یا اسے خوشی سے کچھ دے دو یا پھر اچھے طریقے سے اسے لوٹا دو۔ بے شک تمہارے پاس کچھ ایسی بھی ہستیاں آتی ہیں جو نہ جنات ہوتی ہیں اور نہ ہی انسان وہ تمہیں دیکھنے آتی ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں میں سے کس حد تک اس کے نام پہ خرچ کرتے ہو۔

حضرت سعید بن مسعود کندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص شب و روز میں کسی وقت صدقہ کرتا ہے تو وہ کسی زہریلی چیز کے ڈسنے، کسی چیز تلے دب جانے یا اچانک موت کے آنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں صدقہ سے

کبھی مال کم نہیں ہوتا، کوئی شخص ظالم کے ظلم کو معاف کر دے تو اللہ کریم اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ دو چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں اور دو رحمٰن کی طرف سے، پھر انہوں نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی:

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا (البقرہ ۲۶۸)

شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگدستی سے اور حکم کرتا ہے تم کو بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے تم سے اپنی بخشش کا اور فضل (وکرم) کا۔

یعنی اللہ جل شانہ اطاعت وفرمانبرداری اور صدقہ کا حکم دیتا ہے تا کہ تم اس کی مغفرت اور فضل سے مالا مال ہو سکو۔

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا سب کچھ جاننے والا۔

حضرت ابن بریدہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے قتل وغارت گری کی آزمائش میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے اللہ تعالیٰ ان پر موت مسلط فرما دیتا ہے۔

جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی اللہ تعالیٰ ان پر بارشوں کا سلسلہ منقطع فرما دیتا ہے۔

باب جنت کی تین سطریں

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ، حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

جنت کے دروازے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں۔

پہلی سطر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

دوسری سطر اُمَّۃٌ مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ لوگ گنہگار اور رب کائنات بخشنے والا ہے

تیسری سطر وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا رَبِحْنَا مَاقَدَّمْنَا خَسِرْنَا مَاخَلَفْنَا
ہم نے جو اعمال سرانجام دیئے ان کی جزا پالی جو عمل آگے بھیجے وہ نفع میں رہے جو پیچھے چھوڑے وہ خسارے میں رہے

پانچ چیزیں' ممانعت کا سبب

مذکور ہے کہ جو پانچ چیزوں سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پانچ چیزوں کو روک لیتا ہے۔
جو زکوٰۃ ادانہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے مال کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھالیتا ہے۔
جو صدقات ادانہیں کرتے ان سے عافیت اٹھالی جاتی ہے۔
جو عشر ادانہیں کرتے ان کی زمین کی برکتیں اللہ ختم کردیتا ہے۔
جو دعانہیں مانگتے اللہ تعالیٰ ان کیلئے قبولیت کے دروازے بند کردیتا ہے۔
جو نماز کو ہلکا گردانتے ہیں بوقت وصال ان کی زبان پر لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کا کلمہ جاری ہونے سے روک دیا جاتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی شخص تندرستی کی حالت میں بخیلی سے ہی ایک درہم خرچ کردے تو وہ ان سو دراہم سے افضل ہے جن کے خرچ کرنے کی وصیت وہ موت کے وقت کرے۔

۷۰ سال کی عبادت رائیگاں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں ایک آدمی اپنے بخل کی وجہ سے "ملعون" نام سے مشہور تھا۔ ایک مرتبہ ایک آدمی اس کے پاس آیا جو جہاد پر جانا چاہتا تھا اس نے کہا اے ملعون مجھے جہاد کیلئے کوئی ہتھیار لے دو، وہ جہاد میں میرے کام آئے گا اور تمہارے لئے نجات کا سبب ہوگا۔ ملعون نے اس شخص کو خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ آدمی مایوس واپس جا ہی رہا تھا کہ ملعون کو شرم محسوس ہوئی۔ اس نے اسے آواز دی اور اپنی تلوار اس کے سپرد کردی۔ وہ شخص تلوار لے کر واپس جارہا تھا کہ اس کا سامنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے ساتھ اس وقت ایک عابد تھا جو ۷۰ سال سے عبادت کی مشقتیں جھیل رہا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا کہ تم یہ تلوار کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے ملعون نے جہاد کیلئے دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے خیرات کرنے پر بڑے ہی خوش ہوئے۔ ملعون اپنے گھر کے دروازے کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ اسی اثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس عابد کا وہاں سے گزر ہوا۔ ملعون نے دونوں کو دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ میں کھڑے ہو کر دونوں کے چہروں کی زیارت کرتا ہوں۔ جب کھڑا ہو کر ملعون دیکھنے لگا تو عابد نے کہا کہ میں ملعون سے بھاگتا ہوں اس سے پہلے کہ کہیں اس کے بخل کی آگ مجھے بھی بھسم نہ کردے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے گنہگار بندے کو کہہ دو کہ میں نے اس کے تلوار صدقہ کرنے اور اپنے نبی سے محبت کرنے کے صلہ میں اسے بخش دیا ہے۔ اور عابد سے کہہ دو کہ وہ جنت میں تیرا ساتھی ہوگا۔ عابد کہنے لگا قسم بخدا مجھے اس کے ساتھ جنت میں رہنا منظور نہیں اور نہ ہی مجھے اس جیسا کوئی اور آدمی جنت میں ساتھی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے اس عابد بندے کو کہہ دو کہ تو میرے فیصلہ پر راضی نہیں ہوا اور میرے بندے کو تو نے حقیر جانا ہے۔ لہٰذا میں نے تجھے ملعون بنا کے نار جہنم کا حقدار بنا دیا ہے اور جو ٹھکانہ میں نے ملعون کا جہنم میں بنا رکھا تھا وہ ٹھکانہ اب تیرا ہوگا اور جنت میں جو تیرا ٹھکانہ تھا وہ میں نے ملعون کو عطا کر دیا ہے۔

فرشتوں کی پکار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں آسمان کے دروازوں میں سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے کہ لوگو! کون ہے جو آج قرضہ دے کل وصول کر لے۔ دوسرا فرشتہ پکار پکار کر کہتا ہے اے اولاد آدم کے گروہ! تمہاری پیدائش مرنے کیلئے اور تمہاری آبادکاریاں ویرانیوں کیلئے ہیں۔

مروی ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روضہ انور میں تشریف لے جائیں گے تو پھر ہمارے لئے زمین پر رہنا بہتر

ہوگا یا زمین میں دفن ہونا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے حکمران بہترین لوگ ہوں، مالدار سخی ہوں تمہارے لئے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوں تو زمین میں دفن ہونے کی بنسبت روئے زمین پر رہنا تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جب تمہارے حکمران بدتر لوگ بن جائیں، مالدار کنجوس ہو جائیں، تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو پھر زمین میں دفن ہونا تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے خزانے چوروں اور گھن سے محفوظ ہو جائیں تو صدقہ دیا کرو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان نوازی کی، امانت کا پاس کیا وہ نفس کی بخیلی سے محفوظ ہو گیا۔

صدقہ میں دس محمود خصلتیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تھوڑا یا زیادہ صدقہ ضرور کرنا چاہئے کیونکہ صدقہ کرنے میں دس قابل ستائش خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ پانچ دنیا کے حوالے سے اور پانچ آخرت کے حوالہ سے، دنیا کے حوالہ سے پانچ درج ذیل ہیں۔

۱۔ صدقہ کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے بیع میں لغو کلام، جھوٹ اور قسموں کی آمیزش ہو جاتی ہے لہٰذا صدقہ کے ذریعے بیع سے ان چیزوں کو دور کرو۔

۲۔ صدقہ بدن کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ۔ (التوبہ ۱۰۳)

(اے حبیب!) وصول کیجئے ان کے مالوں سے صدقہ تا کہ آپ پاک کریں انہیں اور بابرکت فرمائیں انہیں اس ذریعہ سے

۳۔ صدقہ سے مصیبتیں اور بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ

اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو۔

۴۔ صدقہ سے مسکینوں کے دل خوش ہو جاتے ہیں اور بہترین عمل کسی صاحب ایمان کے

دل کو خوش کرنا ہے۔

۵- صدقہ سے مال میں برکت اور رزق میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُهٗ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا تمہیں بدل ملے گا۔

آخرت میں پانچ درج ذیل خصوصیات حاصل ہوں گی۔

۱- صدقہ روز قیامت کی شدید گرمی میں اپنے صاحب کیلئے سایہ کا کام دے گا۔

۲- صدقہ کی بدولت حساب میں آسانی ہوگی۔

۳- میزان عمل کا پلڑا وزنی ہوگا۔

۴- پل صراط سے گزرنا آسان ہوگا۔

۵- جنت میں درجات علیا میں اضافہ نصیب ہوگا۔

اگر مسکینوں کی دعا کے علاوہ صدقہ میں کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتب بھی مسکینوں کی دعا ہی ایک ایسی فضیلت ہے جس کی خاطر عقلمند کیلئے لازم ہے کہ وہ صدقہ کرنے میں رغبت پیدا کرے اور کیسے رغبت نہ ہوگی جبکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور شیطان کی تذلیل ہے۔

بے مثال سخاوت

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ حضرت ام ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں ایک لاکھ ۸۰ ہزار درہم کے دو تھیلے بھیجے۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزہ سے تھیں آپ رضی اللہ عنہا نے وہ درہم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیئے۔ شام ہوئی تو ان تھیلوں میں ایک درہم بھی باقی نہ تھا۔ افطاری کا وقت ہوا تو فرمانے لگیں اے باندی! افطاری کا سامان لاؤ۔ باندی ایک روٹی اور زیتون لے کر حاضر ہوئی اور ساتھ ہی عرض کرنے لگی ام المومنین آپ نے ایک لاکھ ۸۰ ہزار دراہم تقسیم کر دیئے، کیا ایسا ممکن نہ تھا کہ ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت خرید لیا جاتا؟ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ارے باندی! اب یہ کہنے کا فائدہ اگر تو مجھے پہلے یاد دلا دیتی تو میں ضرور ایسا کر لیتی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ستر ستر ہزار درہم صدقہ کرتے ہوئے دیکھا لیکن آپ کی قمیص مبارک کے کناروں پر پیوند لگے ہوتے تھے۔

عبدالملک بن ابجر رحمۃ اللہ علیہ کو وراثت میں سے پچاس ہزار درہم ملے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دراہم کی تھیلی بھائیوں کو بھیج کر کہا کہ میں اپنے بھائیوں کیلئے جنت کا سوال کرتا ہوں۔ ان پر دنیا کے حوالے سے کیسے بخل کروں۔

مذکور ہے کہ حضرت حسان بن ابی سنان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت نے آ کر سوال کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ ایک خوبصورت عورت تھی۔ اپنے غلام سے کہا کہ اسے چار سو درہم دے دو، عرض کیا گیا اس نے سوال تو ایک درہم کا کیا ہے آپ نے چار سو درہم دیئے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس کا حسن دیکھا تو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں فتنہ میں مبتلا ہو کر گناہ کی مرتکب نہ ہو جائے۔ لہٰذا میں نے چاہا کہ اسے اس قدر درہم دے کر اسے مالدار کر دوں تا کہ کوئی اس میں رغبت کر لے اور اس سے نکاح کر لے۔

ایک حدیث طیبہ ہے کہ ایک صحابی رسول نے کسی دوسرے صحابی کے پاس ایک بکری کی سری بھیجی۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے لہٰذا میں اس کے گھر بھیج دیتا ہوں۔ انہوں نے کسی دوسرے گھر میں بھیج دی۔ جن کے گھر میں بھیجی گئی تھی انہوں نے کہا کہ فلاں آدمی مجھ سے بھی زیادہ ضرورت مند ہے میں اس کے ہاں بھیج دیتا ہوں۔ یکے بعد دیگرے سری بھیجی جاتی رہی۔ یہاں تک کہ سات گھروں میں گھوم کر سری پھر پہلے آدمی کے گھر پہنچ گئی۔

اللہ تعالیٰ کی آفرین

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر: ۹)	اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔

کہا جاتا ہے کہ آیت مذکورہ ایک انصاری کے حق میں نازل ہوئی جسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں ایک صحابی نے

روزہ رکھا۔ افطاری کا وقت ہوا تو مشروب کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے اسے نوش کیا اور روزہ افطار کرلیا۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا۔ افطاری کے وقت پانی کے سوا کچھ نہ پایا تو پانی سے ہی رزہ افطار کرنا پڑا، تیسرا دن ہوا روزہ رکھا تو بھوک سے بے حال ہو گئے۔ ایک انصاری صحابی کو ان کی تین دن کی کیفیت معلوم ہوئی تو شام کو انہیں اپنے گھر لے آئے۔ اہلیہ سے کہا کہ ہمارے گھر میں مہمان آیا ہے ان کیلئے کھانے کا بندوبست کرو۔ اہلیہ نے کہا کہا ہمارے گھر میں تو فقط ایک شخص کا کھانا ہے جبکہ وہ دونوں میاں بیوی بھی روزے سے تھے۔ ان کا ایک بچہ بھی تھا۔ انصاری صحابی اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ ہم کھانا مہمان کو کھلا دیں گے اور خود آج شب صبر کریں گے۔ لہٰذا تم بچے کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔ کھانا مہمان کے سامنے رکھ کر چراغ صحیح کرنے کے بہانے اٹھنا اور چراغ بجھا دینا ہم مہمان کے پاس بیٹھ جائیں گے۔ ہاتھوں کو ہلاتے رہیں گے مہمان سمجھے گا کہ کھانا کھا رہے ہیں ہمارے اس عمل سے مہمان سیر ہو کر کھانا تناول کرلے گا۔ اسی منصوبہ کے مطابق انصاری صحابی کی اہلیہ ثرید لے کر آئی۔ مہمان کے سامنے رکھ کر چراغ صحیح کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ بجھا دیا۔ انصاری صحابی مہمان کے ساتھ بیٹھ کر یونہی ہاتھ کو پیالے کی طرف حرکت دیتا پھر منہ کی طرف لے جاتا لیکن پیالے سے کوئی لقمہ نہ لیتا۔ رات اسی طرح بیت گئی۔ صبح ہوئی نماز کیلئے مسجد نبوی ﷺ میں انصاری صحابی حاضر ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر خوش ہو رہا ہے اور اپنی رضامندی کا اظہار فرما رہا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر ۹)

اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔

یعنی جو خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خود بھوک سے بے حال ہی کیوں نہ ہوں لیکن اپنے آپ پر صبر کرتے ہیں۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۹)

اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں۔

یعنی جو بخل سے کنارہ کش ہوتے ہیں وہی عذاب الٰہی سے نجات پاتے ہیں۔

چار پسندیدہ چیزیں

حضرت حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری چار باتوں کو پسند کرتا ہوں گو کہ اسلاف کے خلاف ہی کیوں ہوں۔

۱- تم مختصر فرائض کا اہتمام کرتے ہو جیسا کہ اسلاف بہت فضیلت والے کاموں کیلئے اہتمام کیا کرتے تھے۔

۲- تم اپنے گناہوں کے بارے اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ ہو کہ وہ تمہاری بخشش نہیں کرے گا جیسا کہ اسلاف عبادت کر کے بھی ڈرتے تھے کہ نا جانے قبول ہو کہ نہ ہو۔

۳- تم حرام سے اس طرح بچتے ہو جس طرح اسلاف حلال میں پڑنے سے بچتے تھے۔

۴- تم اپنے بھائیوں اور دوستوں سے صلہ رحمی کرتے ہو جس طرح کہ اسلاف دشمنوں سے حسن سلوک کرتے تھے۔

صدقہ کی بدولت دھوبی صحیح سلامت واپس پلٹ آیا

حضرت ابوالفرج ازدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ایک بستی کے قریب سے گزر رہے تھے کہ اس بستی کے رہنے والوں نے اپنے دھوبی کی شکایت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی: ہمارا دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس چھپا بھی لیتا ہے۔ ہم اس کے اس عمل سے بڑے تنگ ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ وہ اپنی گٹھڑی سمیت واپس نہ پلٹ پائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگارہ میں التجا کی الٰہ العالمین: یہ دھوکہ باز دھوبی گٹھڑی سمیت واپس نہ پلٹنے پائے۔

کہتے ہیں کہ دھوبی کپڑوں کی گٹھڑی لے کر دھونے کیلئے چل پڑا۔ اس نے تین روٹیاں بھی ساتھ لے لیں۔ ایک عابد جو کہ انہیں پہاڑوں میں عبادت کیا کرتا تھا جہاں دھوبی کپڑے دھونے کیلئے جایا کرتا تھا وہ دھوبی کے پاس آیا، سلام کیا اور کہنے لگا اے دھوبی: تیری پاس روٹی ہو تو مجھے کھانے کیلئے دے دو۔ اگر کھانے کیلئے نہیں دیتے تو دکھا ہی دیتے۔ میں اسے دیکھ کر اور اس کی خوشبو سونگھ کر اپنے دل کو بہلا لوں۔ عرصہ ہوا میں نے روٹی ہی نہیں

کھائی دھوبی نے ایک روٹی نکالی اور عابد کو کھانے کیلئے پیش کر دی۔ عابد نے روٹی کھائی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہا اے دھوبی: اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے دل کو پاک صاف فرمادے۔ دھوبی نے دعائیہ کلمات سنے تو دوسری روٹی بھی پیش کر دی۔ عابد نے روٹی کھا کر پھر دعا دی: اے دھوبی، اللہ تعالیٰ تیرے اگلے، پچھلے گناہ بخش دے۔ کہتے ہیں کہ دھوبی نے تیسری روٹی بھی کھانے کیلئے عابد کو دے دی۔ عابد نے کھا کر پھر دعا دی کہ اے دھوبی، اللہ کریم تجھے جنت میں محل عطا کرے۔

شام ہوئی دھوبی صحیح سلامت واپس لوٹ آیا بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے اللہ کے نبی: دھوبی کو تو کوئی نقصان بھی نہ پہنچا یہ تو واپس لوٹ آیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسے طلب کر کے معاملہ دریافت کرتا ہوں، دھوبی کو بلایا گیا اسے پوچھا کہ تو نے آج کیا عمل سرانجام دیا؟ اس نے کہا کہ ان پہاڑوں میں راہ حق کا متلاشی ایک عابد میرے پاس آیا۔ اس نے مجھ سے کھانا طلب کیا میں نے اسے تین روٹیاں دے دیں۔ اس نے ہر روٹی کھانے کے عوض مجھے دعا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اپنی گٹھڑی میرے پاس لاؤ۔ گٹھڑی لائی گئی۔ آپ علیہ السلام نے اسے کھولا دیکھا تو اس میں لوہے کی لگام دیا ہوا سیاہ اژدھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اژدھے سے کہا۔ اے اژدھے! نے عرض کی لبیک۔ اے اللہ کے نبی! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تجھے اس شخص کو لقمہ اجل بنانے کیلئے نہیں بھیجا گیا؟ اس نے کہا بالکل یوں ہی تھا لیکن اس کے پاس بھوک سے نڈھال ایک راہی آیا اسنے کھانا طلب کیا۔ اس نے اسے کھانا پیش کر دیا تو اس مسافر نے ہر روٹی کے عوض اسے دعا دی۔ اس مسافر فقیر کی دعا پہ ایک فرشتہ آمین کہتا رہا۔ اللہ کریم نے میری طرف ایک فرشتہ بھیج دیا جس نے مجھے لوہے کی لگام سے جکڑ دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے دھوبی: از سر نو عمل شروع کر دے۔ تیرے صدقہ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ کی بخشش فرمادی ہے۔

حضرت سالم بن ابی جعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عورت اپنا بچہ لے کر

باہر کہیں جارہی تھی کہ ایک بھیڑیئے نے اس سے بچہ جھپٹ لیا۔ عورت انہی قدموں پر واپس پلٹ آئی، اس کے پاس ایک چپاتی تھی دوران راہ ایک سائل نے روٹی کا سوال کیا اس عورت نے وہی ایک روٹی اس سائل کو دے دی۔ بس پھر کیا تھا وہی بھیڑیا آیا اور بچے کو واپس لوٹا گیا۔ ہاتف سے آواز آئی یہ (بھیڑیئے کا) لقمہ اس لقمہ کے عوض واپس ہوا (جو تو نے فقیر کو دیا)۔

باب ۴۷

صدقہ سے کیا کیا مصیبتیں ٹلتی ہیں

صدقہ نے ۶۰ سالہ عبادت کا بھرم رکھ لیا

حضرت معتب بن سمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب ساٹھ سال تک اپنے گرجے میں عبادت کرتا رہا۔ ایک دن صحرا میں نظر دوڑاتا ہے۔ روئے زمین کی خوشحالیوں نے سیر وتفریح کا تجسس پیدا کر دیا۔ کہنے لگا زمین میں چل پھر کر اس کے نظارے کے مزے لوٹتا ہوں۔ ایک روٹی لی اور زمین پر اتر آیا۔ ایک عورت سے آمنا سامنا ہوا اسے دیکھ کر اس کے فتنہ میں ایسا مبتلا ہوا کہ جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اسی حالت میں نقارہ بھی بجنے لگا، موت وزندگی کی کشمکش میں تھا۔ ایک سائل نے آکر ایک روٹی کا سوال کیا۔ اس عابد نے اپنے پاس موجود ایک روٹی اسے دے دی۔ جب اس کا وصال ہوا تو ساٹھ سال کے اعمال میزان عمل کے ایک پلڑے میں اور عورت کے حسن کے فتنہ میں ابتلا کا گناہ دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ ساٹھ سال کے اعمال پر ایک گناہ بھاری ہو گیا پھر روٹی صدقہ کرنے کی ایک نیکی تول کر ایک پلڑے میں رکھا گیا تو عمل کا پلڑا بھاری ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ صدقہ شر کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ روئے زمین پر جب کوئی شخص صدقہ کرتا ہے تو ستر شیطان اس سے دور کر دیئے جاتے ہیں جو کہ اسے نیکی سے روکنے میں کوشاں رہتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اور ہاتھ شل ہو گیا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن تشریف فرما تھیں کہ ایک عورت اپنا ہاتھ اپنی آستین میں چھپائے حاضر خدمت ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ تم اپنا ہاتھ باہر کس لئے نہیں نکالتی؟ اس نے عرض کی ام المؤمنین: نہ پوچھیں کہ کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا نہیں بتاؤ کیا معاملہ ہے؟ اس نے عرض کی ام المؤمنین: میرے ماں باپ زندہ تھے، باپ صدقہ وخیرات سے بڑی رغبت رکھتا تھا جس قدر باپ کو صدقہ سے رغبت تھی اسی قدر ماں صدقہ کو ناپسند کرتی تھی۔ کبھی ہوا بھی تو یہ کہ پھٹا پرانا کپڑا یا چربی کا ٹکڑا کسی کو دے دیا۔ اب وہ مر چکے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت بپا ہو چکی ہے۔ میری ماں لوگوں میں بوسیدہ کپڑوں سے اپنی شرمگاہ چھپائے کھڑی اپنے ہاتھوں میں چربی کا ٹکڑا لئے چوس رہی ہے اور آوازیں دے رہی ہے کہ ہائے پیاس ہائے پیاس جبکہ میرا باپ حوض کے کنارے بیٹھا پانی پی رہا ہے۔ میرے باپ کو پانی پلانے سے زیادہ محبوب کوئی صدقہ نہ تھا۔ میں آگے بڑھی پانی کا پیالہ لیا اور اپنی ماں کو پلا دیا۔ اوپر سے آواز آئی خبردار: جس نے بھی اسے پانی پلایا ہے اس کا ہاتھ شل ہو جائے۔ میں بیدار ہوئی دیکھا تو میرا ہاتھ شل اور مفلوج ہو چکا تھا۔

بھلا یہ بھی کوئی زہد ہے

مذکور ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کھجوروں کا ٹوکرا قریب رکھا ہوا تھا کسی سائل نے آکر کسی چیز کا سوال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زوجہ محترمہ سے کہا کہ کھجوریں لاؤ۔ وہ کھجوریں سامنے لائیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نصف ٹوکرا کھجوروں کا سائل کو دے دیا اور بقیہ نصف اپنی بیوی کو لوٹا دیا۔ بیوی کہنے لگی۔ واہ آپ جیسے سخی کو بھی زاہد کہا جا سکتا ہے؟ کیا کبھی ایسا شخص بھی دیکھنے میں آیا ہے جو شکستہ ساہدیہ اپنے مالک کے پاس بھیجتا ہو۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے سائل کو بلایا اور بقیہ کھجوریں بھی اس کے سپرد کر دیں اور پھر اہلیہ محترمہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اے اللہ کی بندی! کوشش یہ کوشش کئے جاؤ بے شک اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ (الحاقہ ۳۳)

(فرشتوں کو حکم ہوگا) پکڑ لو اس کو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو پھر دوزخ میں جھونک دو پھر ستر گز لمبی زنجیر میں اس کو جکڑ دو۔

پوچھا جائے گا یہ سختی کس وجہ سے ہے تو ارشاد ہوگا

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الحاقہ ۳۴)

بے شک یہ (بدبخت) ایمان نہیں لایا تھا اللہ پر جو بزرگ و برتر ہے اور نہ ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی۔

اے میری اہلیہ! تم جان لو، ہم نے اپنی گردنوں سے نصف بوجھ تو ایمان کی بدولت اٹھا پھینکا ہے اور باقی نصف صدقہ کے ذریعے اٹھا پھینکنا چاہئے۔

محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں ایک اعرابی کے پاس بکریوں کی فراوانی تھی لیکن صدقہ وخیرات وہ بہت کم کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے دبلا پتلا سا بکری کا بچہ صدقہ کے طور پر کسی کو دیا۔ پھر اس نے خواب دیکھا کہ بکریاں اسے سینگوں سے مار رہی ہیں اور دبلا پتلا سا بکری کا بچہ اسے بچا رہا ہے جب بیدار ہوا تو کہنے لگا قسم ہے اللہ کریم کی جہاں تک ممکن ہوسکا میں تیرے پیچھے اور بھی بھیجوں گا۔ اس کے بعد پھر اس نے صدقات کی تقسیم کا سلسلہ شروع کر دیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے ہر شخص سے اللہ کریم کلام فرمائے گا پھر وہ دائیں دیکھے گا تو اسے وہی کچھ نظر آئے گا جو اس نے آگے بھیجا ہوگا، بائیں دیکھے گا تو اسے وہی کچھ نظر آئے گا جو اس نے آگے بھیجا ہوگا، آگے دیکھے گا تو آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ آگ سے ڈرو گو کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کر کے ہی کیوں نہ بچا جائے۔

بلند مرتبہ پانے کیلئے دس خصلتیں

حضرت ابواللیث فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ دس خصلتیں بندے کو اخیار کے مقام پر فائز کر دیتی ہیں اور بندہ ان دس چیزوں پر مداومت سے درجات علیا

تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

۱- صدقہ وخیرات کثرت سے کرنا۔

۲- قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کرنا۔

۳- ان لوگوں کی صحبت وسنگت اختیار کرنا جو آخرت کی یاد دلائیں اور دنیا سے بے رغبت کردیں۔

۴- صلہ رحمی کرنا۔

۵- بیماروں کی تیمارداری کرنا۔

۶- ایسے مالداروں سے بہت کم میل ملاپ رکھنا جن کی مالداری انہیں اخروی اعمال کی بجاآوری سے باز رکھے۔

۷- کل کیا ہونے والا ہے اس بارے بہت زیادہ فکر مند ہونا۔

۸- امیدوں کا دائرہ مختصر رکھنا، موت کو بہت زیادہ یاد کرنا۔

۹- خاموشی کو لازم کر لینا اور بہت کم گفتگو کرنا۔

۱۰- عجز وانکساری کا پیکر بنے رہنا، معمولی سا لباس پہننا، اللہ کے فقیروں سے محبت اور میل جول رکھنا۔ یتیموں، مسکینوں پر دست شفقت رکھنا ان سے پیار کرنا۔

صدقات بڑھانے کی سات خصلتیں

مذکور ہے کہ سات خصلتیں صدقہ کو بڑھاتی اور اسے عظیم بناتی ہیں۔

۱- حلال وطیب مال سے صدقہ کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ — خرچ کیا کرو عمدہ چیزوں سے جو تم نے کمائی ہیں۔

۲- کم مال ہونے کے باوجود بھی کوشش سے صدقہ کرنا۔

۳- موت کے خوف سے صدقہ کرنے میں جلدی کرنا۔

۴- پاکیزہ اور اچھے مال سے صدقہ کرنا ردی مال دینے سے احتراز برتنا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (البقرہ ۲۶۷)

اور نہ ارادہ کرو ردی چیز کا اپنی کمائی سے کہ (تم اسے) خرچ کرو حالانکہ (اگر تمہیں کوئی ردی چیز دے) تم نہ لو اسے بجز اس کے چشم پوشی کر لو اس میں اور (خوب) جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے ہر تعریف کے لائق ہے۔

"لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ" یعنی کسی دوسرے کے ذمہ تمہارا قرض ہو تو کبھی ردی مال کو بطور قرض وصول نہ کرو گے۔

"اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ" مگر نرمی برتتے ہوئے اور آسانی پیدا کرتے ہوئے ایسا کر لو تو الگ بات۔

۵- ریاکاری کے خوف سے چھپا کر صدقہ کرنا۔

۶- اجر ضائع ہونے کے ڈر سے احسان جتانے سے کوسوں دور رہنا۔

۷- گناہ گار ہو جانے کے خوف سے صدقہ کر کے اس شخص کو اذیت نہ دینا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَاتُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرہ:۲۶۴)

مت ضائع کرو اپنے صدقہ کو احسان جتلا کر اور دکھ پہنچا کر۔